ISSN 0971. 8338

یوجنا

مئی 2016 ترقیاتی ماہنامہ 22روپے

مختلف الاہلیت افراد

خصوصی مضمون

قومی تعلیمی نقش عمل2015

اندومتی راؤ

معذور افراد کے لئے روزگار اور ہنرمندی کے مواقع

شانتی راگھون

مالیہ فراہمی میں معذور افراد کی حصہ داری

پی سی داس

معذور افراد کی سماج میں شمولیت: مسائل وحکمت عملی

ڈاکٹر ساندھیا لیمئے

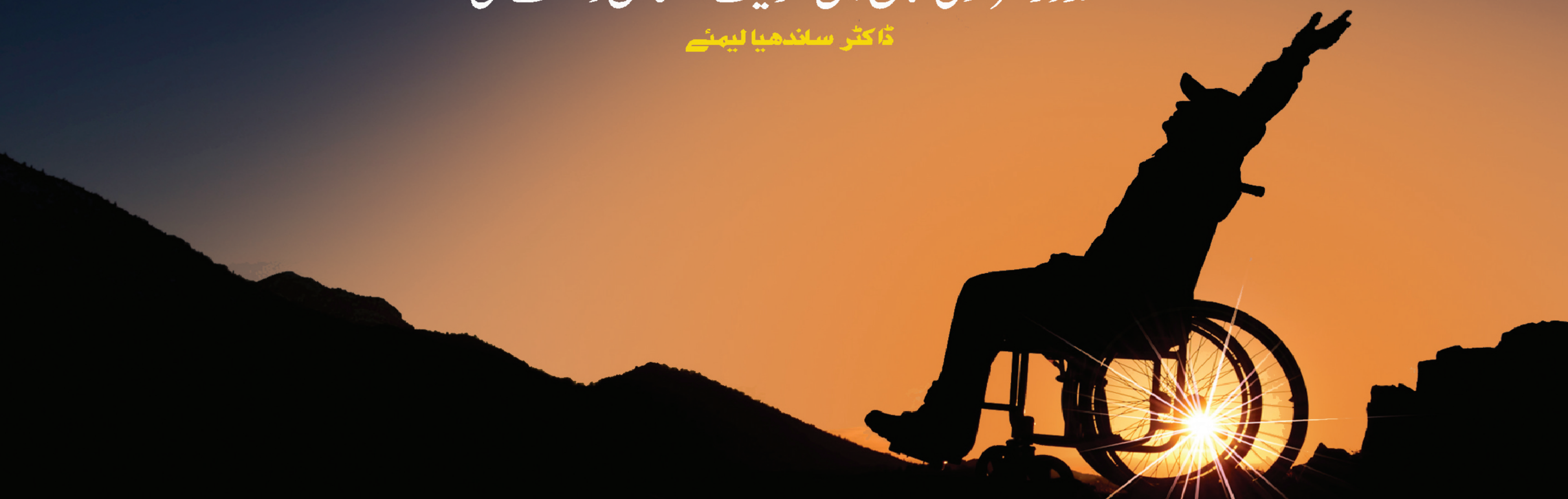

خاص مضمون

شمال مشرقی ہندوستان میں قبائلی ترقی

شیوانی گپتا

وزیراعظم نے اسٹنڈاپ انڈیا پروگرام شروع کیا

وزیر اعظم نریندر مودی نے 5اپریل 2016 کونوئیڈا میں دلتوں' آدی واسیوں اور خواتین کو خودکفیل بنانے کے لئے اسٹینڈاپ انڈیا پروگرام کا آغاز کیا۔ اس پروگرام سے درج فہرست ذاتوں' درج فہرست قبائل اور خواتین کو خودمختار اور خودکفیل بنانے میں مدد ملے گی۔ اس پروگرام کے تحت اس درجہ کے کم

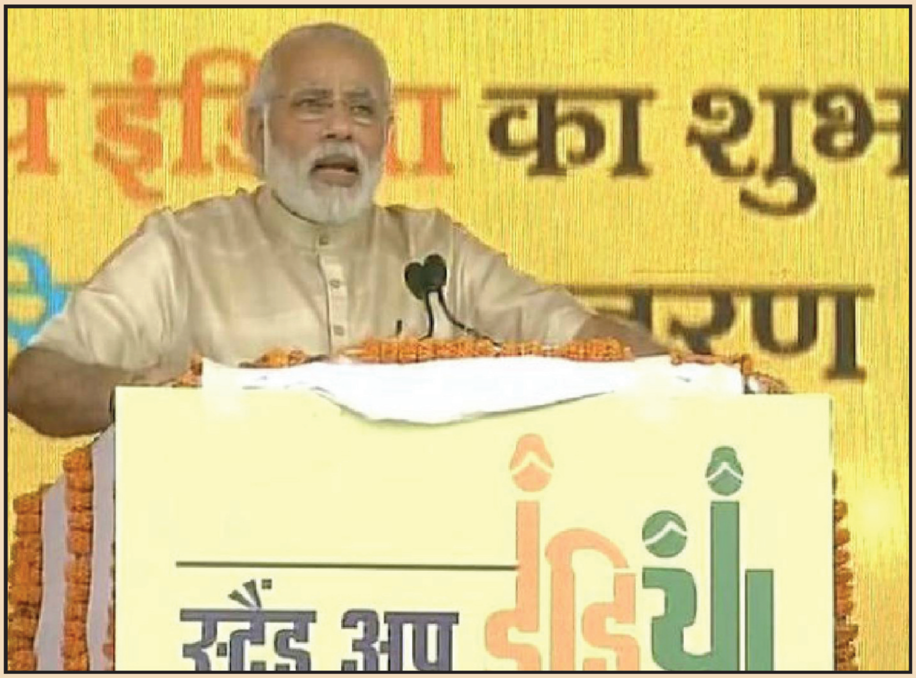

از کم دو کاروباریوں کو قرض فراہم کیا جائے گا۔ یہ قرض 10 لاکھ سے ایک کروڑ روپے کے درمیان ہوگا۔ اس موقع پر 5100ای-رکشا بھی تقسیم کئے گئے۔

ہنر کی ترقی کے عالمی معیارات

ہندوستان میں موجود ہنر کو عالمی معیارات کے مطابق بنانے کی غرض سے حال ہی میں ''ٹرانزنیشنل ہنر معیارات'' پروگرام شروع کیا گیا ہے۔ ہنر کی ترقی کے معیارات کو برطانیہ کے معیار کے مساوی بنانے کے لئے ہندوستان کی 15 سیکٹر اسکل کونسلوں کے 82 نوعیت کے کاموں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اس سے حکومت کی طرف سے شروع کئے گئے دو اہم پروگراموں یعنی میک ان انڈیا اور اسکل انڈیا کو مدد ملنے کی توقع ہے۔ ایک متعین معیار کے لئے برطانوی معیار کو اس کے لئے منتخب کیا گیا ہے کیوں کہ خلیجی تعاون کونسل کے تمام ممالک برطانوی ہنر کے معیارات کو تسلیم کرتے ہیں۔ اس طرح سے ہندوستانی افرادی قوت کو ہندوستان میں کام کررہی بین اقوامی کمپنیوں میں کام کرنے کا موقع ملے گا۔

ہجرت کے خواہاں افراد کے لئے ایک برج تربیتی پروگرام شروع کیا جائے گا تاکہ وہ ہندوستان اور برطانوی معیار کے فرق کو اس تربیت کے ذریعہ ختم کرسکیں۔ ان برج کورسوں کے لئے برطانیہ کے افرادوایجوکیشنل کالجز ہندوستان کے تربیت دہندہ اداروں کی شراکت میں پروگرام شروع کریں گے۔ ایف ای کالج ہندوستان کے منتخب شعبوں میں اسکل اکیڈمیز ایکسی لینس بھی قائم کریں گے۔ اس کے علاوہ برطانیہ کی تربیت فراہم کرنے والی تنظیمیں مثلاً سٹی اینڈ گلڈز اور پیئرسن' ہندوستان کی ایس ایس سیز (SSCs) کی شراکت سے اس فرق کو ختم کرنے کے لئے تربیت دہندہ افراد کو سند فراہم کریں گی۔

اس شراکت کی خاص بات یہ ہوگی کہ تربیت دہندہ برطانوی تنظیمیں ہندوستان کے ایس ایس سیز معیار اور اس کی اسناد کو تسلیم کریں گی۔ ہجرت کرنے کے خواہاں افراد ہنروں میں متعینہ معیار کے مقابلے کم معیار کے امتیاز کو ختم کرنے کے لئے برج تربیتی پروگرام میں شرکت کرکے اپنے ہنر کو اس متعین معیار کے مطابق بنائیں گے۔ اس طرح سے برج تربیتی پروگرام کے تحت وہ اپنے ہنر کو برطانوی معیار کے مطابق بنا اور تسلیم کراسکیں گے۔ اس سے ان کو برطانیہ کا UK IVQ معیار عطا ہوجائے گا جو خلیجی تعاون کونسل ممالک سمیت عالمی پیمانے پر قابل قبول ہے۔

اس پروجیکٹ میں شرکت کرنے والی ہندوستانی ہنر کونسلوں کا تعلق آٹوموٹیو' زراعت' لائف سائنس' حفظان صحت' کیپٹل گڈس' ملبوسات' پارجات' حسن وویلنیس' ٹیلی مواصلات' میزبانی' آئی ٹی اور آئی ٹی ای ایس' تعمیر' خردہ بازار' الیکٹرانک اور سیکورٹی سے ہے۔

یوآئی ڈی اے آئی کے 100 کروڑ آدھار مکمل

یونیک آئی ڈنٹی فکیشن اتھارٹی آف انڈیا (یوآئی ڈی اے آئی) نے 4اپریل 2016 کو 100 کروڑ آدھار مکمل کرلئے۔ اس نے یہ کام ساڑھے پانچ سال میں پورا کیا ہے۔ پہلا آدھار 2010 میں بنایا گیا تھا۔ اس سے کچھ ہی دن پہلے حکومت کے تاریخ ساز آدھار قانون (مالی و دیگر رعایتوں' مفادات اور خدمات کی طے شدہ ڈلیوری) پاس کیا ہے۔

18 سال کی عمر سے زیادہ کے 93افراد کا آدھار مکمل ہوگیا ہے۔

1SSN 0971. 8338

ترقیاتی ماہنامہ

یوجنا

نئی دہلی

مئی 2016 مختلف الاہلیت افراد (Differently Abled)

☆ چیف ایڈیٹر کے قلم سے	اداریہ	4
☆ قومی تعلیمی نقش عمل 2015:	اندومتی راؤ	5
☆ معذور افراد کی سماج میں شمولیت	ڈاکٹر ساندھیا لیمئے	9
☆ معذور افراد کے لئے روزگار اور ہنرمندی کے مواقع	شانتی راگھون	12
☆ معذوری اور بہبود سے آگے تک رسائی	شیوانی گپتا	18
☆ ہندوستان میں معذور افراد کے حفظان صحت کا مسئلہ	ششی رانی	21
☆ نارتھ ایسٹ ڈائری	ادارہ	26
☆ سماجی مساوات اور حصہ داری	رچنا کھرے	27
☆ معذوری بمقابلہ اہلیت	ارچنا سنگھ	32
☆ بصارت کی صلاحیت	امت سنگھ	35
☆ جسمانی معذوری: ایک پروفیشنل کے تاثرات	ارونیما ڈے	38
☆ دسترس: ترقی یافتہ ہندوستان کے لئے مستقبل کی راہ	ڈاکٹر گورو ریجا	42
☆ کیا آپ جانتے ہیں؟	واٹیکا چندرا	45
☆ ہندوستان میں معذور بچوں کی صورت حال اور مسائل	ڈاکٹر محمد اکبر	46
☆ معذور افراد اور ہماری ذمہ داریاں	تابنہ تسکین	49
☆ رسائل وجرائد	نسیم الدین	51
☆ بڑھتے قدم (ترقیاتی خبرنامہ)	ادارہ	53

چیف ایڈیٹر:

دیپیکا کچھل

ایڈیٹر

ڈاکٹر ابرار رحمانی

011-24365927

معاون: رقیہ زیدی

سرورق: جی پی دھوپے

جلد: 36 شمارہ: 2

قیمت: 22 روپے

جوائنٹ ڈائریکٹر (پروڈکشن):

وی کے مینا

سالانہ خریداری اور رسالہ نہ ملنے کی شکایت کے لئے رابطہ:

بزنس منیجر: سرکولیشن اینڈ ایڈورٹیزمنٹ

pdjucir@gmail.com

جرنلس یونٹ، پبلی کیشنز ڈویژن، وزارت اطلاعات ونشریات، روم نمبر 53-48، سوچنا بھون، سی جی او کمپلیکس، لودھی روڈ، نئی دہلی۔ 110003

مضامین سے متعلق

خط وکتابت کا پتا:

ایڈیٹر یوجنا (اردو) E-601، سوچنا بھون، سی جی او کمپلیکس، لودھی روڈ، نئی دہلی-110003

ای میل: yojana.urdu@yahoo.co.in

ویب سائٹ: www.publicationsdivision.nic.in

www.yojana.gov.in

● **یوجنا** اردو کے علاوہ ہندی، انگریزی، آسامی، گجراتی، کنڑ، ملیالم، مراٹھی، تمل، اڑیہ، پنجابی، بنگلہ اور تیلگو زبان میں بھی شائع کیا جاتا ہے۔ ☆ نئی ممبر شپ، ممبر شپ کی تجدید اور ایجنسی وغیرہ کے لئے منی آرڈر/ڈیمانڈ ڈرافٹ، پوسٹل آرڈر، اے ڈی جی پبلی کیشنز ڈویژن (منسٹری آف انفارمیشن اینڈ براڈکاسٹنگ) کے نام درج ذیل پتے پر بھیجیں: بزنس منیجر یوجنا (اردو) پبلی کیشنز ڈویژن (جرنلس یونٹ) بلاک iv لیول vii، آر کے پورم، نئی دہلی۔ 110066 فون: 011-26100207

زرسالانہ: 230 روپے، دوسال: 430 روپے، تین سال: 610 روپے ☆ یوروپ اور دیگر ممالک کے لیے (ایئر میل سے) 730 روپے۔

☆ اس شمارے میں جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے، ضروری نہیں کہ یہ خیالات ان اداروں، وزارتوں اور حکومت کے بھی ہوں، جن سے مصنفین وابستہ ہیں۔

یوجنا منصوبہ بند ترقی کے بارے میں عوام کو آگاہ کرتا ہے مگر اس کے مضامین صرف سرکاری نقطہ نظر کی وضاحت تک محدود نہیں ہوتے۔

چیف ایڈیٹر کے قلم سے

یوجنا

البرٹ آئنسٹائن میں سیکھنے کی صلاحیت کمزور تھی۔ پھر بھی انہوں نے نظریۂ اضافت (ریلیویٹی تھیوری) دریافت کی جس کی وجہ سے انسان کو آج کی دنیا کو سمجھنے میں مدد ملی۔ تھامس الوا ایڈیسن کو ٹھیک سے سنائی نہیں دیتا تھا لیکن ان کی ایجاد بجلی کسی بھی ایجاد سے بڑھ کر ہے کیوں کہ آج کی جدید دنیا کا تصور بجلی کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

لوئس بریل بصارت سے محروم تھے لیکن بریل ایجاد کی جوان کے نام سے موسوم ہے اور جس کی بدولت دنیا بھر کے نابینا افراد لکھ پڑھ سکتے ہیں۔ یہ وہ شخصیات ہیں جنہوں نے ثابت کر دیا ہے کہ اگر انسان کے اندر صلاحیت ہو تو معذوری کسی شمار و قطار میں نہیں۔

ایک وقت ایسا تھا جب معذوری‘ خواہ وہ جسمانی ہو یا ذہنی‘ اس معذور شخص کے خاندان اور خود اس کے لئے ایک عذاب تصور کی جاتی تھی۔ ایسا سمجھا جاتا تھا کہ معذوری خدا کا ایک عذاب ہے جو اس نے پچھلے کرموں کے بدلے میں دیا ہے۔ شکر ہے کہ جدید سائنس نے ان غلط فہمیوں کو رد کر دیا۔ معذوری کو لوگ اب ایک ایسی طبی کنڈیشن سمجھتے ہیں جو قابل علاج ہے۔ معذور افراد کو اب سماج سے باہر نہیں تصور کیا جاتا۔ سائنس اور ایجاد و اختراع نے مل کر ایسے وسیلے پیدا کر دیئے ہیں جن کے استعمال سے ایسے افراد کی معذوری ختم ہوگئی ہے۔ بریل اور جے پورفٹ چند ایسی مثالیں ہیں جن کی وجہ سے جسمانی طور پر معذور افراد بہتر زندگی گزار رہے ہیں۔ ذہنی طور پر معذور افراد کی بھی سماج میں شناخت اور مقبولیت میں اضافہ ہوا ہے اور ان کی ضرورتوں کے بارے میں لوگ بیدار ہوئے ہیں۔

ان کی تعلیم کی مخصوص ضرورتوں کے بارے میں ماضی کے مقابلہ بیداری میں اضافہ ہوا ہے۔ اب ایک طبقہ تو ایسا ہے جو سمجھتا ہے کہ معذوروں کو اب مخصوص اسکولوں میں نہ بھیج کر ان کو عام اسکولوں میں داخل کرنا چاہئے تاکہ وہ دوسرے عام بچوں کے ساتھ کھلے ماحول میں تعلیم حاصل کر سکیں۔ ایسے افراد کا سماجی اور ثقافتی اتحاد بھی ایک مسئلہ بنا ہوا ہے لیکن جلد ہی یہ بھی تبدیل ہوگا اور معذور افراد کو سماج اور قوم کا ایک اہم جز سمجھا جانے لگے گا۔

اطلاعات و مواصلاتی تکنالوجی کی بدولت معذور افراد قوم کی تعمیر میں فعال کردار ادا کر رہے ہیں۔ معذور افراد کی دسترس کو وسعت دینے کی کوششوں میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے تاکہ ان کو رکاوٹوں سے مبرّیٰ ماحول فراہم کیا جا سکے اور وہ بنا کسی انحصار کے آزاد زندگی گزار سکیں۔ اسیسیبل (Accessible) انڈیا مہم حکومت کے اس نظریے کی غماز ہے جس کے تحت ایسا کھلا سماج پیدا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے جس میں معذور افراد کو ترقی کے مساوی مواقع فراہم کئے جائیں گے تاکہ وہ ایک بامعنیٰ‘ محفوظ اور باوقار زندگی گزار سکیں۔

ماضی قریب میں معذور افراد کو فراہم کی گئی ملازمتوں میں بھی اضافہ درج ہوا ہے اور اس طرح ایسے لوگوں کو مالیہ کے حصول میں بھی شامل کیا گیا ہے۔ ہنر کی بہتر فراہمی کی وجہ سے معذور افراد کی اہلیت میں اضافہ ہوا ہے اور آجر ان کی صلاحیتوں پر زیادہ اعتماد کرنے لگے ہیں۔ حکومت بھی معذور افراد کے طرز زندگی کو بہتر بنانے کے لئے پیش کئے گئے اختراعی کوششوں کے لئے رقوم اور وظائف فراہم کر رہی ہے۔ معذور افراد کی موجودگی اب ہر جگہ درج ہو چکی ہے‘ خواہ وہ سرکاری ملازمت ہو‘ تفریح صنعت ہو یا کھیل کود۔

ہر ایک شخص کی زندگی کا ایک منصوبہ‘ ایک مقصد اور ایک قدر ہوتی ہے‘ چاہے اس کا تعلق کسی بھی مقام یا عمر‘ جنس یا معذوری سے ہو۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس حقیقت کو تسلیم کر لیا جائے کہ معذور افراد ہی سب سے زیادہ باعث تحریک ثابت ہوتے ہیں۔ ان کو اگر مساوی مواقع فراہم کئے جائیں تو وہ اپنی مختلف اور مخصوص قسم کی صلاحیتوں کی بدولت عام آدمی کے مقابلے زیادہ مضبوط اور مستحکم ثابت ہوں گے اور اگر ہم سب شعوری طور پر اس حقیقت کو تسلیم کر لیتے ہیں تو ہمیں سماج میں تبدیلی ضرور محسوس ہوگی۔

☆☆☆

اندومتی راؤ

قومی تعلیمی نقش عمل 2015:

کیا یہ ہندوستان میں معذور افراد کے تعلیمی حقوق و دیگر مواقع کی فراہمی کے فروغ کے لئے بنیاد فراہم کرسکتا ہے؟

ہمیں داخلی تعلیم نظام کے نفاذ کے لئے کام کرنا چاہئے جس میں خصوصی ضروریات کے حامل طالب علموں کو ایک بہتر اور مناسب ماحول میں تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملے گا۔ لچک تعلیمی نظام' ای لرننگ سہولیات' آن لائن لرننگ کا مجوزہ سوئم پروگرام' اساتذہ کی تربیت کا داخلی پروگرام' نیشنل اسکل ڈیولپمنٹ پروگرام' موجودہ اساتذہ کی صلاحیت سازی کا پروگرام و دیگر اقدامات سے ہم سب کے لئے تعلیم کے اپنے خواب کی تعبیر پاسکتے ہیں۔

علاقائی مشیر ممبر سی اے بی ای سی بی آر نیٹ ورک
ideasianetwork2013@gmail.com

سال 2001 اور 2011 کے درمیان ہندوستان میں معذور افراد کی آبادی میں 22.4 فی صد کا اضافہ ہوا ہے۔ 2001 میں معذور افراد کی تعداد 2.19 کروڑ تھی جو 2011 میں بڑھ کر 2.68 کروڑ ہوگئی جس میں سے 1.5 کروڑ مرد اور 1.18 کروڑ خواتین ہیں۔ معذور افراد کی شرح نمو شہری علاقوں میں زیادہ ہے اور خواتین میں سب سے زیادہ ہے۔ شہری علاقوں میں زوال پذیر نمو 48.2 فی صد ہے جب کہ خواتین میں یہ 55 فی صد ہے۔ درج فہرست ذاتوں میں یہ 2.45 فی صد ہے۔ (مردم شماری 2011)

حقیقت کیا ہے؟

اگر ہم 2011 کی مردم شماری کے مطابق معذور افراد کی تعداد اور ابتدائی تعلیم اور ثانوی اسکولوں میں مخصوص ضروریات کے بچوں کی تعداد کا موازنہ کریں تو ہندوستان میں ان مخصوص ضروریات کے حامی بچوں کے تعلیمی حقوق کی یقین دہانی کے لئے بھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ صفر سے چھ سال تک کی عمر کے بچوں اور اعلی تعلیم میں مصروف مخصوص ضروریات کے بچوں کے بارے میں اعداد و شمار دستیاب نہیں ہیں۔ منصوبہ بندی کی راہ میں حائل یہ بڑی رکاوٹوں میں سے ایک ہے۔

ایس ایس اے: (1) داخلی تعلیمی اسکیم میں مخصوص ضروریات کے حامل 10.71 لاکھ بچے شامل ہیں (ذریعہ: اجتماعی ضلع معلوماتی نظام برائے تعلیم (یو ڈی آئی ایس ای) (2013-14)

2۔ مخصوص ضروریات کے حامل دو لاکھ بچے ثانوی اسکولوں میں زیر تعلیم ہیں۔

3۔ مخصوص ضروریات کے حامل تقریباً ایک لاکھ بچے 97 مخصوص اسکولوں میں تعلیم پارہے ہیں۔

2011 کی مردم شماری کے مطابق صفر سے 29 برس کی عمر کے مخصوص ضروریات کے حامل 1.23 کروڑ افراد کو تعلیم سے آراستہ ہونے کی ضرورت ہے جس میں سے 53.4 لاکھ خواتین اور لڑکیوں پر مشتمل ہے۔ موجودہ صورت حال میں ایک موٹے اندازے کے مطابق خصوصی ضروریات کے حامل 20 لاکھ افراد ابتدائی، ثانوی اور خصوصی اسکولوں میں زیر تعلیم ہیں۔ بڑا سوال یہ ہے کہ ہم خصوصی ضروریات کے حامل بچوں/افراد کو کس طرح تعلیمی سہولت مہیا کرائیں۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ہم خصوصی ضروریات کے حامل بچوں/افراد کی 28 فی صد آبادی کو بھی تعلیم کی سہولت دستیاب نہیں کراپائے ہیں۔ اگرچہ اس کے لئے 2005 سے آئین یعنی حق تعلیم قانون ہی موجود ہے جس کے تحت تمام بچوں کو مفت تعلیم لازمی قرار دی گئی ہے۔ ہندوستان متعدد بین اقوامی اعلامیوں اور معاہدوں پر بھی دستخط کرچکا ہے جن میں معذور افراد کے حقوق کے تحفظ کی ضمانت دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ہندوستان نے 2006 میں معذور افراد سے متعلق اقوام متحدہ کے کنونشن پر بھی دستخط کررکھا ہے۔ سی آر پی ڈی کی دفعہ 24 میں خصوصی طور پر تعلیم کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس کے تحت سرکار دو چیزوں کی پابند عہد ہے۔

1۔ معذور بچوں اور نوجوانوں کو دیگر بچوں کے ساتھ مساوی بنیاد پر تعلیم کی فراہمی۔

2۔ داخلی نظام کے اندر ایسی تعلیم کی فراہمی۔

اگرچہ ہندوستان بنا کسی بھید بھاؤ کے تمام بچوں کو تعلیم کی سہولت فراہم کرنے کے عہد کا پابند ہے۔ اس کے باوجود اس ابتر صورت حال کی متعدد وجوہات ہیں۔ معذور بچوں کو عمومی اور لڑکیوں کو خصوصی طور پر تعلیم کی فراہمی یقینی بنانے کے لئے محض پابند عہد ہونا کافی نہیں ہے بلکہ اس کی عکاسی سرکار کے نظریہ، مشن اور پالیسیوں میں بھی ہونی چاہئے تاکہ معذور دوست، رکاوٹوں سے مبرّی اور سہل تعلیم کی سہولت دستیاب کرائی جاسکے۔

جہاں تک خصوصی ضروریات کے حامل بچوں کی تعلیم کا سوال ہے، ماضی میں تیار کئے گئے منصوبہ عمل، آئینی جواز اور وسائل کی تقسیم میں خصوصی ضروریات کے حامل بچوں کی تعلیمی ضروریات کا خاص خیال نہیں رکھا گیا تھا اور نہ ہی عمومی تعلیمی نظام ایسا تھا کہ جن میں ان ضروریات کا خیال رکھا جاتا اور اسکولوں اور یونیورسٹیوں کو اس کا حامل بنایا جاتا۔

کیا قومی تعلیمی پالیسی میں ہندوستان میں خصوصی ضروریات کے حامل بچوں/افراد کو نظام میں شامل کے لئے بنیاد فراہم کرنے کی صلاحیت ہے۔؟

مربوط تعلیمی پالیسی بنیادی طور پر سیاسی کوششوں اور نظریہ کو عملی جامہ پہنانے کا ایک ذریعہ ہے۔ سماج کے غیر مراعات یافتہ طبقہ کو تعلیم اور ترقی کے عام دھارے میں شامل کرنے کے لئے سماجی، معاشی، ثقافتی، سیاسی اور انتظامی اور دیگر رکاوٹوں کو دور کرنے کی غرض سے ان کی شناخت اور کوششیں ضروری ہیں تاکہ ان کا حل ڈھونڈا جاسکے۔

قومی تعلیمی پالیسی 2015 میں داخلی تعلیم کا واضح خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ ہندوستان کے تناظر میں داخلی تعلیم سے مراد ہے، درج فہرست ذاتوں/درج فہرست قبائل/اقلیتوں/معذور بچوں اور نوجوانوں کو جو بے حد غریبی میں رہ رہے ہیں اور جن کو دیگر دشواریوں کا سامنا ہے، تعلیمی نظام میں شامل کرنا۔ قومی تعلیمی پالیسی میں پہلی مرتبہ داخلی تعلیم کے ہندوستانی تناظر کو شامل کیا گیا ہے جس سے عالمی تشویشات کی عکاسی ہوتی ہے جن پر ہندوستان میں بھی دستخط کر رکھا ہے۔

وہ کون سے عوامل ہیں جو خصوصی ضروریات کے حامل بچوں/افراد کو تعلیم کے عمومی دھارے سے باہر رکھنے کے لئے ذمہ دار ہیں۔

1۔ سب کے لئے تعلیم کا مقصد اس وقت تک پورا نہیں ہوسکتا جب تک کہ معذور افراد/بچوں کو عام دھارے میں شامل نہ کیا جائے۔

2۔ سب کے لئے تعلیم کا ہدف حاصل کرنے کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لئے طے کئے گئے نقش عمل میں معذور بچوں و نوجوانوں کو نظر انداز کرنا۔

3۔ داخلی تعلیم کی منصوبہ بندی، انتظام، نگرانی اور نفاذ میں حائل رکاوٹوں کی شناخت اور ان کا سد باب کرنے میں ناکامی۔

4۔ معذور بچوں اور نوجوانوں کی عمومی سطح جن کا تعلق درج فہرست ذاتوں/درج فہرست قبائل/اقلیتوں جنسی تضاد سے ہے۔ ان کی داخلی تعلیم کی راہ میں حائل عوامل کی نشاندہی کا فقدان۔

5۔ جسم کا معذور ہونا ریاست/پی آر آئی کے زیر اختیار آتا ہے اور تعلیم کا تعلق بھی اسی سے ہے۔ اس کی وجہ سے معذور بچوں/نوجوانوں کو تعلیمی سہولیات کی دستیابی میں بھی ریاستوں کی سطح پر اختلاف ہے۔

6۔ معذور بچوں کی تعلیم کی ذمہ داری دو وزارتوں پر عائد ہوتی ہے۔ داخلی تعلیم وزارت برائے فروغ انسانی وسائل کی ذمہ داری ہے جب کہ مخصوص تعلیم کا ذمہ وزارت سماجی انصاف و اختیارات کا ہے۔ ریاستی سطح پر بھی یہ کام بٹا ہوا ہے۔ اس کی وجہ سے معذور بچوں کی تعلیم سے متعلق پالیسیوں اور عمل میں تضاد پایا جاتا ہے۔

ہندوستان میں معذور بچوں کی کم عمر میں داخلیت کے بارے میں کوئی پالیسی نہیں ہے۔ ای سی سی ڈی کا سب سے بڑا پروگرام آئی سی ڈی ایس میں مخصوص ضروریات کے حامل بچوں کو ابھی شامل نہیں کیا گیا ہے جس کی وجہ سے آنگن واڑی مراکز کو کم عمر بچوں کی داخلی ترقی کے لئے مرکز کے طور پر استعمال نہیں کیا جاسکتا۔

7۔ اس حقیقت سے کنارہ کشی کہ موجودہ تعلیمی نظام کو داخلی تعلیم کے ذریعہ بہتر بنایا جاسکتا ہے جس سے تمام طالب علم مستفید ہوں نیز یہ کہ داخلی تعلیمی نظام کا لازمی جز ہے۔

8۔ معذور خواتین/لڑکیوں کو ہمارے سماجی و ثقافتی مزاج کے مطابق بازآبادکاری حکمت عملی کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہمیں معذور خواتین کے حقوق کے لئے بیداری کی ضرورت ہے کیوں کہ آج کی جدید دنیا میں خواتین کو اپنے موروثی اقدار کے تحفظ کی زیادہ ضرورت ہے جو میڈیا اور فیشن کی صنعت میں پیش کی جارہی تصویر سے بالکل مختلف ہے۔

کیا ہندوستان میں منصوبہ بندی کے لئے درکار اعداد و شمار دستیاب ہیں ؟: مذکورہ بالا سوال کا جواب اتنا ہی مبہم ہے کہ جتنا کہ معذوری سے متعلق دستیاب اعداد و شمار۔ معذور کا ظہور 2001 کی مردم شماری کے مطابق معذور افراد (پی ڈبلیو ڈی) میں سے 75 کا تعلق دیہی علاقوں سے ہے جب کہ صرف 25 افراد شہری علاقوں میں رہتے

ہیں۔ جہاں تک ملک کی کل آبادی کا سوال ہے، 2.13 افراد کسی نہ کسی نوعیت کی معذوری کا شکار ہیں۔ دیہی ہندوستان میں معذوری کافی زیادہ ہے (2.21 فی صد) جب کہ شہری علاقوں میں یہ اس کے مقابلے کافی کم ہے (1.93 فی صد)۔ مردوں میں معذوری کی شرح (2.23 فی صد) عام آبادی کے مقابلے کچھ زیادہ تھی جب کہ درج فہرست قبائل میں یہ شرح کافی کم (0.2 فی صد) ہے۔ 2001 میں 21.9 ملین سے بڑھ کر دس برس میں 26.8 ملین ہوگئی۔ 2.31 سے بڑھ کر 2.21 فی صد۔ تازہ مردم شماری میں معذوری سے متعلق دستیاب اعداد میں معمولی اضافہ درج ہوا ہے جو 2001 میں 21.9 ملین سے بڑھ کر دس سال میں 26.8 ملین ہوگیا ہے۔ فی صد کے حساب سے یہ 2.13 فی صد سے بڑھ کر 2.12 فی صد ہوگیا ہے۔ اس امر کا انکشاف رجسٹرار جنرل آف انڈیا کی طرف سے جاری 2011 کی مردم شماری کے اعداد وشمار میں کیا گیا ہے۔

ملک میں 11.8 ملین معذور خواتین کے مقابلے 14.9 ملین معذور مرد ہیں جب کہ دیہی علاقوں میں معذور افراد کی تعداد 18 ملین ہے جب کہ شہری علاقوں میں یہ تعداد 8.1 ملین ہے۔ مردوں میں معذوری کی شرح خواتین میں موجود معذوری کی شرح 2.01 کے مقابلے 2.41 ہے۔

معذور افراد کے روزگار کی شرح جغرافیائی (دیہی یا شہری) اعتبار سے جنسی اعتبار سے تعلیمی اور معذوری کی نوعیت کے اعتبار سے مختلف ہے۔ 2011 کی مردم شماری کے مطابق ہندوستان کی 88 فی صد آبادی دیہی علاقوں میں رہتی ہے۔ اس لحاظ سے دیہی علاقوں میں معذور افراد کی تعداد زیادہ ہے۔ اس کی ایک اور وجہ غریبی اور صحت خدمات ہیں۔ دیہی علاقوں میں غربت زیادہ اور صحت خدمات کم دستیاب ہیں۔ دیہی علاقوں میں رہنے والے معذور افراد کو ہنر مند بازار دونوں دستیاب نہیں ہیں۔ خواندگی کی شرح کم ہے۔ مردم شماری کے اعداد وشمار کے مطابق 51 فی صد معذور افراد ناخواندہ ہیں۔ 26 فی صد ابتدائی سطح تک پڑھے ہیں، 6 فی صد مڈل سطح تک اور صرف 13 ثانوی یا اس سے زیادہ تک پڑھے ہیں۔ (آئی ایل ڈی مطالعہ علاقائی دفتر برائے اشیاء و بحرالکاہل بنکاک، ILO-2011)

ہندوستان میں منصوبہ بندی خدمات میں موثر داخلیت کے لئے معذوری سے متعلق اعداد و شمار کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے لئے اختراعی طریقے وضع کرنے کی ضرورت ہے کیوں کہ سروے کا طریقہ کار اپنا کر ہم معذور افراد سے متعلق مربوط معلومات حاصل نہیں کر سکتے۔ ہمیں معذوری، سماجی، معاشی، تعلیمی اور روزگار سے متعلق مختلف قسم کی معلومات درکار ہیں جو ہر فرد کی اپنی ضروریات کے مطابق مختلف ہوں گی (بازآبادکاری ضروریات، روزگار، ہنرمندی کی ترقی، تعلیم وغیرہ) تا کہ ان کے مطابق خدمات کے تعین کیا جاسکے اور خصوصی ضروریات کے حامل بچوں اور دیگر بچوں کے مابین بنا کوئی فرق کئے کمیونٹی کی سطح پر ان کی شمولیت کو یقینی بنایا جاسکے۔

ہندوستان میں کمیونٹی/اسکول/آئی سی ڈی ایس کی سطح پر معذور افراد کا اندراج کیا جانا چاہئے۔ اس کے لئے دیہی معذوری رجسٹر، اسکولوں مخصوص ضروریات رجسٹر، وارڈ کی سطح پر معذوری رجسٹر اپنائے جانے چاہئیں اور اس کے علاوہ آدھار کارڈ/راشن کارڈ میں بھی یہ معلومات شامل کی جانی چاہئیں۔ اس سے ڈیجیٹائزڈ ڈاٹا کو شناختی کارڈ کی فراہمی کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے جس سے موجودہ کاغذ کے معذوری شناختی کارڈ کا چلن ختم ہوگا۔

ہندوستان میں سی بی آر پروگرام میں دیہی معذوری رجسٹر کا استعمال کیا جارہا ہے۔ اس کے تحت کمیونٹی کی بنیاد پر داخلی خدمات فراہم کی جاتی ہیں۔

داخلیت کی راہ میں حائل دیگر مسائل میں مندرجہ ذیل شامل ہیں:

1۔ تعلیمی نظام میں معذور بچوں سے متعلق معلومات کا فقدان ہے۔

2۔ خاندان معاون کردار ادا نہیں کرتے۔

3۔ اساتذہ میں تربیت، لیڈرشپ، معلومات اور نصاب کے موافق امدادی کردار ادا کرنے کا فقدان۔

4۔ تعلیمی کی ابتر کوالٹی۔

5۔ والدین، اساتذہ، انتظامی عملہ اور پالیسی

سازوں میں معلومات کی کمی۔

6۔داخلی تعلیم کے بنیادی ڈھانچے کا فقدان۔

حکمرانی، پالیسی منصوبہ بندی، مالیہ کی فراہمی، نفاذ اور نگرانی۔

7۔شمولیت کے لئے عوامی امداد کا فقدان

8۔محاسبتی اور نگرانی طریقہ کار کا فقدان۔

مجموعی طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ داخلی تعلیم کے لئے لیڈر شپ کا سیاسی خلا اور مناسب محاسبتی طریقہ کار دستیاب نہیں تھا جس کی وجہ سے معذور افراد کے تعلیمی حقوق میں یہ تفریق منظر عام پر آئی۔

قومی تعلیمی پالیسی 2015، سماجی خلا کو پر کرنے کی کوشش

قومی تعلیم پالیسی 2015 وضع کرنے کے لئے ایسا طریقہ کار اپنایا گیا جس میں کمیونٹی کے لوگ کھلی بحث اور مباحثوں میں حصہ لے سکتے تھے۔ یہ قومی پالیسی 2015 کا منفرد کردار ہے اور پالیسی سازوں کے لئے کمیونٹی کے لوگوں کے خیالات اور زمینی حقیقتوں کو جاننے کے لئے یہ ضروری تھا تاکہ وہ تعلیمی پالیسی وضع کرتے وقت ان عوامل کا خیال رکھ سکیں اور تعلیم میں داخلیت کو کامیابی کے ساتھ ہم کنار کر سکیں۔ نقش عمل میں داخلی تعلیم کا یہ نظریہ واضح طور سے جھلکتا ہے۔ مثال کے طور پر خصوصی ضروریات کے حامل بچوں کے لئے داخلی تعلیم کو ایک علاحدہ حکمت عملی کے ولطور پر نہ دیکھ کر قومی تعلیمی پالیسی 2015 داخلی تعلیم کو نظام میں تعلیم کا ایک لازمی جز کے طور پر پیش کرتا ہے جس میں ابتدائی سطح سے اعلی تعلیمی سطح تک خصوصی ضروریات کے حامل بچوں/نوجوانوں کی مخصوص ضروریات کا دھیان رکھا جاتا ہے۔ قومی تعلیمی پالیسی 2015 کے مطابق ہر استاد کو اپنے طلبا کی مختلف ضرورتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ قومی تعلیمی پالیسی 2015 میں ہر سطح پر تعلیمی انتظامیہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ مخصوص ضروریات کے حامل افراد کے تئیں مثبت رویہ اختیار کرے۔

قومی تعلیمی پالیسی 2015 پر آن لائن مباحثوں میں اسکولوں میں ای تعلیم اور آئی سی ٹی کی دستیابی پر زور دیا گیا تھا۔ مخصوص ضروریات کے حامل افراد خاندانوں اور معذوری کے شعبے میں مصروف کار غیر سرکاری تنظیموں نے تمام اساتذہ کو ایسی تربیت فراہم کرنے کی وکالت کی

تھی جس سے وہ ان مخصوص اور مختلف ضروریات کو پوری کر سکیں۔

ان مباحثوں میں دیہی و شہری علاقوں میں بسنے والے معذور بچوں/نوجوانوں تک رسائی حاصل کرنے میں آئے فرق کو اہم چیلنج کے طور پر پیش کیا گیا۔

سال 2015 کی قومی تعلیمی پالیسی میں ہر طرح کے تعلیمی نظام میں معذوری سے متعلق مسائل کو شامل کرنے پر زور دیا گیا ہے، چاہے وہ تعلیم ہو، داخلہ پالیسی ہو یا اساتذہ کی تربیت/نصاب کی تیاری، تدریسی حکمت عملی، سیکھنے کے لئے مواد کی تیاری ہو، اقدار کے تعین کا نظام ہو یا مصروفی لرننگ پلیٹ فارم وغیرہ۔ ہر سطح پر معذوروں کے مسائل کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

قومی تعلیمی پالیسی 2015 میں معذوری کو داخلی تعلیم کی نظر سے دیکھا گیا ہے۔ اس پالیسی میں معذور بچوں کو علاحدہ کر کے الگ ماحول میں نہ رکھ کر ان پر معذوری کا لیبل چسپاں کرنے سے گریز کیا گیا ہے۔ اس میں داخلیت اور اہداف کو یکجا کر کے ایسے انداز میں پیش کیا گیا ہے جس سے سے ہر بچے کو اس کا تعلیم کا حق مل سکے اور وہ ایک موافق ماحول میں بنا کسی بھید بھاؤ کے تعلیم کی زینت سے آراستہ ہو سکے۔ اس کو تعلیم کا ایسا ماحول فراہم کیا جائے جہاں اس کو معذور اور تندرست بچوں میں یا جنسی اعتبار سے کسی فرق یا امتیاز کا احساس نہ ہو۔ قومی تعلیمی پالیسی 2015 کو زمینی سطح پر نافذ کیا جاتا ہے تو اس میں بنیادی تبدیلی لانے کی زبردست صلاحیت موجود ہے۔

ہمیں داخلی تعلیمی نظام کے نفاذ کے لئے کام کرنا چاہئے جس میں خصوصی ضروریات کے حامل طالب علموں کو ایک بہتر اور مناسب ماحول میں تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملے گا۔ لچک تعلیمی نظام، ای لرننگ سہولیات، آن لائن لرننگ کا مجوزہ سوئم پروگرام، اساتذہ کی تربیت کا داخلی پروگرام، نیشنل اسکل ڈیولپمنٹ پروگرام، موجودہ اساتذہ کی صلاحیت سازی کا پروگرام و دیگر اقدامات سے ہم سب کے لئے تعلیم کے اپنے خواب کی تعبیر پا سکتے ہیں۔

☆☆☆

قلم کار حضرات سے گزارش ہے کہ وہ یوجنا کے معیار کے مطابق مضامین ارسال کریں۔

ادارہ

ڈاکٹر ساندھیالیمئے

معذورافراد کی سماج میں شمولیت:

مسائل و حکمت عملی

معذور افراد کو مواقع فراہم کئے جانے چاہئیں تاکہ وہ سماج میں اپنا کردار ادا کرسکیں۔ اس طرح کے انتظامات خصوصی طور پر اور عام دھارے کی پالیسیوں میں کئے جائیں تاکہ انہیں سماج کا حصہ ہونے کا احساس ہو اور سماج بھی ان کی صلاحیتوں پر بھروسہ کرسکے۔

مضمون نگار مرکز برائے مطالعہ معذورین میں اسسٹنٹ پروفیسر ہیں۔

sandhyalimaye@yahoo.co.in

سماجی داخلیت سماجی خارجیت کے بالکل برعکس ہے۔اس سے مراد وہ مثبت عمل ہے جو اس صورت حال و عادتوں کو تبدیل کر دیتا ہے۔(کیا ہے) جو سماج سے خروج کی وجہ بنتے ہیں۔ عالمی بینک کے مطابق سماجی داخلیت وہ عمل ہے جس کے ذریعہ شناخت کی بنیاد پر غیر مراعات یافتہ افراد کی صلاحیتوں،اس کو میسر مواقع اور ان لوگوں کے وقار کو بہتر بنا کر ان کو سماج میں شرکت کرنے کے قابل بناتا ہے۔

دنیا بھر میں معذور افراد وہ سب سے بڑی اقلیت ہیں جن کو نظرانداز کیا جاتا ہے جو محرومی، بے توجہی اور سماج میں عدم شمولیت کا شکار رہے ہیں۔ بیسویں صدی کے آخری نصف حصے میں بیشتر ممالک نے معذور افراد (پی ڈبلیوڈی) کے لئے کچھ امدادی کام کیا جن میں سرکاری اور غیر سرکاری سطح پر انسانی حقوق کے طور پر ان کے لئے خیرات اور ان کے علاج و معالجہ و بازآبادکاری کے لئے ادارکارہ جاتی امداد شامل ہیں۔ آزادی کے بعد ہندوستان کی حکومت نے اس حاشیہ بردار بڑی آبادی کی ذمہ داری سمجھی اور معذور افراد کی بہبود اور بازآبادکاری کے لئے متعدد پروگرام وضع کئے۔

معذور افراد کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے مثلاًان کے تئیں سماج کا رویۂ جسمانی اور سماجی دشواریاں جو ان کی سماجی داخلیت کو متاثر کرتی ہیں۔ سماج کے رویہ سے مراد ہے، وہ منفی رویہ جو معذور افراد کو سماج میں سہنا پڑتا ہے کیوں کہ معذوری کو سماج رسوائی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔لوگوں کا خیال ہے کہ معذوری اس کے پچھلے کرموں کا پھل ہے اور اس کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ یہ خدا کا عذاب ہے۔اس سب کا اثر یہ ہوتا ہے کہ معذور افراد کو زندگی کے اور معیشت کے عام دھارے سے الگ کر کے حاشیہ پر پہنچا دیا جاتا ہے۔ روزمرہ کی زندگی میں ان کو تندرست افراد کے مقابلے محرومی کا احساس ہوتا ہے۔اس کا مضر اثر یہ ہوتا ہے کہ معذور کی خود ان کی اور ان کے خاندان کی طرز زندگی پر پڑتا ہے۔ان میں سے متعدد افراد خود کو تنہا اور غیر ضروری سمجھنے لگے ہیں اور سماج ان کو بوجھ سمجھنے لگتا ہے۔ان کے خاندان والے ‘والدین’ بچے بھائی بہن کو بھی منفی رویۂ غربت اور سماجی عدم شمولیت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بہت سے معذور لوگوں کا ماننا ہے کہ ان کا زیادہ تر وقت سماج کے خلاف لڑائی میں صرف ہو جاتا ہے جب کہ ان کو ان سے مدد ملنی چاہئے۔

افرادی ، بین افرادی اور سماجی سطح پر الگ تھلگ کر دینا بھی سماجی اخراج کی اہم وجہ ہے۔سماج میں حاشیہ برداری کی متعدد وجوہات ہوسکتی ہیں۔ معذور افراد کو معذوری کے علاوہ بھی متعدد مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے جن میں ذات پات،نسل، مذہب‘ مقام و علاقہ وغیرہ سے متعلق شامل ہیں۔ معذوری اور جنسی تفریق دونوں وہ عوامل ہیں جن کی وجہ سے ایک شخص کو نظرانداز کر دیا جاتا ہے۔ایک معذور شخص جسمانی اہلیت،معیشت اور مردانہ قوت کے عمومی سماجی نظریہ پر کھرا نہیں اترتا۔معذور

خاتون کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ وہ خاتون کے فرائض، بیوی اور ماں کے فرائض، خوب صورتی اور نسوانیت کے عمومی پیمانوں کو پورا نہیں کرتی۔ یہ لوگ بالکل حاشیہ پر دھکیل دیئے جاتے ہیں اور صدیوں سے ان کو جسمانی، ذہنی اور سماجی اذیتیں سہنی پڑ رہی ہیں۔ ان کو جان بوجھ کر نظر انداز کیا جاتا ہے۔ ان سے گالی گلوج کی جاتی ہے، ان کو زدوکوب کیا جاتا ہے اور ان کو جنسی طور پر ہراساں کیا جاتا ہے۔

ابتدائی اسکول کے دور میں ایک جیسی دلچسپی' اس کو اسکول کی سرگرمیوں اور کھیل کود وغیرہ کی وجہ سے دوستی استوار ہوتی ہے۔ معذور بچوں میں ساتھی بچوں کے ساتھ گھلنے ملنے اور ان کے ساتھ روابط بڑھانے کے لئے ضروری سماجی ہنر کے فقدان کی وجہ سے وہ پیچھے رہ جاتے ہیں۔ ان دوستانہ روابط کے لئے بات چیت و باہمی ربط ضروری ہوتا ہے۔ بچہ ان روابط کو قائم کرنے کے لئے اپنے گھر پر یہ مہارت حاصل کرتا ہے اور بعد میں وہ اس مہارت کا استعمال کر کے باہری دنیا سے یعنی رشتہ داروں اور دوستوں سے روابط استوار کرتا ہے۔ شخصی برتاؤ کا یہ اندازہ بچہ کی ابتدائی عمر میں ہی ترقی پاتا ہے، اس لئے بچہ کے سماجی تجربات بڑا ہونے پر اس کی شخصیت سازی میں مدد کرتے ہیں۔ سماجی اور ذہنی کمزوری کی وجہ سے بچے اپنے اردگرد لوگوں سے رابطہ قائم کرنے میں قاصر رہتے ہیں۔ اسی وجہ سے نئے دوست نہیں بنا پاتے اور خود کو کم تر محسوس کرتے ہیں جو ان کی سماجی داخلیت میں پریشانی کا باعث ہوتی ہے۔ عام دھارے سے درپیش ان دشواریوں کی وجہ سے یہ لوگ خود کو الگ تھلگ محسوس کرتے ہیں اور ان سے روابط قائم نہیں کر پاتے۔ اس کے برعکس بصری طور پر معذور اور اعصابی اعتبار سے کمزور افراد سماج میں آسانی سے پہچانے جاتے ہیں اور اس لحاظ سے سماج ان کی کمزوریوں کو قبول کر لیتی ہے اور بصری اور اعصابی طور پر معذور یا کمزور افراد کے تئیں ترس کھانے کا اظہار کرتے ہیں۔ ایک مہذب سماج ایسے افراد سے جو مختلف معذوروں کا شکار ہوں، اس طرح سے پیش آنا چاہئے کہ ان لوگوں کو سماج میں شامل ہونے میں مدد ملے۔ جس طرح کی زبان اچھے اور توانا لوگ ان معذوروں کے لئے استعمال کرتے ہیں' اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ لوگ خود اپنی معذوری کے لئے ذمہ دار ہیں۔ ان کو تعلیم کے حصول، روزگار اور دیگر افراد کے ساتھ اچھے رشتے استوار کرنے کے مواقع نہیں دیئے جانے کو بیکار سمجھا جاتا ہے اور زمانے پر ایک بوجھ تصور کیا جاتا ہے۔

بہت سے معذور افراد اپنی برداری یا معیشت کے لئے موثر کردار ادا نہیں کر پاتے لیکن اگر ان کی صحیح طور پر مدد کی جائے تو وہ بھی فعال کردار ادا کر سکتے ہیں۔ ان لوگوں میں متعدد ایسے ہیں جو کام نہیں کرتے ہیں۔ ان میں صلاحیت اور ہنر موجود ہے۔ اگر ان کی ان صلاحیتوں کو بروئے کار لایا جائے تو وہ بھی اچھے کام کر سکتے ہیں۔ بجائے اس کہ یہ لوگ اختیارات حاصل کریں اور کام دھندہ کریں، متعدد معذور افراد حکومت کی امداد اور خاندان کی معاونت پر منحصر رہتے ہیں۔ زندگی کے اس حصے میں جس میں وہ کام کر سکتے ہیں، آمدنی اتنی قلیل ہوتی ہے کہ وہ اپنے بڑھاپے کے لئے کچھ بچا کر نہیں رکھ سکتے اور سبکدوشی کے بعد ان کی حالت ابتر ہو جاتی ہے۔

جہاں تک دیگر سہولتوں کا سوال ہے، معذور افراد کو اپنے آس پاس کے ماحول میں ایسی سہولیات دستیاب نہیں ہوتیں جو معذور دوست مثلاً ٹرانسپورٹ نظام یا عمارتوں میں داخلہ کے معقول انتظام وغیرہ۔ ممبئی میں معذور سواریوں کو ٹرین میں سفر کرنا یا ریلوے پلیٹ فارم پر جانا مشکل ہوتا ہے کیوں کہ وہاں ان کے مطابق سہولیات میسر نہیں ہیں۔ ان کے ڈیزائن اس طرح کے نہیں ہیں کہ معذوروں کو مدد مل سکے۔ یہ بات تسلیم کرنی چاہئے کہ معذور افراد کو تندرست افراد کی طرح ریلوں میں سفر کرنے کا اختیار ہے۔ ان کو یہ حق ہے کہ وہ ریلوے بورڈ سے کہیں کہ وہ ان کے لئے ایسے انتظامات کرے جو معذوروں کے لئے مناسب ہوں۔

اگر حکومت کی بات کریں تو وہ پالیسی یا ڈیزائن بناتے وقت وہ ایسے افراد کے بارے میں نہیں سوچتی جو مختلف قسم کی معذوریوں سے دوچار ہیں اور نہ ہی ان کے مفادات کا خیال رکھتی ہے۔ بسا اوقات معذور افراد یہ سوچنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ وہ ایک ایسے نظام سے جوجھ رہے ہیں جو منقسم ہے اور جو بابوگیری میں الجھا ہوا ہے اور جس کے معذور افراد سے کوئی سروکار نہیں ہے اور وہ ان کو سماج میں داخل کرتے ہیں اور ان کی زندگی بہتر بنانے میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتے۔ اس طرح کا سیاسی اور آئینی نظام ان کو اور الگ تھلگ کر دیتا ہے اور معذور افراد کو حاشیہ پر ڈال دیتا ہے جس سے وہ خود کو سماج سے خارج تصور کرنے لگتے ہیں۔

حکمت عملی

سماج میں داخلیت دراصل ایک احتجاج ہے جو سماج کے اس رویے کے خلاف جتایا جاتا ہے جو ایسے لوگوں کے تئیں روا رکھے ہوئے ہے۔ اس ظلم اور استحصال کو اب ختم ہونا چاہئے۔ مذکورہ بالا متعدد رکاوٹوں اور پریشانیوں کو دور کر کے ہی ہم معذور افراد کو حقیقی طور پر بااختیار بنا سکتے ہیں اور ان کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کا موقع فراہم کر سکتے ہیں۔ یہ مواقع گھر، برادری اور سماج میں اور کام کرنے کے مقامات پر مہیا کرائے جا سکتے ہیں۔ اب وقت آ گیا ہے کہ انحصار اور کم امیدی کو ختم کیا جائے۔ ایسے سماج کی تشکیل کرنی چاہئے جس میں معذور افراد کو بااختیار بنایا جائے اور اس کی شرکت کو یقینی بنا کر ان کو سماج میں شامل کیا جائے۔

ان رکاوٹوں اور دشواریوں کو ختم کرنا صرف حکومت کی ہی ذمہ داری نہیں بلکہ معذور افراد، خود، آجر، صحت کے پیشے سے جڑے افراد، معلم' علاقائی انتظامیہ' خدمات واشیاء فراہم کرنے والے افراد سب اس میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں تاکہ معذور افراد کو سماج میں مناسب طور پر شامل ہونے کا موقع فراہم ہو۔

اس کے لئے مناسب منصوبہ بندی اور وسائل درکار ہیں تاکہ اس کو بہتر طریقے سے نافذ کیا جا سکے۔

1۔ مختلف نوعیت کے معذور افراد' ان کی ضرورتوں اور ان کی صلاحیتوں کے تئیں بیداری پروگراموں کا انعقاد۔

2۔ مختلف قسم کے متعلقہ افراد مثلاً طبی پیشہ سے منسلک افراد' اساتذہ' سرکاری ملازمین' وکیل' آجر' روزگار افسر' علاقائی سماجی رہنماؤں کو دوران خدمت تربیت فراہم کرائی جائے تاکہ معذوری سے متعلق ان کے علم میں

اضافہ ہو سکے اور وہ معذور افراد کے ساتھ کام کرتے وقت ایسے طریقے اپنا سکیں جو معذوروں کے تئیں دوستانہ ہوں نیز ان کے رویہ میں بھی معذوری اور معذوروں کے تئیں مثبت تبدیلی آئے۔

3۔معذور افراد کی صلاحیتوں کا اعتراف کر کے ان کی حوصلہ افزائی کی جائے تا کہ معذوروں کو با اختیار بنایا جا سکے۔

4۔معذوروں پر لازمی نصاب ترتیب دیا جائے اور مختلف نوعیت کے معذور بچوں کے لئے پڑھانے کے مناسب طریقے اپنائے جائیں اور اساتذہ اس کے لئے بی ایڈ اور ایم ایڈ کے نصاب فراہم کئے جائیں۔معذور افراد کو مواقع فراہم کئے جانے چاہئیں تا کہ وہ سماج میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔اس طرح کے انتظامات خصوصی طور پر اور عام دھارے کی پالیسیوں میں کئے جائیں تا کہ انہیں سماج کا حصہ ہونے کا احساس ہو اور سماج بھی ان کی صلاحیتوں پر بھروسہ کر سکے۔

6۔معذور افراد کی ضرورتوں کو عام دھارے کی پالیسیوں کے مدنظر رکھنا چاہئے تا کہ وہ دیگر لوگوں کے ساتھ سماج میں شرکت کر سکیں۔

7۔سرکاری امداد اور خدمات کے تئیں معذور افراد کے تجربات میں تبدیلی کی ضرورت ہے۔ان کے مابین مستحکم مکالمے کی ضرورت ہے۔

8۔ان کے لئے دشواریوں سے پاک اور داخلیت پر مرکوز آفاقی طریقے اپنائے جانے چاہئیں۔ ☆☆☆

کناڈا اور آرمینیا کے مابین دو مفاہمت ناموں پر دستخط

☆ سینٹرل کونسل فار ریسرچ ان ہومیو پیتھی نے کناڈا اور آرمینیا کے اعلیٰ تعلیمی اداروں کے ساتھ دو مفاہمت ناموں پر دستخط کئے ہیں۔ان میں سے ایک مفاہمت نامے پر کناڈا کے کالج آف ہومیو پیتھس آف اونٹاریو کے ساتھ دستخط کئے گئے ہیں جبکہ آرمینیا کی یریون کی اسٹیٹ میڈیکل یونیورسٹی کے ساتھ دوسرے مفاہمت نامے پر دستخط کئے گئے ہیں۔یہ مفاہمت نامے گزشتہ دنوں نئی دہلی کے وگیان بھون میں عالمی یوم ہومیو پیتھی کے موقع پر دو روزہ بین الاقوامی کنونشن کے دوران طے پائے تھے۔اس موقع پر عزت مآب وزیر مملکت برائے آیوش مسٹر شریپاد یسو نائک نے اپنے اختتامی خطبے میں عالمی یوم ہومیو پیتھی کے موقع پر ہندوستان کے عوام کو مبارکباد دی اور اس امر کے لئے ستائش کی کہ ہومیو پیتھی نے حال کے دنوں میں ایک زبردست سائنسی جست کی ہے اور اس کی اہمیت میں دن بہ دن اضافہ ہو رہا ہے۔اس کے ساتھ ہی وزیر موصوف نے اس کنونشن کے دوران بین الاقوامی تعاون کے لئے مبارکباد پیش کی کہ اس کے تحت ہومیو پیتھی میں تحقیق اور تعلیم کے شعبے میں دو مفاہمت ناموں پر دستخط کئے گئے ہیں۔مسٹر نائک نے امید ظاہر کی کہ ان مفاہمت ناموں پر دستخط تو محض ابتدا ہے اور آنے والے دنوں میں ایسے متعدد مزید مفاہمت ناموں پر دستخط کئے جائیں گے۔انہوں نے کہا کہ ہومیو پیتھی میں تحقیقی کاموں کی صورتحال گو کہ تشویش ناک ہے لیکن اس سلسلے میں مزید بین الاقوامی شراکت داریوں کے امکان موجود ہیں بلکہ ان کی اشد ضرورت ہے۔عالمی یوم ہومیو پیتھی پر منعقد بین الاقوامی کنونشن کے دوسرے روز کا پہلا اجلاس ہومیو پیتھی طریقہ علاج کے بانی ڈاکٹر کرشچین سیموئیل ہانی مین کے نام معنون کیا گیا۔اس موقع پر اجلاس کی مجلس صدارت کے شرکا نے اس تاریخ ساز شخصیت کو گلہائے عقیدت پیش کئے۔ڈاکٹر رینزو گالاسّی، صدر لیگا میڈیکورم ہومیو پیتھی کا انٹرنیشنلسٹ (ایل ایم ایچ آئی) اٹلی، ایل ایم ایچ آئی ارجنٹینا کے ڈاکٹر گستاوو البرٹو کٹاڈی، اٹلی، ایل ایم ایچ آئی (برازیل) کے صدر ڈاکٹر امریلس سیزر، ترکی کے ڈاکٹر ایل یونے سوکیمس اگاوبلو، اٹلی، ایل ایم ایچ آئی ہندوستان کے قومی نائب صدر ڈاکٹر ایس پی ایس بخشی، عالمی یوم ہومیو پیتھی (ڈبلیو ایچ ڈی) کی صدر ہند ڈاکٹر نندنی شرما، ڈبلیو ایچ ڈی انڈیا کے سکریٹری ڈاکٹر سندیپ کائلہ، سینٹرل کونسل فار ہومیو پیتھی کے صدر ڈاکٹر رام جی سنگھ، سی سی ایچ (حکومت ہند کی وزارت برائے آیوش) کے ڈاکٹر ارون بھاسے، سی سی ایچ (انڈیا) کے نائب صدر ڈاکٹر بھاسکر بھٹ، ایچ ایم اے آئی انڈیا کے صدر ڈاکٹر کے کے جنیجہ، دہلی بورڈ (انڈیا) کے چیرمین ڈاکٹر ایم اے راؤ، انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ہومیو پیتھک فزیشینز کے صدر ڈاکٹر ایم جی اومن، انڈین ہومیو پیتھک میڈیکل ایسوسی ایشن کے بانی قومی صدر ڈاکٹر راج کے منچندا اور ڈائریکٹر جنرل سینٹرل کونسل فار ریسرچ ان ہومیو اس موقع پر مباحثے میں شرکت کی۔اس کنونشن کے اجلاس میں ہندوستان میں ہومیو پیتھی کی تعلیم کو درپیش چیلنج اور ہومیو پیتھی کی تعلیم کے عالمی منظر نامے پر تبادلہ خیال کیا گیا۔اس اجلاس کی مجلس صدارت میں ڈاکٹر رام جی سنگھ، ڈاکٹر ارون بھاسے، ڈاکٹر سری وتسن اور ڈاکٹر للت ورما شامل تھے۔اجلاس میں ڈاکٹر اے کے سیٹھ، ڈاکٹر رجت چٹوپادھیائے، ڈاکٹر ایس کے تیواری، ڈاکٹر منی لال ایس، ڈاکٹر اروند کوٹھے، ڈاکٹر منیر احمد، ڈاکٹر لیوپولڈ ڈرکسلر (آسٹریا)، ڈاکٹر گستاوو البرٹو کٹالڈی (ارجنٹینا) ڈاکٹر محمد اشرف الرحمن (بنگلہ دیش)، ڈاکٹر ڈینی پلّئی (جنوبی افریقہ)، ڈاکٹر ایم پی آریہ (ہند) ڈاکٹر ایم کے ساہنی (ہند) نے اس اجلاس کی بحث میں حصہ لیا۔ان حضرات نے ہومیو پیتھی کی تعلیم کو درپیش چیلنج اور ہومیو پیتھی کی تعلیم کے منظر نامے پر بحث کی اور ان طریقوں پر تبادلہ خیال کیا کہ ہومیو پیتھی کے معتبر نصاب تعلیم کو معیاری بنائے جانے پر گفتگو کی گئی۔دواؤں کی تحقیق و توثیق اور فروغ کے موضوع پر ایک دوسرے اجلاس میں شامل شرکا نے بیجوں سے تیار کی جانے والی ہومیو پیتھک دواؤں سے علاج کے امکانات کے موضوع پر تبادلہ خیال کیا۔اس اجلاس کی مجلس صدارت میں نیدرلینڈ کی ڈاکٹر مارٹن بریںڈز، آسٹریلیا کے ڈاکٹر آئزیک گولڈن، ہندوستان کے ڈاکٹر لکشمی کانت نندا، ڈاکٹر ایس ایم سنگھ، ڈاکٹر جے ڈی دریانی اور ڈاکٹر انل کھورانہ شامل تھے۔اس اجلاس کے مقررین نے فارما کوپی کے ہارمونائزیشن اور ہومیو پیتھی کی دواؤں کی ضابطہ بندی ایک مشترکہ بین الاقوامی فارما کوپیا کی ضرورت، ہومیو پیتھک دواؤں کے فارما کو پیائی معیارات، دواؤں کی ضابطہ بندی، جیسے موضوعات پر تبادلہ خیال کیا اور جڑی بوٹیوں سے تیار ہونے والی ہومیو پیتھک دواؤں کے قاعدوں اور ضابطوں کی تازہ کاری پر زور دیا۔''بایو مالی کیولر ریسرچ ان ہومیو پیتھی'' کے موضوع پر منعقد ایک اجلاس کی مجلس صدارت میں ڈاکٹر انیس الرحمٰن خدا بخش، برازیل کی پروفیسر ڈاکٹر ہولینڈ بنو کو اریزما اور پروفیسر ڈاکٹر کنجکش گھوش، ڈاکٹر سریندر سنگھ اور ڈاکٹر انل کھورانہ شامل تھے۔ان اجتماعات کے علاوہ علاج سے متعلق تحقیق کے موضوع پر متعدد پریزینٹیشن پیش کئے گئے جن میں تحقیق کے تازہ ترین امور اور ملیریا، ڈینگو، قدرتی آفات، دماغ کی چوٹ، کان کے امراض اور شیاٹیکا وغیرہ جیسے امراض میں ہومیو پیتھی سے علاج پر تبادلہ خیال کیا گیا۔

شانتی راگھون

معذور افراد کے لئے روزگار اور ہنرمندی کے مواقع

مسائل اور امکانات

منجو ناتھ ایک چھوٹی کمپنی میں سپروائزر ہیں اور ان کی 15 افراد کی ٹیم ٹکسٹائل مشنری کے پرزے تیار کرنے کا کام کرتی ہے۔ میعار ان کے لئے نہایت اہم ہے کیوں کہ کلائنٹ کی طرف سے کسی بھی مال کے لینے سے انکار کا مطلب ہے بزنس میں خسارہ۔ وزیر اعظم نریندر مودی کی میک ان انڈیا مہم منجو ناتھ جیسے افراد پر مبنی ہے، جو میعاری آوٹ پٹ دیتے ہیں۔ منجو ناتھ کی بینائی تھوڑی متاثر ہے جب کہ ان کی ٹیم میں مختلف افراد ہیں جن میں سے کچھ معذور بھی ہیں۔

اسٹینلے کا اپنا کاروبار ہے اور وہ فنائل کی تجارت کرتے ہیں۔ وہ دماغی طور فالج کے مرض کا شکار ہیں۔ تبسم ایک آف شور سپورٹ سینٹر پر کام کرتی ہیں اور سمندر پار انگلینڈ جیسے دور دراز ملک کے کسٹمرس کو مانیٹر کرنے کے لئے اسکرین پر مسلسل نگاہیں ڈالے رہتی ہیں۔ وہ جسمانی طور پر معذور ہیں۔ پردیپ ایک مال میں کام کرتے ہیں اور وہ ایک Bay کے مالک ہیں۔ وہ ذہنی طور پر معذور ہیں۔ ان کی قوت بصارت بھی اچھی نہیں ہے اور سننے میں بھی دشواری ہوتی ہیں۔ راجیو ایک ملٹی نیشنل بینک میں انالسٹ ہیں، حالانکہ انہیں کم سنائی دیتا ہے۔ پرشانت کو ان کے مثبت رویہ کی وجہ سے پنچایت ڈیولپمنٹ افسر کی ملازمت مل گئی ہے۔ حالانکہ وہ نابینا ہیں۔ نابینا ہونے کی وجہ سے انہیں شروع میں کام نہیں مل رہا تھا لیکن کنڑ ٹائپنگ کی خصوصی تربیت حاصل کرنے اور ایک خصوصی سافٹ ویئر کی مدد سے انہوں نے معذوری کی وجہ سے درپیش چیلنج پر قابو پانے میں کامیابی حاصل کرلی۔ ان کے رفقاء کار اور گاؤں والے ان کا بڑا احترام کرتے ہیں۔

معذوری کے سبب غوثیہ کی ماں انہیں نہلاتی اور کھلاتی ہیں۔ وہ اپنے ہاتھوں سے یہ کام خود نہیں کر پاتی ہیں۔ تاہم غوثیہ کو ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں پروجیکٹ کوارڈینیٹر کے طور پر جو تنخواہ ملتی ہے اس سے وہ ماں کا بھی خرچ اٹھاتی ہیں۔ بلکہ انہوں نے آن لائن جو واشنگ مشین خریدی ہے اس سے ان کی والدہ کو کافی مدد مل گئی ہے۔ غوثیہ ورک پلیس سالیوشن، مثلاً اسپیچ ریکوگنیشن سافٹ ویئر استعال کر کے آن لائن کام کرتی ہیں۔ وہ صرف اپنی آواز کا استعمال کر کے خصوصی سافٹ ویئر کی مدد سے فون ڈائل کر لیتی ہیں، انٹرنیٹ استعمال کر لیتی ہیں اور دیگر سافٹ ویئر ٹولس بھی استعمال کر لیتی ہیں۔

منجو ناتھ، اسٹینلے، تبسم، پردیپ، غوثیہ، راجیو، پرشانت ہندوستان میں تبدیلی Change in India کا حصہ ہیں۔ ہنر حاصل کر کے اور خود کو روزگار کے قابل بنا کر وہ ویسے ہی کام کرتے ہیں، ٹیکس ادا کرتے ہیں، اپنے خاندان کی دیکھ بھال کرتے ہیں اور عام سماج کا حصہ ہیں

جیسے کے دیگر عام لوگ۔ وہ ہمیں یہ یاد دہانی کراتے ہیں کہ ہندوستان کو جو چیز عظیم بناتی ہے وہ ہے ہر طرح کے چیلنجز مثلاً معذوری، غربت اور بھید بھاو پر قابو پانے کی اس کے عوام کی صلاحیت۔

روزگار اور ہنرمندی کا موجودہ منظر نامہ

گذشتہ دس برسوں کے دوران معذور افراد کے لئے پرائیوٹ سیکٹر میں ملازمت کے مواقع میں ڈرامائی بہتری آئی ہے اور بالخصوص بڑے میٹرو شہروں میں کمپنیاں بزنس ویلو کو دیکھتے ہوئے معذور افراد کو ملازمت پر رکھ رہی ہیں۔ پیداواریت اور میعار کے سلسلے میں کمپنی کی تشویش کو امیدواروں کو ہنر مند بنا کر دور کر دیا گیا۔ کمپنیوں کو اچھے پروڈکٹس فراہم کر کے جو اعتماد قائم کیا گیا اس کا خاطر خواہ فائدملا۔ 2008 اور 2014 میں کساد بازاری کے دور میں کمپنیوں نے معذور افراد کو ملازمت دی تھی، جو اس بات کا ثبوت تھا کہ اگر آپ کی تیار کردہ چیز اچھی ہے تو اس کے لئے مارکیٹ ہمیشہ موجود ہے۔ پچھلے پانچ برسوں کے دوران کمپنیوں نے بڑی تیزی سے ترقی کی ہے اور وہ اپنی مصنوعات کی مانگ کے مطابق

مضمون نگار اشوکا فیلو اور اینیبل انڈیا کے بانی اور منیجنگ ٹرسٹی ہیں۔
shanti@enable-india.org

سپلائی نہیں کر پا رہی ہیں لہذا بعض نے معذور افراد کی طرف دیکھنا شروع کر دیا ہے تا کہ سپلائی کا سلسلہ برقرا رہے۔ معذوروں کے لئے کام کرنے والی غیر سرکاری تنظیمیں، مین اسٹریم کے تربیتی ادارے اور سوشل انٹر پرائیزیز اب ٹیئر 2 کے شہروں نیز اضلاع میں بھی زیادہ سے زیادہ معذور افراد کو ہنر مند اور ملازمت کے لائق بنا رہی ہیں۔

مخصوص شعبوں میں کمپنیوں کے ساتھ شراکت اور جاب ٹریننگ سے بہتر اور معیاری امیدوار تیار کرنے میں مدد ملی ہے جس سے بہتر پلیسمنٹ بھی ممکن ہوسکا ہے۔کمپنیوں کے لئے یہ پوری طرح فائدے کا سودا ثابت ہو رہا ہے۔اس طرح سے وہ اپنے مستقبل کی مانگ کو پورا کرنے کے لئے مناسب امیدواروں کی کھیپ تیار کر رہے ہیں۔

اسکل ٹریننگ کے جو ماڈل زیادہ کامیاب نظر آئے ہیں' ان میں تجرباتی تعلیم ایک اہم عنصر رہا ہے۔ جب امیدواروں کو اسکل ٹریننگ کے ساتھ لائف اسکل ڈیولپمنٹ اور رویہ کے سلسلے میں بھی تربیت دی گئی تو کمپنیوں میں ان کی مانگ بڑھ گئی۔ایسی اسکل ٹریننگ جن میں والدین کے ڈیولپمنٹ پر بھی توجہ مرکوز کی گئی وہ طویل مدت کے لحاظ سے زیادہ پائیدار ثابت ہوئے۔والدین بالعموم یہ یقین نہیں کر پاتے ہیں کہ ان کے بچے زندگی اور روزگار کے تلخ تجربات کا مقابلہ کر سکیں گے۔اس لئے ان کی اقتصادی ضرورتوں کے باوجود وہ اپنے معذور بچوں کو ہر ایسی چیز سے بچاتے رہتے ہیں جس میں ذرا سی بھی پریشانی ہوسکتی ہو مثلاً سفر کرنا یا شفٹ میں کام کرنا یا کسی ہدف کو حاصل کرنے کے لئے کام کرنا وغیرہ۔

رفقاء کار کے ساتھ تربیت ان حالات میں زیادہ کامیاب ثابت ہوا ہے جہاں افراد دسنگین انشورانہ معذوری کا شکار ہوں اور ان کا آئی کیو 65 سے کم ہو۔اس طریقہ کار کو ہنرمندی کے روایتی طریقوں کے بجائے بہتر متبادل کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔نفسیاتی سماجی معذوری سے دوچار افراد کو ہنر مند بنانے اور ملازمت دلانے کے لئے کاؤنسلر اور ماہرین نفسیات کا سپورٹ سسٹم ضروری ہے۔

ہنرمندی کی تربیت بنیادی طور پر ترقی پذیر شعبوں مثلاً ریٹیل، ہاسپٹلیٹی، آئی ٹی، آئی ٹی ای ایس، گارمینٹس، ٹکسٹائل اور بینکنگ میں دی گئی۔خودروزگار اسکل ٹریننگ بیوٹی اور ویلنس، موبائل ریپیرنگ وغیرہ ترقی پذیر شعبوں میں کامیاب ثابت ہوئی ہے۔

مستقبل کا منظرنامہ

وزیراعظم کی طرف سے شروع کردہ نیشنل اسکل پالیسی میں اگلے سات برسوں کے دوران 38 لاکھ معذور افراد کو تربیت دینے کا ہدف مقرر کیا گیا ہے۔وزارت سماجی انصاف اور امپاورمنٹ میں معذور افراد کو بااختیار بنانے کا جو محکمہ (DePWD) قائم کیا گیا ہے اس کی طرف سے معذور افراد کے لئے نیشنل ایکشن پلان اور ایسیسیبل انڈیا مہم شروع کر کے معذور افراد پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔اسکل پالیسی کو آگے بڑھانے کے لئے اسکل کاؤنسل فار پرسن ودڈس ایبلیٹی (Sc PWD) قائم کیا گیا ہے۔اس لئے ہندوستان میں معذور افراد کے لئے اقتصادی افرادی قوت بننے کا کافی بہتر موقع ہے۔ہمیں اس صورت حال کا فائدہ اٹھانا چاہئے اور جسمانی اور ذہنی طور پر معذور افراد کو ملک بھر میں ہر طرح کے روزگار میں یکساں اہمیت دینی چاہئے۔

ہمیں 600 سے زیادہ رورل سیلف ایمپلائمنٹ انسٹی ٹیوٹ (R S E T I) کے موجودہ معیاری انفرااسٹرکچر سے بھی فائدہ اٹھانے کی ضرورت ہے، انہیں خود روزگار کی تربیت کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔خودروزگاری کے مختلف مواقع پیدا کرنے کے لئے خصوصی نصاب تربیت دینے کی ضروت ہے۔تربیت یافتہ تربیت دینے والے ایسے معذور افراد کی بھی ضرورت ہے جو رول ماڈل کے طور پر کام کرسکیں اور معذور افراد کو تربیت بھی دے سکیں۔

پچھلے دس برسوں کے دوران معذور افراد کے لئے 26 سیکٹروں میں 273 سے زائد طرح کی ملازمتوں کی نشاندہی کی گئی ہے جہاں معذور افراد موثر طور پر کام کر سکتے ہیں۔انتہائی معذور افراد کے ملازمت کے لئے مزید نئے حل تلاش کئے جانے چاہئیں۔ایسی منظم کوشش ہونی چاہئے جس سے معذور افراد کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں ملازمت کا موقع مل سکے۔

ملازمت فراہم کرنے کے لئے ہمہ گیر سپورٹ سسٹم میں اضافہ کرنے کی ضرورت ہے، مثلاً جاب اناسس سروس، ورک پلیس سالیوشن، شمولیتی خدمات، بیداری مہم، لیڈرشپ ڈیولپمنٹ وغیرہ۔یہ ہنرمند بنانے کی کوششوں کی کامیابی کے لئے ضروری ہے۔معذور افراد کے ذریعہ معاش کے لئے کام کرنے والی تنظیموں اور اداروں کے مابین باہمی تعاون کو فروغ دینے کے لئے اس سال Enable Academy کا قیام عمل میں آیا ہے۔یہ ایک ایسا پلیٹ فارم ہے جہاں تمام فریقین اپنے وسائل میں ایک دوسرے کو شریک اور ایک دوسرے کے تجربات سے استفادہ کر سکتے ہیں۔نماوانی نام سے ایک انٹرایکٹیو وائس ریسپانس سسٹم (IVRS) بھی کرناٹک میں کام کر رہا ہے جو صرف ایک مس کال کے ذریعہ پورے ریاست میں معذور افراد کو ورچول نیٹ ورکنگ فراہم کرتا ہے۔معذور افراد اپنی کہانیاں، اپنے مسائل ایک دوسرے کو سناتے ہیں اور ایک دوسرے کی پریشانیوں کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، بیداری پیدا کرتے ہیں، روزمرہ کے چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لئے امید جگاتے ہیں اور اقتصادی طور پر خودکفیل بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ٹکنالوجی پر مبنی یہ پلیٹ فارم صورت حال کو تبدیل کرنے میں اہم رول ادا کریں گے اور معذور افراد کے روشن مستقبل کو یقینی بنانے کے لئے انہیں ہنر مند بنائیں گے۔

میک ان انڈیا اسی وقت کامیاب ہوسکتا ہے جب 'چینج ان انڈیا' ہو، جس میں سماج کے تمام طبقات شامل ہوں۔معذوری کے باوجود کامیابی سے کام کرنے والے اس تبدیلی کے نقیب ثابت ہوں گے۔

☆☆☆

پی سی داس

مالیہ فراہمی میں معذور افراد کی حصہ داری

این ایچ ایف ڈی سی نے معذور افراد کو بااختیار بنانے کے محکمے حکومت ہند کے صلاح مشورے سے معذور افراد کے لئے ایک بے مثل روزگار پورٹل تیار کیا ہے جو واحد پلیٹ فارم سے روزگاری قرض، تعلیمی قرض، ہنرمند کی مفت تربیت وغیرہ کے مواقع فراہم کرتا ہے۔

ہندوستان کے آئین میں ہدایتی اصول کی دفعہ 39 میں کام اور روزگار کی اہمیت اور وقعت کو تسلیم کیا گیا ہے جس میں مملکت کے لئے لازمی قرار دیا گیا ہے کہ وہ اس بات کو یقینی بنائے کہ شہریوں یعنی مردوں اور خواتین کو یکساں طور سے روزی روٹی کے مناسب ذرائع کا حق حاصل ہے۔ مزید برآں دفعہ 41 اس بات کی متقاضی ہے کہ مملکت، اپنی اقتصادی صلاحیت اور ترقی کی حدود کے اندر کام کرنے کا حق حاصل کرنے کے لئے موثر اہتمام کرے گی نیز دفعہ 42 اس بات کا مطالبہ کرتی ہے کہ ریاستیں کام کرنے کے منصفانہ اور انسانی حالات حاصل کرنے کے لئے اہتمام کریں گی۔ بنیادی طور سے یہاں ہم معذور افراد (پی ڈبلیو ڈی) کے بارے میں بات کریں گے۔

معذور افراد سے مراد اس شخص سے ہے جو 40 فی صد تک یا اس سے زیادہ کسی بھی توضیح کردہ معذوری سے متاثر ہو، جس کی تصدیق ایک طبی اتھارٹی نے کی ہو۔ حکومت ہند نے معذور افراد کے لئے تین قوانین وضع کئے ہیں تا کہ سماج میں ان کی سماجی و اقتصادی شمولیت سمیت انہیں مساوی مواقع فراہم کئے جائیں یعنی (i) ہندوستان کی بازآبادکاری کونسل سے متعلق قانون 1992 (ii) معذور افراد سے متعلق قانون 1995 اور (iii) آٹزم، دماغی پالیسی، ذہنی معذوری اور مختلف معذوری کے حامل افراد کی بہبود کے لئے قومی ٹرسٹ سے متعلق قانون 1995۔ اس کے علاوہ معذور افراد کے حقوق کے بارے میں اقوام متحدہ کی قرارداد 2006 (یو این سی آر پی ڈی) میں، جس کی توثیق ہندوستان نے 2008 میں کی تھی، دیگر لوگوں کے ساتھ مساوی بنیاد پر سماج میں معذور افراد کی بھرپور اور موثر شرکت پر زور دیا گیا ہے۔ اسی طرح سے معذور افراد کے لئے قومی پالیسی 2006 میں معذور افراد کو ایک قیمتی انسانی وسیلے کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے نیز اس پالیسی کا مقصد ان کے لئے سماج میں ایک باوقار زندگی کے لئے مساوی مواقع پیدا کرنا ہے۔ اس میں سب کے لئے شمولیت پر مبنی سماج کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔

2011 کی مردم شماری کے مطابق ہندوستان میں افراد کی تعداد 26.8 ملین ہے جس میں معذور مردوں کی تعداد 14.99 ملین اور معذور خواتین کی تعداد 11.22 ملین ہے۔ یہ بات قابل غور ہے کہ 18.63 ملین معذور افراد دیہی علاقوں میں رہتے ہیں جب کہ 8.18 ملین معذور افراد شہری علاقوں میں رہتے ہیں۔ دستیاب اعداد وشمار کے مطابق تقریباً 13.4 ملین معذور افراد (دیہی ہندوستان میں 8.8 ملین اور شہری ہندوستان میں 4.6 ملین) قابل ملازمت عمر کے گروپ میں ہیں۔ اس میں سے 7.8 ملین متعدد افراد مرد ہیں اور 5.6 ملین معذور افراد خواتین ہیں۔ اس کے علاوہ معذور افراد کی کل آبادی میں سے 14.6 ملین معذور افراد خواندہ ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ معذور افراد انسانی وسیلے کا ایک بڑا ذخیرہ ہیں اور ملک کی معیشت کے سلسلے میں تعاون کرنے

مضمون نگار معذور افراد کے لئے قومی مالیاتی اور ترقیاتی کارپوریشن کے چیئرمین اور منیجنگ ڈائریکٹر ہیں۔

کے لئے ان کی صلاحیت کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا ہے۔

مالی شمولیت کا مطلب سماج کے محروم طبقے کے لئے قابل استطاعت خرچ پر مالی خدمات اور مختلف مالی پروڈکٹس کی دستیابی ہے۔اس میں مختلف مقاصد کے لئے بینکنگ پروڈکٹس اور مالی خدمات مثلاً بیمہ، پنشن اور قرضے شامل ہیں۔ درحقیقت مالی شمولیت، شمولیت پر مبنی سماج کے اس محروم طبقے کو مالی اور سماجی تحفظ کی یقین دہانی کرائی جائے۔حکومت ہند نے مالی شمولیت کی اہمیت کو تسلیم کیا ہے اور سب کے لئے مالی شمولیت کی ضرورت پر زور دے رہی ہے۔جن دھن یوجنا، غریبوں کے لئے صحتی بیمہ، مدرا قرضے وغیرہ جیسی پالیسیاں قومی ترجیحی پروگرام ہیں۔

مالی شمولیت سے حکومت کے سماجی اور فلاحی پروگراموں میں بھی مدد ملتی ہے۔چوں کہ مالی شمولیت سے کم خرچ پر ادائیگی کے عمل کو آسان اور سہولتی بنایا جاسکے گا، اس لئے یہ عمل شفاف ہے اور اس میں مستفیدین کا دہرا پن نہیں ہوتا ہے۔

معذور افراد- مالی طور سے خارج کردہ

درحقیقت معذور افراد غریب سے غریب ترین ہونے کی وجہ سے سماج کے سب سے زیادہ محروم طبقوں میں درجہ بند کئے جانے کے لئے زیادہ موزوں ہوسکتے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ معذوری کا غریبی سے باہمی تعلق ہے کیوں کہ معذور افراد غریبی میں زیادہ پائے جاسکتے ہیں۔معذور خواتین کے معاملے میں صورت حال زیادہ خراب ہوجاتی ہے۔لہٰذا معذور افراد کی مالی شمولیت دیگر محروم طبقوں کے مقابلے میں زیادہ اہم اور پرچیلنج ہے جس کی وجہ کم حرکت پذیری، جسمانی رکاوٹ، مالی پروڈکٹس کے بارے میں کم معلومات اور معذور افراد کی تتر بتر آبادی جیسی وابستہ مشکلات ہیں جو مخصوص ایس ایچ جی تشکیل دینے کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔

خود روزگار اور تعلیم کے لئے مالی امداد/قرض تک رسائی کے سلسلے میں معذور افراد کی مشکلات کے پیش نظر حکومت ہند نے 24 جنوری 1997 کو معذور افراد سے متعلق قومی مالیاتی اور ترقیاتی کارپوریشن (این ایچ ایف ڈی سی) قائم کی تھی جس کا منظور شدہ سرمایہ حصص 400 کروڑ روپے تھا۔یہ کمپنی بغیر منافع والی کمپنی کے طور پر کمپنیوں سے متعلق قانون 1956 کی دفعہ 25 (کمپنیوں سے متعلق قانون 2013 کی دفعہ 8) کے تحت اندراج شدہ ہے۔

این ایچ ایف ڈی سی 40 فی صد یا اس سے زیادہ معذوری والے اور 18 سال سے زیادہ کی عمر کے ہندوستانی شہریوں کے لئے رعایتی قرضوں پر غور کرتی ہے۔این ایچ ایف ڈی سی سے رعایتی قرض سے فائدہ اٹھانے کے سلسلے میں معذور افراد کے لئے زیادہ سے زیادہ عمر کی کوئی حد نہیں ہے۔ زیادہ تر کارپوریشن کی اسکیموں اور پروگراموں کی درجہ بندی اس طرح سے کی جاسکتی ہے: (i) قرض پر مبنی سرگرمی، جہاں معذور افراد کے لئے رعایتی قرضے دیئے جاتے ہیں اور (ii) غیر قرض پر مبنی سرگرمی جہاں معذور افراد کے لئے گرانٹس فراہم کی جاتی ہیں۔

1. **قرض پر مبنی**:

الف- **خود روزگاری قرضے**: یہاں 25 لاکھ روپے تک کا رعایتی قرض 5 تا 8 فی صد کی شرح سود پر جو قرض کی رقم پر مبنی ہوتی ہے، خود روزگاری کام شروع کرنے کے لئے معذور افراد کو فراہم کیا جاتا ہے۔ یہ قرض 10 سال کی ادائیگی کی زیادہ سے زیادہ مدت کے اندر ادا کیا جاسکتا ہے۔

ب- **تعلیمی قرض**: بہت زیادہ رعایتی تعلیمی قرض صرف سالانہ 4 فی صد کی شرح سود پر اعلی مطالعات کے لئے معذور طلبا کو فراہم کیا جاتا ہے۔ ہندوستان میں مطالعات کے لئے 10 لاکھ روپے تک کی رقم اور غیر ممالک میں مطالعات کے لئے 20 لاکھ روپے تک کی رقم معذور افراد کے ذریعے حاصل کی جاسکتی ہے۔ یہ قرض 7 سال کی ادائیگی کی زیادہ سے زیادہ مدت کے اندر ادا کیا جاسکتا ہے۔قرض کی ادائیگی کا سلسلہ کورس کی تکمیل کے ایک سال بعد یا روزگار حاصل کرنے کے چھ مہینے بعد جو بھی پہلے ہو، شروع ہوتا ہے۔

ج- **چھوٹا مالیہ**: اس قرض کا مقصد آمدنی پیدا کرنے والی سرگرمیاں شروع کرنے یا ان میں اضافہ کرنے کے لئے معذور افراد کی آبادی کے کمزور طبقے کو مالی امداد فراہم کرنا ہے۔اس اسکیم پر عمل درآمد زیادہ تر این جی اوز کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ایک این جی او معذور افراد میں تقسیم کرنے کے لئے 10 لاکھ روپے تک کا قرض حاصل کرسکتی ہے اور ایک معذور شخص چھوٹے قرض کے طور پر زیادہ سے زیادہ 50,000 روپے حاصل کرسکتا ہے۔اس طرح سے ایک این جی او 20 افراد کی مدد کرسکتی ہے۔سود کی شرح صرف سالانہ 5 فی صد تک ہے۔ یہ قرض تین سال کی ادائیگی کی زیادہ سے زیادہ مدت میں ادا کرنا ہوتا ہے۔

ii. **غیر قرض پر مبنی**:

الف۔ **معذور افراد کو ہنرمندی کی تربیت**: اس اسکیم کے تحت این ایچ ڈی ایف سی معذور افراد کو ہنرمندی کی تربیت کے لئے گرانٹس فراہم کرتی ہے۔ اس کے علاوہ تربیت کے دوران معذور افراد کو ماہانہ 2000 روپے کا وظیفہ فراہم کیا جاتا ہے۔

ب۔ وزارت نے این ایچ ایف ڈی سی کو معذور افراد کے لئے وظیفے کی اسکیم چلانے کا کام سپرد کیا ہے۔ اس وقت این ایچ ایف ڈی سی کسی تکنیکی اور پیشہ ورانہ کورسز کرنے کے لئے مختلف طور سے معذور 2500 طلبا کے لئے ٹرسٹ فنڈ وظیفہ اسکیم چلا رہی ہے۔

این ایچ ایف ڈی سی ریاستی حکومت کی نامزد کردہ 36 ریاستی چینالائزنگ ایجنسیوں (ایس سی اے) کے ذریعے کام کرتی ہے۔ این ایچ ایف ڈی سی نے سرکاری شعبے کے پانچ بینکوں (پی ایس بی) اور 18 علاقائی دیہی بینکوں (آر آر بی) کے ساتھ بھی معاہدہ کیا ہے تا کہ معذور افراد کو رعایتی قرضے دینے کے سلسلے میں سہولت مہیا ہو۔ کارپوریشن کی کارکردگی کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ گزشتہ چار مالی برسوں سے بہترین درجہ حاصل کر رہی ہے اور توقع ہے کہ وہ 16-2015 کے لئے بھی یہی درجہ حاصل کرے گی۔

i) قرض کی تقسیم: این ایچ ایف ڈی سی نے اپنی قرضہ جاتی اسکیموں کے تحت 1.26 لاکھ معذور افراد کے فائدے کے لئے اپنے قیام سے لے کر اب تک 694 کروڑ روپے کی رقم جاری کی ہے۔

ii) **ہنرمندی کی تربیت**: کارپوریشن اب تک 36616 معذور افراد کی ہنرمندی کے فروغ کی تربیت کے لئے 46.21 کروڑ روپے کی مالیت کی مالی امداد کی پہلے ہی منظوری دے چکی ہے۔ مالی سال 16-2015 کے لئے این ایچ ایف ڈی سی نے 17000 سے لے کر 20000 معذور افراد کی ہنرمندی کی تربیت کے سلسلے میں سہولت بہم پہنچانے کا نشانہ مقرر کیا تھا۔

iii) **وظیفہ**: ٹرسٹ فنڈ کے وظیفے کی اسکیم کے تحت این ایچ ایف ڈی سی نے 7117 نئے اور 1097 تجدیدی معاملات پر مشتمل تکنیکی اور پیشہ ورانہ کورسز کرنے کے لئے 7.97 4 کروڑ روپے (12-2011 سے لے کر اب تک) کی رقم جاری کی ہے۔

قومی فنڈ کے وظیفے کی اسکیم کے تحت این ایچ ایف ڈی سی نے 2827 نئے اور 101 تجدیدی معاملات پر مشتمل تکنیکی اور پیشہ ورانہ کورسز کرنے کے لئے 3.51 کروڑ روپے (10-2009 سے لے کر اب تک) کی رقم جاری کی ہے۔

کارپوریشن نے کارپوریشن کو مزید توسیع کے لئے نیز زیادہ تعداد میں معذور افراد کی مالی شمولیت میں اضافہ کرنے کے لئے مندرجہ ذیل بڑے اقدامات کا منصوبہ بنایا ہے۔

i) بیک اینڈ سبسڈی کی اسکیم: کارپوریشن نے معذور افراد کو بااختیار بنانے کے محکمہ کے صلاح مشورے سے این ایچ ایف ڈی سی کے قرض کے تحت بیک اینڈ سبسڈی شروع کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ اگر حکومت ہند اسے منظور کر لیتی ہے تو معذور افراد استفادہ کردہ قرض کے 35 فی صد حصے تک کا فائدہ بیک اینڈ سبسڈی کے طور پر حاصل کرسکیں گے۔

ii) **بینکنگ کے چینل کے ساتھ معاہدہ**: این ایچ ایف ڈی سی نے مختلف بینکوں کے ساتھ معاہدہ کرکے اپنی رسائی میں اضافہ کرنا شروع کیا ہے تا کہ معذور افراد ساجھے دار بینکوں کی شاخوں کے ذریعے رعایتی قرض لے سکیں۔ این ایچ ایف ڈی سی سرکاری شعبے کے پانچ بینکوں (پنجاب نیشنل بینک، آندھرا بینک، آئی ڈی بی آئی بینک، بینک آف بڑودہ، اسٹیٹ بینک آف حیدرآباد) کے ساتھ پہلے ہی معاہدے کرچکی ہے۔ پی ایس بی کے علاوہ این ایچ ایف ڈی سی نے کچھ ریاستوں (یوپی، ایم پی، اتراکھنڈ، گجرات، ہریانہ، مہاراشٹر اور آسام میں 18 علاقائی دیہی بینکوں کے ساتھ بھی معاہدے کئے ہیں۔

iii) **این بی ایف سی-ایم ایف آئی کے ساتھ معاہدہ**: چوں کہ این بی ایف سی-ایم ایف آئی دور دراز دیہی علاقوں اور غیر مستفید شہری علاقوں تک میں موجود ہیں، اس لئے این بی ایف سی-ایم ایف آئی معذور افراد سے رابطہ قائم کرنے کے سلسلے میں بہتر طور سے موزوں ہیں۔ این ایچ ایف ڈی سی نے ان اداروں کے ذریعے معذور افراد کو رعایتی قرض فراہم کرنے کی غرض سے مختلف این بی ایف سی-ایم ایف آئی کے ساتھ آسان معاہدے کرنے کے سلسلے میں کچھ معیارات میں نرمی کرنے کے سلسلے میں آر بی آئی کے

ساتھ معاملہ اٹھایا ہے۔

iv) معذور افراد کے لئے روزگار پورٹل: این ایچ ایف ڈی سی نے معذور افراد کو بااختیار بنانے کے محکمے حکومت ہند کے صلاح مشورے سے معذور افراد کے لئے ایک بے مثل روزگار پورٹل تیار کیا ہے جو واحد پلیٹ فارم سے روزگاری قرض، تعلیمی قرض، ہنرمندی کی مفت تربیت وغیرہ کے مواقع فراہم کرتا ہے۔ سماجی انصاف اور بااختیار بنانے کے مرکزی وزیر نے 27 جنوری 2016 کو اس روزگار پورٹل کا رسمی طور سے آغاز کیا تھا۔ یہ پورٹل معذور افراد کو مختلف مالی پروڈکٹس تک آسان رسائی فراہم کر کے مالی ڈھانچے میں معذور افراد کی تیز تر شمولیت کے سلسلے میں ایک بڑا قدم ہوگا۔

حکومت ہند نے کچھ اہم فیصلے کئے ہیں جو معذور افراد کو بااختیار بنانے کے محکمے کے ذریعے معذور افراد کی مالی شمولیت اور مجموعی فلاح و بہبود کے لئے آگے چل کر بہت مفید ثابت ہوں گے۔

-10 فی صد کمزور طبقے کے نشانے کے تحت بینکوں کے ذریعے ترجیحی شعبہ جاتی قرض میں معذور افراد کی شمولیت۔

-سالانہ 350 روپے سے کچھ زیادہ پر معذور افراد کے لئے سوا لمبن صحت اسکیم کی شروعات۔

-معذور افراد کے لئے میٹرک سے پہلے اور میٹرک کے بعد وظیفہ۔

-معذور طلبا کو اعلی درجے کی اعلی تعلیم کے لئے وظیفہ۔

-قابل رسائی ہندوستان کی مہم کی شروعات۔

-معذور افراد کی ہنرمندی کی تربیت کے لئے قومی منصوبہ عمل کی شروعات۔

☆☆☆

دستورِ ہند ایک زندہ دستاویز نہ کہ پتھر پر لکھی کوئی یادگار: صدر جمہوریہ

☆ صدر جمہوریہ ہند جناب پرنب مکھرجی نے بھوپال میں ججوں کی چوتھی ریٹریٹ کا افتتاح کرتے ہوئے چیف جسٹس آف انڈیا اور ان کے رفقاء دیگر جج صاحبان کو اس ریٹریٹ کے انعقاد کے لیے مبارکباد پیش کی۔ انہوں نے کہا کہ یہ ریٹریٹ ہمارے ملک کو درپیش عصری چیلنجوں، عدالتی فیصلوں اور قانونی تنازعات کے عالمی و بین قومی عناصر پر تبادلہ خیال کے لیے ایک فورم فراہم کرے گی۔ انہوں نے کہا کہ ججوں کو وقت کے ساتھ چلنے اور تیزی سے بدلتی دنیا میں بے لاگ اور مؤثر انصاف فراہم کرنے کا اہل بنانے کے لیے اس طرح کا تبادلہ خیال نہ صرف اہم ہے بلکہ ضروری بھی ہے۔ صدر جمہوریہ نے کہا کہ عدلیہ ہماری جمہوریت کے تین ستونوں میں سے ایک ہے اور آئین وقوانین کا حتمی ترجمان ہے۔ یہ قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں سے مؤثر انداز میں اور تیزی سے نمٹ کر سماجی نظام کو برقرار رکھنے میں مدد کرتی ہے۔ قانون کی حکمرانی کا ضامن اور آزادی کے حق کو نافذ کرنے والے کی حیثیت سے عدلیہ کا رول مقدس ہے۔ عدلیہ میں لوگوں کے یقین اور اعتماد کو ہمیشہ لازمی طور پر برقرار رکھنا چاہیے۔ لوگوں کو بامعنی انصاف کے لیے اس کا قابل استطاعت ہونا اور اس کی فوری رسائی بھی ضروری ہے۔ صدر جمہوریہ نے کہا کہ ہمارے پاس تحریری آئین ہے جو ایک زندہ دستاویز ہے یہ کوئی پتھر پر لکھی کوئی یادگار نہیں ہے۔ یہ سماجی واقتصادی تبدیلی کا منشور ہے۔ ہندوستان کی عدالت عظمیٰ ملک کو عالمی تبدیلی کے باعث یا اندرون ملک کسی وجہ سے درپیش چیلنجوں اور عصر حاضر کے حالات کے مطابق آئین میں مذکور بہتر حکمرانی کے مینڈیٹ کی مسلسل ترجمانی کررہی ہے۔

این آر ڈی سی نے پینے کے پانی کے حیاتیاتی معیار کی جانچ کے لئے ٹیسٹ کِٹ کے کاروباری معاہدے پر دستخط کئے

☆ سائنس اور ٹکنالوجی کی وزارت کے تحت کام کرنے والے ادارے نیشنل ریسرچ ڈیولپمنٹ کارپوریشن (این آر ڈی سی) نے پینے کے پانی کے حیاتیاتی معیار کی جانچ کے ٹیسٹ کِٹ کو کاروباری بنائے جانے کی غرض سے میسرز رام شری کیمکلز پرائیویٹ لمٹیڈ بھوپال کے ساتھ ایک لائسنس ایگریمنٹ پر دستخط کئے ہیں۔ یہ ٹیسٹ کِٹ حکومت ہند کی وزارت دفاع کے ادارے ڈیفنس ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ اسٹیبلشمنٹ کے ادارے ڈیفنس ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ آرگنائزیشن (ڈی آر ڈی او) نے تیار کیا ہے۔ اس کمپنی نے زیر تذکرہ ٹیکنالوجی کو ڈیلروں کے ایک نیٹ ورک کے ذریعہ ملک بھر میں پھیلانے کا منصوبہ بنایا ہے۔ ہندوستان میں یہ ٹیسٹ کِٹ اب تک 20 سے زائد کمپنیوں کو دیا جا چکا ہے اور خصوصاً ترقی پذیر ممالک میں پینے کے پانی کی جانچ کے معاملے میں فائدہ مند ثابت ہوا ہے۔ یہ کِٹ پینے کے پانی میں کولیفارمز کے ساتھ ایچ ٹو ایس پیدا کرنے والا جراثیم کا حیاتیاتی نظام موجود ہوتا ہے۔ ٹائیفائڈ، کالرا، ڈائریا اور یرقان جیسے پانی سے پھیلنے والے مہلک امراض دراصل آلودہ پانی کی فراہمی کے نتیجے میں ہوتے ہیں۔ مذکورہ بالا ٹیسٹ کِٹ علاقوں میں پانی کی جانچ کا سستا، بھروسے مند اور سہل طریقہ ثابت ہوا ہے۔ عالمی تنظیم صحت (ڈبلیو ایچ او) نے اس کی منظوری دے دی ہے۔ اس معاہدے سے این آر ڈی سی کے ذریعہ حکومت ہند کے ''میک انڈیا مشن'' کی عمل آوری میں مدد ملے گی۔ اس حتمی لائسنس معاہدے پر این آر ڈی سی کے چیف منیجنگ ڈائریکٹر ڈاکٹر ایچ پرشوتم اور رام شری کیمیکل پرائیویٹ لمٹیڈ کے جنرل منیجر جناب وی کے جوشی نے دستخط کئے۔

☆☆☆

شیوانی گپتا

معذوری اور بہبود سے آگے تک رسائی

رسائی کو یقینی بنانے کے لئے سرٹیفکیشن کا استعمال کیا جاسکتا ھے۔حکومت اسی طرح سرٹیفیکیشن فراھم کرسکتی ھے جس طرح وزارت سیاحت کے ذریعہ ھوٹلوں کو اسٹار ریٹنگ کے سرٹیفکیشن دئے جاتے ھیں یا جس طرح پرائیوٹ سیکٹر مثلاً ٹیری کا گرین ریٹنگ سسٹم ھے۔اس طرح کے ریٹنگ اور سرٹیفکیشن سسٹم سے مثبت تبدیلی لانے میں مدد مل سکتی ھے۔ تاھم بھتر رسائی فراھم کرنے پر ھی زیادہ ریٹنگ الاٹ کیا جانا چاھئے ورنہ پرائیوٹ کمپنیاں اسے آسانی سے نظر انداز کرسکتی ھیں۔

مصنفہ ایکسیس ایبلٹی کی بانی ھیں۔

shewany@gmail.com :

رسائی، معذور افراد کی شمولیت کے لئے پیشگی شرط ہے۔ یہ معذور افراد کو آزاد زندگی گزارنے اور اپنی کمیونٹی میں شرکت کو آرام دہ اور محفوظ بنانے کا اہل بناتی ہے۔معذوری اور رسائی کو ایک دوسرے کا متبادل معکوس کہا جاسکتا ہے۔یعنی رسائی کی سطح میں اضافہ سے معذوری میں کمی آتی ہے۔ رسائی کو ایک موروثی حق تصور کیا جاتا ہے جس کا فائدہ صرف معذور افراد کو یا آبادی کے کسی مخصوص گروپ مثلاً عمر دراز لوگوں کو ہی نہیں بلکہ ہر شخص کو ہوتا ہے۔

رسائی کی جڑیں معذور افراد کے لئے آزاد زندگی گذارنے کی تحریک میں ملتی ہیں۔اس کا آغاز ان کے لئے 'رکاوٹ سے آزاد ماحول' کی وکالت سے ہوا جس نے آنے والے وقت میں ایک یونیورسل ڈیزائن کی شکل اختیار کرلی۔یونیورسل ڈیزائن دراصل ایک ایسا منصوبہ ہے جسے جامع، مساوی فوائد فراہم کرنے والا اور صنفی، آبادی کے گروپ اور سماجی، اقتصادی اور ثقافتی حالات کی وجہ سے انسانوں میں پائے جانے والے اختلافات کے باوجود سود مند ہونا چاہئے۔یونیورسل ڈیزائن معذور افراد کے لئے 'اسپیشل ڈیزائن' کی سوچ میں ایک بنیادی تبدیلی ہے تاکہ اس منصوبہ کو ہر شخص کے لئے 'جنرل' بنایا جاسکے اور یہ اس اصول پر مبنی ہے کہ عمارتیں، پالیسیاں، ٹکنالوجی اور مصنوعات کو اس طرح ڈیزائن کیا جائے کہ اسے استعمال کرنے کا خواہش مند کوئی بھی شخص استعمال کرسکے اور آزادی، تحفظ اور استعمال کی اعلی ترین سطح پیش کرے اور اس کے لئے کسی اضافی چیز یا خصوصی ڈیزائن کی ضرورت پیش نہ آئے۔ڈیزائن اپروچ کے لحاظ سے یونیورسل ڈیزائن لاگت کے اعتبار سے کافی سستا ثابت ہوتا ہے کیوں کہ اس پر آنے والی لاگت کو ہر شخص برداشت کرتا ہے۔

عالمی سطح پر اقوام متحدہ کا معذور افراد کے لئے یکساں مواقع کے متعلق میعاری ضابطہ (1983) ماحولیاتی رسائی کے سلسلے میں میعاری اور اہم رہنمائی (رول 5) فراہم کرتا ہے۔معذور افراد کے حقوق کے متعلق تازہ کنونشن (سی آر پی ڈی) میں رسائی کو ایک عمومی اصول اور مخصوص مضمون کے طور پر رکھا گیا ہے۔عمومی اصول میں کہا گیا ہے کہ کنونشن کے تمام ضابطوں کو نافذ کرتے وقت رسائی کا خیال ضرور رکھا جائے۔خصوصی مضمون کے طور پر 'رسائی' کے سلسلے میں دفعہ 9 کو 'اظہار رائے اور خیالات کی آزادی اور اطلاعات تک رسائی کے متعلق دفعہ 21 اور 'پرسنل موبیلیٹی' کے متعلق دفعہ 20 کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے جس سے رسائی کی ضرورت کے سلسلے میں مکمل وضاحت سامنے آجائے گی۔کنونشن کی دفعہ 4 'عام ذمہ داریاں' میں ریاستوں کو اپنے تمام معذور شہریوں کو رسائی فراہم کرنے کی ہدایت دیتی ہے اور رسائی کے سلسلے میں ترقی پسند آئیڈیا پیش کرتی ہے۔علاقائی سطح پر معذور افراد کے لئے ایشیائی اور بحرالکاہل دہائی (2013-2022) میں ہدف 3 کو طبیعاتی ماحول، پبلک ٹرانسپورٹ، علم اور اطلاعات اور کمیونیکیشن کی رسائی پر مرکوز کیا گیا ہے۔ہندوستان نے اس اعلامیہ کو اختیار کرلیا ہے اور اس ہدف کے حصول کے لئے اسیسیبل انڈیا کمپین (اے آئی سی) شروع کی ہے۔

اسیسیبل انڈیا کمپین (اے آئی سی)

اسیسیبل انڈیا کمپین (اے آئی سی) ایک ملک گیر فلیگ شپ مہم ہے، جس کا مقصد ہر ایک کے لئے یکساں

رسائی کا حصول ہے تاکہ معذور افراد بھی یکساں مواقع تک رسائی حاصل کرسکیں، آزاد زندگی گذار سکیں اور ایک ہمہ جہت سماج کے اندر زندگی کے تمام پہلوؤں میں مکمل طور پر حصہ لے سکیں۔اس مہم کا آغاز وزارت سماجی انصاف اور امپاورمنٹ کے معذور افراد کو بااختیار بنانے کا محکمہ (DEPwD) نے کیا ہے۔اس مہم کا مقصد ایک بہتر ماحول، ٹرانسپورٹ سسٹم اور انفارمیشن وکمیونیکیشن ایکو سسٹم تک رسائی میں اضافہ کرنا ہے۔اے آئی سی نے کثیر سطحی لائحہ عمل طے کیا ہے اور اس کے اہم اجزاء ہیں (a) قیادت کی جانب سے مہم کی توثیق (b) عوامی بیداری (c) ورک شاپ کے ذریعہ صلاحیت سازی (d) مداخلت (قانونی فریم ورک، ٹکنالوجی حل، وسائل کا حصول وغیرہ اور (e) پبلک پرائیوٹ پارٹنر شپ میں کارپوریٹ سیکٹر کا تعاون حاصل کرنا۔اس مہم کو نافذ کرنے میں تعاون حاصل کرنے کے لئے DEPwD مختلف ریاستوں کے ساتھ معاہدے گا۔ اسٹریٹیجی پیپر انچیون اسٹریٹیجی (2013-2022) کے گول 3 کے اہداف اور اشاریوں پر مبنی ہے۔

ہندوستانی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ رسائی پر اتنی زیادہ توجہ مرکوز کی جارہی ہے اسی لئے پورے ملک نے اس مہم کا کھلے دل سے استقبال کیا ہے۔میں کہہ سکتی ہوں کہ اے آئی سی کو ایک زیادہ قابل رسائی مستقبل کے آغاز کے طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔اس مہم اور اسٹریٹیجی کی اچھی بات یہ ہے کہ یہ ملک میں رسائی کے سلسلے میں خاطر خواہ بیداری پیدا کرے گی۔ یہ بات بھی اطمینان بخش ہے کہ یہ مہم صرف طبعیاتی رسائی تک محدود نہیں ہے بلکہ اس کا اپروچ ہمہ جہت ہے اور اس میں انفارمیشن اور کمیونیکیشن ایکو سسٹم کی رسائی کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

چیلنجز اور خامیاں جو پیش آسکتی ہیں

☆ابھی یہ بات واضح نہیں ہے کہ ضروریات اور رسائی کے ڈیزائن کا وہ کم سے کم کیا معیار ہوگا جس پر رسائی کو مبنی ہونا چاہئے۔کیا وہ رسائی کے ایسے معیار ہوں گے جو ماحولیات، ٹرانسپورٹ انفرااسٹرکچر یا انفارمیشن اور کمیونیکیشن ایکو سسٹم میں شامل ہوں گے۔ایک ملک کے طور پر ہندوستان رسائی کے ایسے معیار تک محدود نہیں رہ سکتا جو صرف ٹرانسپورٹ انفرااسٹرکچر تک محدود ہو۔سائن لینگویج کے لئے معیار کو ڈیولپ کرنے کا نشانہ ہے تاہم ٹرانسپورٹ انفرااسٹرکچر میں ابھی کمیاں ہیں۔ماحولیات کی تعمیر کے لئے متعدد گائیڈ لائنس ہیں، جن میں کافی فرق ہے۔

☆مہم میں رسائی آڈیٹنگ پر کافی زیادہ زور دیا گیا ہے لیکن ملک میں تربیت یافتہ رسائی آڈیٹروں کی کمی ہے اور ملک میں رسائی آڈیٹر بننے کے لئے کوئی تربیت دستیاب نہیں ہے۔

☆مہم کی پوری توجہ شہری علاقوں پر ہے۔دیہی علاقوں میں رسائی کو بہتر بنانے کے لئے کوئی ہدف نہیں ہے۔

☆مہم میں سرکاری ملکیت والے انفرااسٹرکچر پر ،خواہ یہ عمارتیں ہوں، ویب سائٹ ہوں یا پبلک ٹرانسپورٹ انفرااسٹرکچر، توجہ مرکوز کی گئی ہے۔اس مہم میں عوامی خدمات فراہم کرنے والے پرائیوٹ سیکٹر کو نہیں شامل کیا گیا ہے۔گوکہ حکومت کی یہ ذمہ داری نہیں کہ وہ پرائیوٹ کمپنیوں کے ذریعہ عوامی خدمات اور سہولیات کی فراہمی پر پیسے خرچ کرے لیکن پرائیوٹ کمپنیوں کے ذریعہ عوامی خدمات کی فراہمی پر حکومت کو ضرور نگاہ رکھنی چاہئے تاکہ رسائی کو یقینی بنایا جاسکے۔

☆انٹرسٹی اور انٹراسٹی بس ٹرانسپورٹ آمدورفت کے سب سے سستے اور آسان ذرائع میں سے ایک ہے جسے شہری استعمال کرتے ہیں۔روڈ ٹرانسپورٹ کو زیادہ قابل رسائی بنانے پر کوئی توجہ نہیں دی گئی ہے (اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ اس کا بڑا حصہ نجی ہاتھوں میں ہے)۔

☆رسائی کی ایک سطح حاصل کرنے کی اسٹریٹیجی سرکاری سیکٹر کے بنیادی ڈھانچوں کی ریٹروفیٹنگ ہے لیکن یہ اس امر کو یقینی نہیں بناتی ہے کہ ہر چیز جو نئی ہے، خواہ بلڈنگیں ہو، ٹرانسپورٹ انفرااسٹرکچر، انفارمیشن اور کمیونیکیشن انفرااسٹرکچر ہو، وہ شروع سے ہی قابل رسائی ہیں۔

اسیسبیل انڈیا کمپین (اے آئی سی) سے آگے

رسائی اس وقت بڑی حد تک ایم ایس جے ای کے دائرہ اختیار میں ہے جو معذوری سے متعلق مسائل کو دیکھتی ہے اور پروگراموں کو نافذ کرتی ہے اور ان پر نگاہ رکھتی ہے۔حالانکہ رسائی، اس سے مستفید ہونے والے افراد کی نوعیت اور اس کام میں شامل وزارتوں کے لحاظ سے ایک ہمہ جہت موضوع ہے۔

قانونی اصلاحات

معذوروں کے حقوق سے متعلق قانون کے علاوہ معذوروں کی رسائی کے لئے متعدد قوانین اور پالیسی فریم ورک ضروری ہے۔ان میں قانون سازی، شہری اور دیہی ترقیاتی قوانین، سرکاری ٹرانسپورٹ بشمول روڈ ٹرانسپورٹ سے متعلق قوانین، ریلوے، سول ایوی ایشن اور سمندری

آمدورفت کے ذرائع، انٹرنیٹ ریگولیشن، براڈ کاسٹنگ اور ٹیلی کمیونیکیشن ریگولیشن ایمرجنسی اور ڈیزاسٹر مینجمنٹ قوانین، ہاوسنگ قوانین، خریداری کے قوانین، مختلف سرکاری خدمات سے متعلق قوانین اور سہولیات مثلاً تعلیم، صحت، سیاحت، پولیس، عدالتیں، اسپورٹس، اور کلچر وغیرہ شامل ہیں۔

بعض ممالک نے سی آر پی ڈی کے سلسلے میں اپنی کوششوں کے نتائج کو ہم آہنگ کرنے کے لئے رسائی قانون بنائے ہیں یا بنا رہے ہیں۔ ان میں کناڈا اور یوروپی یونین شامل ہے۔ فلپائن میں رسائی کو بہتر بنانے کے سلسلے میں 1983 سے ہی ایک قانون موجود ہے، جس کا مقصد معذور افراد کی سرگرمیوں کو بہتر بنانے کے لئے تمام ضروری سہولیات فراہم کرنا ہے۔

سازگار ماحول کی تیاری

☆انسٹی ٹیوٹ آف سائن لینگویج اور نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف انکلوسیو اینڈ یونیورسل ڈیزائن دو مجوزہ تربیتی اور تعلیمی ادارے ہیں، انہیں جلد از جلد عملی بنایا جانا چاہئے۔

☆رسائی کے مختلف پہلوؤں کے لئے کم از کم ضروری ڈیزائن اسٹینڈرڈ کو ڈیولپ اور نافذ کرنا، جس میں بلڈنگ اسٹینڈرڈ، ٹرانسپورٹ جہازوں کے ڈیزائن اور ٹرانسپورٹ ٹرمنس کے ڈیزائن، تمام سرکاری خدمات اور سہولیات کے لئے سروس اسٹینڈرڈ، براڈ کاسٹنگ اسٹینڈرڈ وغیرہ شامل ہیں۔

☆تمام پروفیشنل کورسیز جیسے کہ آرکیٹیکچر، انجینئرنگ، ڈیزائننگ، پروکیور مینجمنٹ وغیرہ میں یونیورسل ڈیزائن کو شامل کیا جانا چاہئے اور رسائی کو لازمی مضمون بنایا جانا چاہئے۔ اس کے علاوہ یونیورسل ڈیزائن میں کورس ہمیشہ دستیاب ہونا چاہئے۔

☆تمام فلیگ شپ پروگراموں اور دیگر ترقیاتی پروگراموں کے گائیڈ لائنس میں معذور افراد کی رسائی کو یقینی بنانے کی شق شامل ہونی چاہئے، ان کے لئے بجٹ مختص کیا جانا چاہئے نیز نفاذ کا طریقہ کار اور مانیٹرنگ کا طریقہ کار طے کیا جانا چاہئے۔

☆کسی بھی نئی عمارت کو قابل استعمال کا تصدیق نامہ دینے سے قبل اس امر کی جانچ کر لینی چاہئے کہ آگ لگنے جیسے حادثات کی صورت میں عمارت سے نکلنے کے لئے رسائی کے کیا اقدامات کئے گئے ہیں۔ فی الحال عمارتوں کو قابل استعمال کا تصدیق نامہ دینے سے قبل اس طرح کی کوئی شرط نہیں ہے۔

سرکاری خریداری

کسی بھی ملک میں ساز و سامان کی سب سے بڑی خریدار ریاست ہوتی ہے۔ OECD کی رپورٹ کے مطابق ہندوستان میں سرکاری خریداری مجموعی گھریلو پیداوار کا 20 تا 30 فیصد کے درمیان ہے۔ امریکہ اور یوروپی یونین سمیت متعدد دیگر ملکوں میں رسائی کو بہتر بنانے کے لئے سرکاری خریداری کو موثر طور پر استعمال کیا گیا ہے۔

ہندوستان میں موجودہ سرکاری خریداری قانون اور طریقہ کار کا رسائی سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ سرکاری خریداری نظام کے ذریعہ جتنی بڑی مقدار میں چیزیں خریدی جاتی ہیں اور ان پر جتنا عوامی پیسہ خرچ کیا جاتا ہے اسے دیکھتے ہوئے یہ بات نہایت اہم ہے کہ ریاست اس بات کو یقینی بنائے کہ جو چیزیں خریدی جائیں وہ معذوروں کی رسائی کے لائق ہوں۔ اگر خریداری کی پالیسی میں رسائی کو پیشگی شرط کے طور پر شامل کر دیا جائے تو اس سے نہ صرف خریداری پر مثبت نتیجہ برآمد ہوگا بلکہ پرائیوٹ سیکٹر اور مصنوعات تیار کرنے والی کمپنیوں پر بھی مثبت مارکیٹ اثر مرتب ہوگا۔

پرائیوٹ سیکٹر: خدمات اور سہولیات تک رسائی

حکومت کی طرف سے خدمات اور سہولیات کی نجکاری میں مسلسل اضافہ کے مدنظر یہ بات نہایت اہم ہے کہ رسائی کے ضابطے ان پر بھی یکساں طور پر نافذ ہونے چاہئیں۔ اس وقت ہندوستان میں ایسا کوئی قانون موجود نہیں ہے جو رسائی کو یقینی بنانے کے لئے پرائیوٹ سیکٹر کو مجبور کرے۔ لیکن پرائیوٹ سروس اور سہولیات فراہم کرنے والوں کو بھی معذور افراد کے لئے رسائی فراہم کرنے کے لئے یکساں طور پر ذمہ دار بنایا جانا چاہئے۔ تمام سرکاری خدمات بشمول وہ جو انٹرنیٹ کے ذریعہ فراہم کئے جاتے ہیں، انہیں معذور افراد کے لئے قابل رسائی بنایا جانا چاہئے۔ اس ضمن میں حکومت کے غور وخوض کے لئے چند سفارشات درج ذیل ہیں۔

☆پبلک پروکیورمنٹ میکانزم ایسا ہونا چاہئے جو پرائیوٹ سیکٹر کے ذریعہ رسائی کو یقینی بنا سکے۔ مثال کے طور پر اگر حکومت عوامی پیسے سے ملک بھر میں الیویٹر لگانا چاہتی ہے تو اسے رسائی کے معیار کو لازمی اختیار کرنا چاہئے۔ چونکہ یہ خریداری بڑے پیمانے پر ہوگی اس لئے اس سے پرائیوٹ سیکٹر کے الیویٹر مینوفیکچرس کو ایسے الیویٹرس تیار کرنے کی حوصلہ افزائی ہوگی جو معذوروں کے لئے بھی قابل رسائی ہوں۔

☆پرائیوٹ سیکٹر کی طرف سے فراہم کی جانے والی تمام عوامی خدمات اور سہولیات کے لئے پہلے حکومت سے لائسنس حاصل کرنا ہوگا۔ لائسنسنگ کے مرحلے میں ہی رسائی کو لازمی بنانے سے اسے نافذ کرنے میں مدد ملے گی۔ مثال کے طور پر اگر کسی پرائیوٹ ٹرانسپورٹر کو شیڈولڈ بس سروس چلانے کے لئے لائسنس دینا ہو تو اس میں رسائی فراہم کرنے اور بس اسٹاف کو معذور مسافروں کے تئیں ہمدردانہ رویہ کو پیشگی شرط کے طور پر اگر شامل کر دیا جائے تو پرائیوٹ مالکان کے لئے بسوں کو چلانے کے لئے اسے قابل رسائی بنانا خود بخود ضروری ہو جائے گا۔ اس سے بس بنانے والی کمپنیوں پر بھی اثر پڑے گا اور انہیں معذوروں کے لئے قابل رسائی بس تیار کرنے کے لئے حوصلہ ملے گا۔

☆رسائی کو یقینی بنانے کے لئے سرٹیفکیشن کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔ حکومت اسی طرح سرٹیفکیشن فراہم کر سکتی ہے جس طرح وزارت سیاحت کے ذریعہ ہوٹلوں کو اسٹار ریٹنگ کے سرٹیفکیشن دئے جاتے ہیں یا جس طرح پرائیوٹ سیکٹر مثلاً ٹیری کا گرین ریٹنگ سسٹم ہے۔ اس طرح کے ریٹنگ اور سرٹیفکیشن سسٹم سے مثبت تبدیلی لانے میں مدد مل سکتی ہے۔ تاہم بہتر رسائی فراہم کرنے پر ہی زیادہ ریٹنگ الاٹ کیا جانا چاہئے ورنہ پرائیوٹ کمپنیاں اسے آسانی سے نظر انداز کر سکتی ہیں۔

☆رسائی کے سلسلے میں معیار کی یقین دہانی کو شامل کیا جانا چاہئے اور اسے لازمی قرار دیا جانا چاہئے۔

☆☆☆

ششی رانی

ہندوستان میں

معذور افراد کے حفظان صحت کا مسئلہ

عام آبادی میں معذوری کو روکنے کے لئے خدمات فراہم کرنے والی ہر سطح پر تربیت یافتہ افراد کو مقرر کیے جانے اور معذور افراد کی مخصوص دیکھ بھال اور خدمات فراہم کرنے کی ضرورت ہے۔ سماجی تحفظ کی اسکیموں کے ذریعے صحت کی دیکھ بھال اور تحفظ کو تمام ضرورت مندوں کے لیے دستیاب اور قابل رسائی بنانے کی ضرورت ہے۔

مصنفہ دہلی میں یونیورسٹی میں اسسٹنٹ پروفیسر ہیں۔
shashi.socialwork@gmail.com

ڈبلیو ایچ کے تخمینے کے مطابق، دنیا میں ایک ارب سے زیادہ لوگ کسی نہ کسی طرح کی معذوری کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں، جن میں تقریبا 200 ملین افراد کو کام کاج میں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ دنیا بھر میں، معذور لوگوں کو ان کی زندگی میں کئی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وہ مختلف عوامل کی وجہ سے جوان پر براہ راست یا بالواسطہ طور پر اثر انداز ہوتے ہیں، سماجی اور معاشی سطح پر پیچھے رہ جاتے ہیں۔

2011 میں WHO نے معذوری سے متعلق عالمی رپورٹ (WRD) کا آغاز کیا۔ یہ کثیر ابعادی طریقۂ کار اپنا کر معذوری کی مناسب اور بنیادی تفہیم کی پہلی کوشش تھی۔ معذوری کے اپنی تعریف میں، WRD نے طویل طبی پابندیوں کو پیچھے چھوڑ دیا اور کہا کہ طبی اور سماجی ماڈل ایک دوسرے الگ نہیں یا دونوں ایک جیسی خصوصیات کی حامل ہیں۔ اس نے وضاحت کی معذوری ایک پیچیدہ، کثیر الابعاد تصور، فطری طور پر اس کی بنیاد ہمہ جہت ہے جو انسانی فیجیولاجی اور کام کاج اور جسمانی خصوصیات اور انسانی تعمیر، سماجی اور رویوں کے ماحول کو ایک ساتھ جوڑتا ہے۔ WRD نے کام کاج کی بین الاقوامی درجہ بندی، معذوری اور صحت (آئی سی ایف) میں واضح کیے گئے کام کاج اور معذوری کے مشترکہ ماڈل کو پیش کیا ہے۔

بھارت میں معذور افراد (مساوی مواقع، حقوق کا تحفظ اور مکمل شرکت) ایکٹ، 1995 میں منظور کیا گیا تاکہ ایشیائی اور بحرالکاہل خطے میں معذور لوگوں کی مکمل شرکت اور مساوات کا اعلان کیا جائے۔ معذوری کی اس کی تعریف میں "معذوری" کا مطلب (I) بینائی سے محرومی (II) کم بصارت (III) جذام کا مرض (IV) سماعت میں نقص (v) لوکوموٹر (حرکت) معذوری (VI) دماغی نقص (VII) ذہنی بیماری؛ سے متاثر لوگوں کو ''معذور شخص''، تسلیم کیا گیا ہے۔ اس کے لئے "معذور شخص" کو ایک تسلیم شدہ میڈیکل اتھارٹی کی طرف سے معذوری کے فیصد چالیس سے کم نہ ہونے کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنا ہوگا اور وہ شخص معذور افراد میں شمار کیا جائے گا۔

معذوری کی کیفیت کی مناسب تشخیص اور اعداد و شمار جمع کرنے کے لیے بنیادی ضرورت یہ ہے کہ معذوری کی ایک عام تعریف طے کی جائے اور تمام ادارے اس کی پیروی کی جائے۔ بھارت میں اب تک معذوری کے تصور، اعداد وشمار اور نتائج کو حاصل کرنے کے طریقہ کار میں فرق رہا ہے۔ مناسب خدمات فراہم کرنے کے لئے معذوری کے تعلق سے بنیادی فہم ضروری ہے۔ اس کی غیر موجودگی میں ایسے بہت سے افراد ہیں جو معذوری کے شکار ہیں لیکن کسی سرکاری اعداد وشمار میں شامل نہیں ہیں اور اس وجہ سے مناسب خدمات حاصل کرنے کے اہل نہیں ہیں۔ جیسا کہ اقوام متحدہ معذوری کنونشن یہ تسلیم کرتی ہے کہ معذوری کو مخصوص حالات اور علامات کے ساتھ نہ واضح کیا جائے کیوں کہ وہ مانتی ہے کہ "معذوری ایک بدلتا ہوا تصور ہے"۔ اس کے پیش نظر WRD

2011 نے بتایا کہ معذوری کو صحت کے حالات سے جوڑ کر دیکھنا اب ماضی بن چکا ہے اور اس میں تبدیلی آئی ہے اور اس کا رابطہ اب مجموعی ماڈل کے کام کاج سے جاملا ہے اور جس معذوری کو صحت کے ساتھ جوڑا جاتا تھا اب وہ ماحول اور اشخاص کے عوامل سے جڑ گیا ہے۔

صحت اور تحفظ کے معاملات اور مسائل

2011 کی مردم شماری نے بتایا کہ بھارت میں

26 ملین سے زیادہ افراد معذوری کی مختلف اقسام سے دوچار ہیں۔ یہ تعداد آبادی کے 2.21 فی صد کے برابر ہے۔ ملک میں کل معذور افراد میں، 14.98 ملین مرد ہیں اور 11.82 لاکھ خواتین ہیں۔ ملک میں معذوری کی شرح (ایک لاکھ کی آبادی کی تعداد کے اعتبار سے) مجموعی طور پر 2215 ہے۔ مردوں کے معاملے میں یہ 2405 اور عورتوں کے معاملے میں میں 2013 ہے۔

2001 کی مردم شماری میں معذوری کی پانچ اقسام کا ذکر کیا گیا تھا اور انہیں مزید آٹھ زمروں میں تقسیم کیا گیا تھا جن کی بنیاد پر اعداد وشمار کو جمع کیا گیا تھا، ان میں حرکت سے معذور افراد کی تعداد 20.28 فی صد، رہی جو معذوروں کی فہرست میں سب سے اوپر ہے۔ دیگر بالترتیب یہ ہیں: سماعت سے معذور (18.92 فی صد)، بینائی سے محروم (18.77 فی صد)، کسی دوسری معذوری کے شکار (جس کی وضاحت نہیں کی گئی ہے) (18.38 فی صد)، دماغی طور پر معذور (8.31 فی صد) اور کئی بنیادوں پر معذور افراد کی تعداد (7.89 فی صد) ہے۔ اگر ہم 2001 اور 2011 کی مردم شماری کی کل آبادی کے فی صد کا موازنہ کریں تو، ہمیں پتہ چلے گا کہ گویائی اور سماعت سے معذوری میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ 2001 میں 0.16 فی صد اور 0.12 فی صد تھا اور پھر سماعت میں 0.17 فی صد کا معمولی اضافہ ہوا اور گویائی سے معذوری کا فی صد بہت زیادہ بڑھ کر 0.42 فی صد ہوگیا۔ جب کہ 2011 میں بینائی اور حرکت کرنے سے معذوری کی تعداد میں کمی ہوئی ہے۔ یہ تعداد 48.55 فی صد اور 27.87 فی صد سے کم ہوکر 18.77 فی صد اور 20.77 فی صد ہوگئی۔ تاہم سماعت اور دوسری معذوریوں نیز کئی ایک معذوریوں کے شکار افراد کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔

2011 میں، مرد عورت کی معذوری میں یہ بات سامنے آئی کہ مردوں میں گویائی اور دماغی معذوری میں اضافہ ہوا ہے اور خواتین میں بینائی سے محرومی، سماعت اور دیگر طرح کی معذوریوں کے ساتھ ایک ساتھ کئی معذوری والے حالات ہونے مردوں کے بالمقابل زیادہ ہے جو صحت اور تحفظ سے متعلق بڑی تشویش ہے، جسے سطح پر نمٹنے کی ضرورت ہے۔ 2011 کی مردم شماری میں اس بات کا انکشاف بھی ہوا کہ دیہی اور شہری علاقوں میں معذوری شہری علاقوں میں زیادہ تشویش کا باعث ہے جہاں دیہی علاقوں کے بالمقابل صحت اور تحفظ کی تمام تر سہولیات بآسانی دستیاب ہیں۔ شہری علاقوں میں تمام قسموں کی معذوری میں اضافہ ہوا ہے، سوائے حرکت سے معذوری کے جو صحت اور تحفظ سے متعلق ایک بڑی تشویش ہے۔ اعداد وشمار کے جدول 1 میں پیش کیا گیا ہے۔

معذوری انتہائی متنوع ہے اور صحت اور تحفظ کی زمرہ بندی اور تحفظاتی مسئلہ ممکن نہیں ہوسکتا۔ اگر ہم ان پریشانیوں کو دیکھیں جو لوگ بیان کرتے ہیں تو کچھ صحت سے متعلق حالات براہ راست جسمانی معذوری کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں جبکہ دوسرے سماجی ماحول سے منسلک ہوتے ہیں۔ اس میں کوئی سوال نہیں کہ معذور افراد کو کچھ مخصوص صحت کی دیکھ بھال کی خدمات کی ضرورت ہے لیکن عام طور پر ان کی مجموعی صحت اور تحفظ کی مسلسل تشخیص کے زیادہ ضرورت ہے۔

اس حقیقت کے باوجود کہ ممالک قومی اور بین الاقوامی پلیٹ فارم پر بہت فعال شکل میں صحت کی بنیادی دیکھ بھال کی خدمات اور تحفظ فراہم کر رہے ہیں لیکن ابھی بھی بہت سے مسائل ہیں جن کے بارے میں ہمیں مناسب فہم بنانے پر غور کرنے کی ضرورت ہے تاکہ معذوری کے ساتھ زندگی گزارنے والوں کی صحت اور ان تحفظ سے متعلق ضرورتوں کو پورا کیا جاسکے۔

جہاں تک عام لوگوں کی نجی صحت کے مسائل کا تعلق ہے تو انہیں صحت خدمات حاصل کرنے میں عام طور پر بہت ساری رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ نجی صحت خدمات کی قیمتیں بڑھ رہی ہیں اور مناسب صحت عامہ کی سہولیات کا فقدان ہے۔ بنیادی صحت کی خدمات سے استفادہ کرنے کے لیے آبادی کی اکثریت کو اپنی جیب سے اخراجات برداشت کرنا ہوتا ہے اور معذور افراد کے معاملے میں خدمات اور صحت کی دیکھ بھال کی مسلسل ضرورت، لاگت کے لحاظ سے ان پر زیادہ بوجھ پڑتا ہے۔ دیگر رکاوٹوں میں معذور افراد کے لیے سب سے بڑا چیلنج ڈھانچہ جاتی رکاوٹیں ہیں جیسے نقل وحمل، طبی ساز وسامان کی عدم موجودگی، ناکافی پانی اور صفائی کی سہولیات، علیحدہ مشاورت کی سہولت اور ادویات کاؤنٹر وغیرہ کی غیر موجودگی۔ یہ صرف PWD ایکٹ 1995 اور سپریم کورٹ کے 2004 فیصلے کے نفاذ کے بعد ہو پایا، جس

میں کورٹ نے کہا تھا کہ حکومت/ مقامی حکام سرکاری عمارتوں میں ریمپ / یا معذوروں کے چلنے کے لیے مناسب سہولیات فراہم کریں۔ مگر پھر بھی تمام ریاستوں اور مقامی علاقوں میں اس حکم کے نفاذ کو مرکزی اور ریاستی حکومتوں کی طرف سے نگرانی کی ضرورت ہے۔ معذور افراد کو اس وقت رویوں کی روکاوٹوں کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے جب انہیں صحت کی دیکھ بھال یا صحت کے اہلکاروں سے رابطے کی ضرورت ہوتی ہے۔ عوام نے صحت کی دیکھ بھال کے اہلکاروں کی جانب سے امتیازی سلوک اور ہمدردی کے فقدان کا بھی معاملہ اٹھایا ہے۔ یہ تمام روکاٹیں نہ صرف یہ کہ ضرورت کے وقت لوگوں کو صحت کی سہولیات سے استفادہ کرنے سے روکتی ہیں بلکہ ان کے اندر صحت کے نظام پر ان کے اعتماد کو کم کرتی ہیں اور ان پر ذہنی دباؤ پیدا کرتی ہیں۔ بہت سے معاملات میں یہ نتیجہ سامنے آیا ہے کہ لوگ سامنے آنے میں ہچکچاتے ہیں اور بغیر کسی طبی علاج کے رہ جاتے ہیں۔ یہ نہ صرف انفرادی سطح پر بحران کی طرف لے جاتا ہے بلکہ خاندان پر بھی بوجھ پیدا کرتا ہے۔ یہ ضروری ہے کہ دماغی صحت سے متعلق مسائل پر غور کیا جائے جن کا سماجی اور ماحولیاتی رکاوٹوں سے قریبی تعلق ہے۔

عورتوں کے معاملے میں بھارت میں، پہلے ہی کئی محاذوں پر امتیازی سلوک کا سامنا ہے تاہم صحت کی دیکھ بھال والے ملک میں اب بھی اس زمرے کو اس کے حصے کی بنیادی صحت کی خدمات فراہم کرنے میں سخت جدوجہد کا سامنا ہے۔ تمام عمر کے گروپ میں معذور خواتین پدرانہ ذہنیت اور صنفی امتیاز کی وجہ سے لائق اعتنا نہیں سمجھی جاتیں۔ جنسی استحصال اور تشدد، بہت سی خواتین کی زندگیوں کے لیے بہت بڑا خطرہ ہے جو نہ صرف معذوری کی جانب لے جاتا ہے بلکہ انہیں بہت زیادہ پسماندگی کی حالت میں جینے کے لئے مجبور کرتا ہے۔ جنسی اور تولیدی صحت کے مسائل جو سب سے اہم پہلو ہیں اور خواتین کی ضرورتوں پر مناسب توجہ نہیں دی جارہی اور عورتوں کی اکثریت کو کسی بھی طرح کی صحت کی دیکھ بھال یا خدمات حاصل نہیں ہو رہی ہیں۔ سماجی امتیاز اور خاندانی رویہ کی وجہ سے بسا اوقات عورتوں کو اپنے مسائل اٹھانے اور صحت خدمات حاصل کرنے میں پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پلاننگ کمیشن (اب نیتی آیوگ) نے اپنے بارہویں پانچ سالہ منصوبہ میں معذوری کی شکار عورتوں کی صحت خدمات کی ضرورت، صحت سہولیات حاصل کرنے کے دوران انہیں ہونے والی پریشانیوں اور کثیر پسماندگی کی وجہ سے ان کے علاج کی ضرورت پر توجہ دینے کی کوشش کی تھی۔

معذور افراد کے حقوق پر اقوام متحدہ کے کنونشن (CRPD) کا آرٹیکل 25، بغیر کسی امتیاز کے اعلی معیار

کی صحت خدمات دیے جانے کے سلسلے میں معذور افراد کے حق کو تقویت بخشتا ہے۔ اس وجہ سے یہ ملکوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ بغیر کسی رکاوٹ کے معیاری صحت کی دیکھ بھال سے متعلق خدمات انہیں فراہم کریں۔ WDR 2011، نے بہت ہی واضح انداز میں نشاندہی کی ہے کہ تمام ملکوں میں معذور افراد ان افراد کے بالمقابل جو معذور نہیں ہیں، صحت نتائج، تعلیمی حصولیابیوں اور اقتصادی طور پر شراکت داری میں بہت پیچھے ہیں۔ غریبی کی شرح بھی ان میں زیادہ ہے۔ یہ اس لئے ہے کیونکہ معذور افراد کو ان خدمات تک رسائی حاصل کرنے میں رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جن میں صحت، تعلیم، روزگار، اور نقل و حمل کے ساتھ معلومات بھی شامل ہیں۔ اس پس منظر میں معذور افراد کے مجموعی تحفظ کے لئے بھارت کی حکومت نے اپنے قومی پالیسی اور پروگراموں کو تشکیل دیا ہے۔

قومی پالیسی اور پروگرامز: معذوری امور کا سرکاری محکمے کے تحت قومی پالیسی اور پروگرام آتے ہیں جو فہرست II۔ ریاست کی فہرست اور فہرست III - جو آئین کی ساتویں شیڈول کی موجودہ فہرست ہے، کے تحت آتے ہیں۔ جو معذوری اور بے روزگاری سے نجات؛ سوشل سیکورٹی اور سوشل انشورنس جیسے خطوط پر کام کرتے ہیں۔

بھارت کی حکومت نے بھی مجموعی پالیسی، معذور افراد کے لئے منصوبہ بندی اور پروگرامز کے تعاون کے لیے معذوری امور کے شعبہ کو ایک نوڈل محکمہ تسلیم کیا ہے۔ تاہم، اس گروپ سے متعلقہ زمرہ جاتی پروگراموں کا مجموعی انتظام اور نگرانی وغیرہ اس سے متعلق مرکزی وزارتوں، ریاستی حکومتوں اور مرکز کے زیر اقتدار خطوں کے انتظامیہ کی ذمہ داری ہے۔ خصوصی اسکیمیں جن کا مقصد باز آبادکاری، معذور افراد کی سماجی، تعلیمی اور معاشی خود مختاری ہے اسی طرح مدد پہنچانا اور ساز و سامان، اسکالرشپ، رہائشی اسکول، مہارت کی تربیت، رعایتی قرضے اور از خود روزگار میں رعایت کی فراہمی، وغیرہ، اور بحالی کے پروفیشنلز کی تعلیم و تربیت۔ اسی طرح بیداری پیدا کرنا، تحقیق، تشخیص اور تربیت بھی اسی محکمے کی ذمہ

داری ہے۔

معذوری کے میدان میں مختلف محکمے، ایجنسیاں اور ادارے کام کر رہے ہیں۔ ان میں، نیشنل ہینڈ یکیپڈ فنانس اینڈ ڈیولپمنٹ کارپوریشن، مصنوعی اعضاء مینوفیکچرنگ کارپوریشن، کانپور، دین دیال اپادھیائے انسٹی ٹیوٹ فار فزیکلی ہینڈ یکیپڈ، نئی دہلی نیشنل انسٹی ٹیوٹ فار آرتھوپیڈیکلی ہینڈ یکیپڈ، کولکتہ، نیشنل انسٹی ٹیوٹ فار ویزولی ہینڈ یکیپڈ، دہرادون نیشنل انسٹی ٹیوٹ فار مینٹلی ہینڈ یکیپڈ، سکندر آباد، علی یاور جنگ نیشنل انسٹی ٹیوٹ فار دی ہیئرنگ ہینڈ یکیپڈ ممبئی، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ری ہیبلیٹیشن ٹریننگ اینڈ ریسرچ، کٹک، نیشنل انسٹی ٹیوٹ فار دی امپاورمنٹ آف پرسنس وتھ ملٹیپل ڈسابیلیٹیز، چنئی، دی انڈین سائن لینگویج ریسرچ اینڈ ٹریننگ سینٹر، نئی دہلی وغیرہ شامل ہیں۔

معذور افراد (PWD) ایکٹ، 1995 کی اہم سفارشات جو معذور افراد کے مجموعی تحفظ، ان کی صحت و تندرستی کے حوالے سے ہیں:

ا۔ معذوری کی روک تھام، سروے، معذوریوں کی روک تھام کے مختلف طریقوں کا فروغ، سال میں کم سے کم ایک بار تمام بچوں کو کسی بھی خطرے کی شناخت کے لیے دیکھنا، بنیادی صحت مراکز پر عملے کو تربیت کے لئے سہولیات فراہم کرنا؛ ماں اور بچے کی ولادت سے قبل و بعد دیکھ بھال کے اقدامات۔

۲۔ عہدوں کی شناخت، شناخت کیے گئے عہدوں کی فہرست کا جائزہ اور اس فہرست کو اپ ڈیٹ کرنا، معذور افراد کی نوکریوں کی یقین دہانی، معذور افراد کی تربیت اور فلاح و بہبود کے لئے منصوبے، زیادہ سے زیادہ عمر کی حد میں نرمی، روزگار کا ریگولائزیشن؛ صحت اور حفاظت کے اقدامات اور جن جگہوں پر وہ کام کرتے ہیں وہاں غیر معذوری ماحول تیار کرنا؛ معذور افراد کے لیے پانچ فیصد ریزرویشن۔

۳۔ معذور افراد کو امداد اور آلات کرنا، زمین کے الاٹمنٹ میں ترجیح دینا اور گھروں کے کرایے میں رعایت دینا، کاروبار کا قیام؛ خصوصی تفریحی مراکز کا قیام؛ خصوصی اسکولوں کا قیام، تحقیقی مراکز کا قیام، معذور صنعت کاروں کی طرف سے فیکٹریوں کا قیام۔

۴۔ اس میں سڑک، ریلوے اور ایئر ویز کی سہولت، سڑک پر حفاظت علامات، سرکاری عمارتوں میں ریمپ؛ بریل علامتوں اور لفٹ یا ایلیویٹرز میں سمعی سگنل؛ اسپتالوں، بنیادی صحت مراکز اور دیگر طبی دیکھ بھال اور بحالی کے اداروں میں ریمپ کی سہولیات کی سفارشات بھی ہیں۔

۵۔ معذوری کی روک تھام کے لیے تحقیق کو فروغ دینے اور اسپانسر کرنا؛ از سر نو بحالی اور کمیونٹی کی بنیاد پر از سر نو بحالی؛ معاون آلات کی ترقی جس میں ان کے نفسیاتی پہلو بھی شامل ہوں؛ ملازمت کی شناخت؛ دفاتر اور فیکٹریوں میں اسی جگہ پر اصلاحات۔ اس کے علاوہ اس میں جامعات، اعلی تعلیم کے دیگر اداروں، پیشہ ورانہ اداروں اور تحقیق کے لیے غیر سرکاری شعبے یا اداروں کو تحقیق کے لیے مالی امداد بہم پہنچانے کی سفارشات بھی ہیں۔

۶۔ سبھی معذوروں کو سماجی تحفظ فراہم کرنا، غیر سرکاری تنظیموں کو مالی مدد، اپنے معذور ملازمین کو فائدہ پہونچانے کے لئے انشورنس اسکیم، معذور افراد کو جو دو سال سے زیادہ عرصے سے خصوصی روزگار ایکسچینج کے ساتھ رجسٹرڈ ہیں یا جنہیں وہ کسی منافع بخش پیشے سے نہیں جوڑ سکے ہیں ایسے معذوروں کو بے روزگاری بھتہ دینا۔

بھارت میں سماجی انصاف، بااختیار بنانے اور صحت و خاندانی بہبود کی وزارت کی طرف سے بہت سے اقدامات کیے گئے ہیں۔ اس میں ضلع بحالی مرکز (DRC) پروجیکٹ بھی شامل ہے جو 1985 میں شروع کیا گیا، چار علاقائی بازآبادکاری تربیتی مراکز (RRTC) 1985 سے ممبئی، چنئی، کٹک اور لکھنؤ میں ڈی آر سی اسکیم کے تحت گاؤں کی سطح کے کارکنوں اور ڈی آر سی پیشہ ور افراد کی تربیت کے لئے کام کرتی ہیں۔ ریاستی حکومت کے حکام کے لیے اورینٹیشن اور تربیت، خدمات کی فراہمی میں تحقیق، اور کم لاگت والی امداد۔ تربیتی مواد کی ترقی اور اصل میدان کے استعمال کے لئے دستور العمل کے علاوہ، RRTCs فولڈرز، پوسٹر، صوتی اور بصری، فلموں، اور روایتی فارم، معذوری اور آبادکاری سے متعلق قومی انفارمیشن سینٹر، معذوروں کی بہبود کی قومی کونسل، قومی سطح کے اداروں NIHH، NIMH، IPH، NIOH، NIVH، کے ذریعہ کمیونٹی میں بیداری لانے کے لیے مواد خلق کرتی ہیں۔ معذور افراد کے لئے 2000 میں ایک نئی اسکیم ضلع معذوری بحالی مرکز DDRC شروع کی گئی، اس کا مقصد بازیابی خدمات اور معذوری ایکٹ 1995 کو نافذ کرنا تھا۔

حکومت نے زمینی سطح پر معذور افراد کو جامع خدمات فراہم کرنے کے مقصد سے ضلع معذوری بحالی مراکز (DDRCs) قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ ان خدمات میں بیداری پیدا کرنا، سروے، شناخت اور جلد سے جلد مداخلت، مشاورت، مددگار آلات کی ضرورت کی تشخیص، معاون آلات کے قوانین، اور ان کی پیروی/مرمت، حکومتی اور خیراتی اداروں کے ذریعے تھراپی والی خدمات جیسے فزیوتھراپی، اوکیپیشنل تھراپی اور اسپیچ تھراپی، ریفرل اور سرجیکل اصلاح کے لیے انتظامات، معذوری سرٹیفکیٹ اور بس پاس جاری کرنے کی سہولت، بینک قرض کی منظوری اور رکاوٹ سے پاک ماحول کا فروغ شامل ہیں۔

معذور افراد سے متعلق قومی پالیسی 2006، بھارت کی حکومت کی طرف سے ایک اہم ترقی اور خوش آئند اقدام ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل اہم دفعات یہ ہیں:

ا۔ معذور خواتین:

(I) معذوری خواتین کے لئے مختصر مدت کے لیے گھروں میں قیام کرنے کی سہولت فراہم کرنا، کام کرنے والی معذور خواتین کے لیے ہاسٹل، اور عمر دراز معذور عورتوں کے لئے گھر۔

(II) یہ بات دیکھی گئی ہے کہ معذور خواتین کو اپنے بچوں کی دیکھ بھال میں سنگین مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ حکومت معذوری سے دوچار خواتین کو مالی امداد فراہم کرنے کا پروگرام لائے گی تاکہ وہ اپنے بچوں کی دیکھ بھال کرنے کی خادمہ کی خدمات لے سکیں۔ اس طرح کی مدد دو بچوں کے لیے ہوگی جس کی مدت دو سال سے زیادہ نہیں ہوگی۔

۲۔ معذور بچے

معذوری کے حامل بچے سب سے کمزور گروپ

ہیں اورانہیں خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔حکومت کواس کے لئے کوشش کرنی چاہیے:

الف: معذور بچوں کی دیکھ بھال کے حقوق،تحفظ، سلامتی کی یقین دہانی

ب: ایک سازگار ماحول پیدا کرکے وقار اور مساوات کے ساتھ ترقی کے حقوق کی یقین دہانی، جہاں بچے اپنے حقوق کا استعمال کرسکیں،مساوی مواقع کا لطف لےسکیں اورمختلف طریقوں کےشرکت کرسکیں۔

ج: معذور بچوں کے لیےخصوصی بازیابی خدمات کے ساتھ پیشہ ورانہ تربیت،تعلیم اورصحت تک موثر رسائی کویقینی بنانے۔

د: شدیدمعذوری کے حامل بچوں کےتحفظ اوران کی دیکھ بھال کی ضرورت کودیکھتے ہوئے ترقی کے حقوق کی یقین دہانی۔

۳۔ روک تھام، جلد پتہ لگانا اور مداخلت: ا۔ حفاظتی ٹیکوں کےقومی، علاقائی اورمقامی پروگرام (بچوں کے لئے اورحاملہ ماؤں کے لیے)،عوامی صحت اورصفائی ستھرائی کی توسیع کی جائے گی۔

II۔ معذوری کی روک تھام میں ماڈیولز اور سہولیات کی تربیت، طبی صحت کے کارکنوں اور آنگن واڑی کارکنوں کے لئے جلد پتہ لگانے اور مداخلت کو ترقی دی جائے گی۔

III۔معذوری کےاثرات کومحدود کرنے کے لیے مناسب کارروائی منصوبہ اورموجودہ صحت نظام میں ثانوی معذوری کی روک تھام کوتیارکیاجائے گا۔

IV۔ نوجوان لڑکیوں، حاملہ ماؤں اورتولیدی مدت میں ہونے والی خواتین کے درمیان غذائیت،صحت کی دیکھ بھال اورصفائی سے متعلق بیداری کو بڑھاوا دینے پرتوجہ دی جائے گی۔روک تھام کے لئے بیداری پروگرام اسکول کی سطح پراوراساتذہ کےتربیتی کورس کی سطح پر بھی کیے جائیں گے۔

۴۔ بحالی کے پروگرام: ا۔خصوصی بازآبادکاری خدمات کی فراہمی کے ساتھ ساتھ انسانی وسائل کی ترقی، تحقیق اورطویل مدتی خصوصی بازآبادکاری سے متعلق ریاستی سطح کےمراکزقائم کئے جائیں گے۔

II۔شدیدذہنی بیمارافراد کے لیے ذہنی صحت کی دیکھ بھال والے مراکز کے قیام کوضلعی سطح پر پنچایتی راج ادارے کے تحت غیر سرکاری تنظیموں کے اشتراک سے بڑھاوا دیا جائے گا۔متبادل کے طور پر،معذور افراد کے لیے خاندان کی حمایت والے گروپوں کوکمیونٹی یا فیملی کی سپورٹ کے بغیرکسٹوڈیل کیئرانسٹی ٹیوشن بنانے پرابھارا جائے گا۔

بارہویں پانچ سالہ منصوبہ میں، بھارت سرکار نے مرکزی حکومت کی وزارتوں کی طرف سے معذورافراد کو فائدہ پہنچانے کے لیےممکنہ کارروائی کی بنیادرکھی، جس میں معلومات اور ٹیکنالوجی، شہری ہوابازی، صحت و خاندانی بہبود، انسانی وسائل کی ترقی، لیبر اور روزگار، ریلوے، دیہی ترقی اور خواتین اور بچوں کی ترقی کی وزارتیں شامل ہیں اور یہی تجویز ریاستی حکومتوں کوبھی پیش کی گئی۔

اس میں معذورافراد کےحقوق کےتحفظ کے لئے مختلف قانون سازی سےمتعلق معلومات بھی پیش کی گئی ہیں۔معذوری سےمتعلق موجودہ قوانین میں،معذورافراد سےمتعلق (مساوی مواقع، حقوق کا تحفظ اور مکمل شراکت) ایکٹ 1995، آٹزم، دماغی فالج، دماغی پسماندگی اورایک سے زیادہ معذوری ایکٹ، 1999، بھارت کی بازآبادکاری کونسل 1992، دماغی صحت ایکٹ 1987،حق تعلیم ایکٹ 2009،بچوں کےحقوق کا تحفظ ایکٹ 2005، قومی خواتین کمیشن ایکٹ 1990،طالب علم ایکٹ 2005،کرمنل پروسیجرکورٹ 1973وغیرہ شامل ہیں۔

اوپر ذکر کی گئی سبھی کوششوں کے باوجودابھی لمبا سفرطے کرنا ہےاورمزید ترقی یافتہ اوربہتر نظام کواپنا کر انہیں نافذ کرنا ہے۔اقوام متحدہ کےمعذورافراد کے لئے یکساں مواقع سے متعلق سروے میں پتہ چلا ہے کہ 42 فیصد مما لک میں بحالی کی پالیسیوں کونہیں اپنایا ہےاور 50 فیصد مما لک میں معذورافرادکی بازآبادکاری کا قانون منظورنہیں ہوا ہےاورچالیس فیصدملکوں میں بازآبادکاری کے پروگرام بنائے ہی نہیں گئے ہیں۔ یہاں تک کہ اچھی قانون سازی اور بازآبادکاری سےمتعلق پالیسیوں والے مما لک میں ان پرعمل درآمد میں کمی ہے۔ نظامیاتی رکاوٹوں میں: اسٹریٹجک منصوبہ بندی کی کمی، وسائل اور صحت کے بنیادی ڈھانچے کی کمی، ایڈمنسٹر کو جواب دہ ایجنسی، کوآرڈینیٹر اورنگراں خدمات کی کمی، ناکافی صحت معلومات کے نظام اورمواصلات کی حکمت عملی کی کمی، پیچیدہ ترین ریفرل نظام، اورمعذورلوگوں کے ساتھ عدم رابطہ شامل ہیں۔قومی بازآبادکاری منصوبوں اور بہتر کثیر شعبہ جاتی تعاون کی ضرورت ہے۔

مستقبل کے کام

بھارت نے جامع معذوری پالیسی اور پروگرام تیارکرنے کی کوشش کی اور ترقی پذیر دنیا میں معذوروں کے حقوق کی وکالت کے لیےمقبولیت حاصل کی ہے۔ بھارتی وزیراعظم نے بھی اپنےمقبول پروگرام سیریز "من کی بات" میں اس معاملے کو اٹھایا ہے۔لیکن اب بھی بہت سے مسائل ہیں جن سے نمٹا جانا ہے اور ان کے حقوق کےمناسب نفاذ پرتوجہ مرکوز کرنے،معذورافراد کو انصاف دینے اور زیادہ جامع معاشرے کی ضرورت ہے۔سب سے پہلے بھارت میں معذوری کی شدت کی تصوراتی وضاحت اور اس کی تعریف کی مشترکہ تفہیم کی ضرورت ہے۔اس کی غیرموجودگی میں درست اعدادوشمار اورمناسب حکمت عملی کواپنانے میں ایک چیلنج کا سامنا کرنا پڑے گا۔ بھارت کواس مسئلے سے نمٹنے کے لئے مربوط اور کثیرالجہتی نقطہ نظر کی پیروی کرنے کی ضرورت ہے۔اس کے لیے اس مسئلے پر کام کرنے والی مختلف محکموں اور ایجنسیوں کوایک ساتھ بہتر تعاون اور نیٹ ورکنگ کی ضرورت ہے۔سہولیات اورخدمات تک رسائی میں سماجی امتیاز اور رکاوٹوں سے نمٹنے کے لئے مقامی حکومت کی شراکت اور کمیونٹیز کے ایک ساتھ آنے کی ضرورت ہے۔عام آبادی میں معذوری کوروکنے کے لئے خدمات فراہم کرنے والی ہرسطح پرتربیت یافتہ افراد کومقرر کیے جانے اورمعذور افراد کی مخصوص دیکھ بھال اور خدمات فراہم کرنے کی ضرورت ہے۔سماجی تحفظ کی اسکیموں کے ذریعےصحت کی دیکھ بھال اورتحفظ کوتمام ضرورت مندوں کے لیے دستیاب اورقابل رسائی بنانے کی ضرورت ہے۔

☆☆☆

شمال مشرق میں بین اقوامی انٹرنیٹ گیٹ وے کا قیام

حکومت نے اگرتلہ میں بین اقوامی انٹرنیٹ گیٹ وے (آئی آئی جی) قائم کیا ہے۔اس کا مقصد بنگلہ دیش سب میرین کمپنی لمیٹڈ کے توسط سے ملک میں ٹیلی مواصلات کی صلاحیت کوفروغ دینا ہے۔ بین اقوامی انٹرنیٹ گیٹ وے کے قیام کے بعد تری پورہ ملک کی تیسری ریاست بن جائے گا جہاں اس طرح کا گیٹ وے موجود ہے۔دیگر مقامات میں ممبئی اور چنئی ہیں۔اس انٹرنیٹ گیٹ وے سے شمال مشرق کی تمام ریاستیں مستفید ہوں گی۔
شمال مشرقی خطہ کے لئے 5336.18 کروڑ روپے کی لاگت کا ٹیلی مواصلاتی ترقیاتی منصوبہ زیرنفاذ ہے جس کے تحت اروناچل پردیش، آسام کے دو اضلاع اور شمال مشرق کی دیگر سات ریاستوں میں موبائل کنکٹی ویٹی کے علاوہ تمام قومی شاہراہوں پر لامحدود کنکٹی ویٹی اور ڈسٹرکٹ آپٹیکل فائبر کنکٹی ویٹی کوتوسیع دینے کا منصوبہ ہے جو مارچ 2018 میں پورا کرلیا جائے گا۔

ناگالینڈ کے دیماپور میں لباس و پوشاک تیار کرنے کا مرکز

ناگالینڈ میں دیماپور کے مقام پرلباس و پوشاک تیار کرنے کے مرکز کا افتتاح کیا گیا ہے۔اس پروجیکٹ کا مقصد علاقائی نوجوانوں میں لباس مینوفیکچرنگ کرنے کے کام کوترقی دینا ہے تاکہ اس علاقہ کے لوگوں کو روزگار فراہم ہوسکے۔دیماپور میں قائم لباس و پوشاک تیار کرنے کا مرکز شمال مشرق خطہ میں اپنے قسم کا پہلا مرکز ہے۔ اس کو ایک سال سے کم کے ریکارڈ عرصہ میں نافذ العمل بنایا گیا ہے جس کے لئے ناگالینڈ شمال مشرق میں لباس و پوشاک تیار کرنے کے مرکز کی تعمیر کو حکومت ہند کی طرف سے شروع کئے گئے اہم پروجیکٹوں میں سے ایک ہے۔اس میں شمال مشرق کی کپڑے کی صنعت کا منظرنامہ تبدیلی کرنے کی اہلیت ہے۔

لباس کی صنعت کپڑے کی صنعت میں زیادہ منافع بخش پروجیکٹوں میں سے ایک ہے۔اس لحاظ سے لباس تیار کرنے کا یہ مرکز کپڑا صنعت کی مجموعی برآمدات میں اپنے حصے میں اضافہ کرنے کے لئے اٹھایا گیا ایک قدم ہے۔
سکوک چنگ' کوبولونگ میں موگا پی تھری سیڈ اسٹیشن کا بھی سنگ بنیاد رکھا گیا ہے۔اس کے علاوہ شمال مشرقی خطہ میں پارچہ جات کوفروغ دینے کی اسکیم کے تحت حال ہی میں منظور شدہ مربوط ایری سلک ڈیولپمنٹ پروجیکٹ شروع کیا گیا جس کا مقصد کوہیما میں خواتین کو بااختیار بنانا اوران کے طرز زندگی کو بہتر بنانا ہے۔
ناگالینڈ ریشم کی کوالٹی اوراس کے فروغ میں ہمیشہ پیش پیش رہا ہے۔گزشتہ دوبرسوں میں وزارت پارچہ جات نے ناگالینڈ میں ریشم تیار کرنے کے تین بڑے پروجیکٹوں کی منظوری دی ہے جس میں تینوں قسم کے ریشم یعنی ایری' موگا اور ملبری کی پیداوار میں حکومت ہند کی 101.25 کروڑ کی مدد شامل ہے۔حکومت ہند کی طرف سے فراہم کی گئی یہ مدد پودے اگانے سے لے کر مصنوعات کی تیاری سے لے کر تمام مراحل پر محیط ہے۔ان پروجیکٹوں سے ایری' موگا اور ملبری ریشم کے پودے اگانے میں مصروف 5000 کاشت کاروں کوفائدہ حاصل ہوگا اوران سے اچھے قسم کی ریشم کی پیداوار میں تین گنا مجموعی اضافہ ہونے کی امید ہے۔

☆☆☆

رچنا کھرے

سماجی مساوات اور حصہ داری

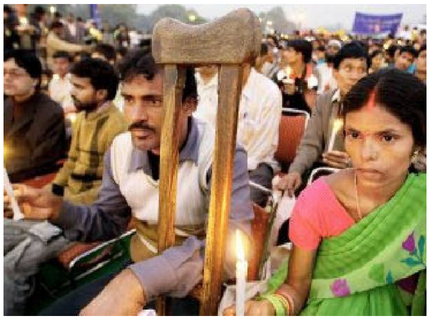

معذور افراد کے حقوق کے بارے میں اقوام متحدہ کی اس قرارداد کی دفعہ 24 میں جس پر ہندوستان نے 2007 میں دستخط کئے تھے، واضح طور پر شمولیت پر مبنی تعلیم کے حق کا ذکر کیا گیا ہے جو تمام معذور طالب علموں کو مناسب امداد کے ساتھ اصل دھارے کی تعلیم کی تمام شکلوں میں شرکت کرنے کے حق کی ضمانت دیتی ہے۔ آج شمولیت پر مبنی ماحول میں خصوصی ضروریات والے بچوں کی تعلیم کے بارے میں ایک جامع حکمت عملی تیار کرنے کی ضرورت ہے۔ خصوصی اسکول خصوصی ضروریات والے بچوں کے لئے اختتام ہیں۔ وہ علاحدگی، بیگانگی اور سماجی اخراج کو بڑھاوا دیتے ہیں جسے منصفانہ اور دردمندانہ سوسائٹیاں بنانے کی غرض سے بدلنے کی ضرورت ہے۔ شمولیت وہ عملی تبدیلی ہے جو ہم کرتے ہیں تاکہ مختلف پس منظروں اور صلاحیتوں کے حامل بچے ایک سے کلاس روموں اور اسکولوں میں ایک ساتھ کامیاب ہوسکیں۔ ان تبدیلیوں سے محض خصوصی ضروریات والے بچوں کو ہی نہیں بلکہ تمام بچوں اور ان کے والدین، منتظمین اور کمیونٹی میں ہر ایک شخص کو بھی فائدہ ہوتا ہے۔

اس مضمون میں ایک ایسے امدادی، قابل رسائی اور مربوط ہمہ گیر ماحول کے لئے تعلیمی جگہیں بنانے کے سلسلے میں ایک نئے نظریے کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے جو تمام بچوں کو یہ سکھاتا ہے کہ وہ سماج کے قابل قدر اراکین ہیں نیز ان کا تعاون اہم ہے۔ اس مضمون میں شمولیت پر مبنی تعلیمی جگہیں بنانے کی غرض سے بہترین طریقوں کے لئے سفارشات بھی پیش کی گئی ہیں نیز ان سفارشات کی توجیہ بھی پیش کی گئی ہے۔

پس منظر

اس شمولیتی جہت کے حامل باقاعدہ اسکول امتیازی رویوں کا مقابلہ کرنے، خیر مقدم کرنے والی کمیونٹیاں بنانے، شمولیت پر مبنی سماج تعمیر کرنے اور سب کے لئے تعلیم کے حصول کے سب سے زیادہ موثر ذرائع ہیں۔ مزید برآں وہ بچوں کی اکثریت کو موثر تعلیم فراہم کرتے ہیں نیز پورے تعلیمی نظام کی اثر پذیری اور بالآخر اس نظام کی کفایت پذیری کو بہتر بناتے ہیں۔ (خصوصی ضروریات والی تعلیم کے بارے میں سلامانکا بیان اور اقدام کا ڈھانچہ 2011)

حکومت ہند نے 1947 میں ملک کی آزادی کے بعد سے خصوصی تعلیم کے سلسلے میں متعدد پالیسیاں وضع کی ہیں۔ اگرچہ حکومت ہند نے ایسی پالیسیاں وضع کرنے کی کوشش کی ہے جو معذور افراد کے لئے شمولیت پر مبنی ہوں لیکن ان پر عمل درآمد کرنے کی کوششوں کے نتائج شمولیت پر مبنی تعلیمی نظام کی صورت میں برآمد نہیں ہوئے ہیں، نہ ہی ان سے ملک بھر میں ''سب کے لئے تعلیم'' کا نشانہ حاصل ہوا ہے۔ معذور افراد سے متعلق قانون اور اس کے علاوہ ہندوستان کے آئین میں ترمیم نے جو پارلیمنٹ نے 28 نومبر 2001 کو منظور کی تھی، حکومت کے لئے یہ بات لازمی کردی ہے کہ وہ چھ سال سے 14 سال تک کی عمر کے تمام بچوں کو مفت اور لازمی تعلیم فراہم کرے۔ اس کی تمہید میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ ''سب'' میں معذور بچے بھی شامل ہیں۔ یہ ایک قانونی ذمہ داری ہے جو تمام موزوں حکومتوں پر عائد کی گئی ہے۔ حکومت ہند کو ہندوستان میں شمولیت پر مبنی تعلیم کا ایک ٹھوس نظام بنانے کی غرض سے ان کے تعلیمی نظام میں فرق کو ختم کرنے کی ضرورت ہے۔

ایک موجودہ سروے کے مطابق کسی بھی باقاعدہ اسکول میں 10 فی صد بچے تعلیم حاصل کرنے کے لحاظ سے معذور ہیں نیز انہیں خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ اگر مداخلت صحیح عمر میں کی جاتی ہے تو اس سے تمام بچوں میں موثر بہترین آسکتی ہیں۔ معذور بچوں کی تعلیم کے اہمیت اختیار کرتے جانے کی وجہ سے دنیا بھر میں مختلف تعلیمی نظاموں کا تجربہ کیا جا رہا ہے اور تجویز کردہ بہترین انتخاب شمولیت پر مبنی تعلیم ہے۔ باقابل انکار طور ملک میں 40 ملین معذور بچوں کو تعلیم فراہم کرنے کا کوئی دوسرا طریقہ نہیں ہے۔ ہمری 78 فی صد آبادی دیہی علاقوں

مضمون نگار بھوپال میں اسکول آف پلاننگ اور آرکیٹکچر میں پروفیسر اور اس کی سربراہ ہیں۔

میں رہتی ہے اور وہاں خصوصی اسکولوں کے لئے کوئی پیسہ نہیں ہے۔ شمولیت پر مبنی تعلیم کے بہت سے فائدے ہیں۔

☆اس سے معذور بچوں میں سماجی استعداد پیدا ہوتی ہے۔

☆ یہ کمیونٹی ہم آہنگی کے لئے مخصوص اہتماموں کو کم سے کم کرتی ہے۔

☆ یہ کفایتی ہے اور خاص طور سے تیسری دنیا کے ملکوں میں اس کی وسیع رسائی ہے۔

مختلف ضروریات کی نشاندہی

شمولیت پر مبنی ایک موثر ماحول کے لئے یہ ضروری ہے کہ اسکولی ماحول کا استعمال کرکے گوناگوں آبادی کی عملی معذوریوں اور ضروریات کو سمجھیں۔ یہ معذوریاں پیدائش کے وقت یا حادثے یا بیماری کی وجہ سے پیدا ہوسکتی ہیں۔ اگرچہ معذوریوں کے مخصوص اسباب نیز امتزاج اور شدت کی بہت زیادہ گونا گونی ہے، تاہم مخصوصیت کے تین بڑے شعبوں یعنی بصری معذوری، سمعی معذوری، جسمانی معذوری اور ذہنی معذوری پر غور کرکے ان کے بنیادی اثر کو سب سے زیادہ آسانی سے بیان کرسکتے ہیں۔

بچوں میں بصری معذوری دو بڑے گروپوں کی نمائندگی کرتی ہے۔ کم بصارت والے بچے اور قانونی طور سے نابینا بچے۔ کم بصارت میں بصارت کا دھندلاپن، دھندلی بصارت، دھندلاپن، انتہائی قریب یا دور کی بصارت، بصارت کا مسخ پن، آنکھوں کے سامنے دھبے، رنگوں کا مسخ پن، بصری عملی کمیاں، روشنی یا چکا چوندھ کے تئیں غیر معمولی حساسیت اور رات میں نابینا پن جیسے مسائل شامل ہیں۔ جو لوگ جزوی طور سے نابینا ہیں، ان میں روشنی، شکل اور امتیاز کا کچھ ادراک ہوسکتا ہے۔ بصری معذوری والے بچوں کو بصری ہدایت، بصری نمائش اور دیگر بصری مصنوعات کے سلسلے میں مشکل ہوسکتی ہے۔ اس کے علاوہ اس صورت میں کنٹرول کا استعمال کرنے کے سلسلے میں مسائل بھی ہیں جہاں آنکھ اور ہاتھ کے تال میل کی ضرورت ہوتی ہے۔ چوں کہ بصری معذوری والے بہت سے بچوں میں کچھ بصری صلاحیت ہوسکتی ہے، اس لئے ان میں بہت سے بچے کسی چیز کو بڑا کرکے دکھانے والے آلات، تیز روشنی چوندھ کو کم کرنے والے آلات کی مدد سے پڑھ سکتے ہیں۔ کم بصارت والے اس طرح کے بہت سے بچوں کی مدد بڑے حروف کا استعمال کرکے یا زیادہ فرق والے رنگوں کا استعمال کرکے کی جاتی ہے۔ رنگوں کے لحاظ سے نابینا پن والے بچوں کو رنگوں کے اشاروں والی معلومات کا استعمال کرنے میں دشواری ہوسکتی ہے۔

بچوں میں سمعی معذوری کا مطلب سمعی خرابی کی کوئی بھی سطح اور قسم ہے۔ جب کہ بہرے پن کا مطلب سننے کی انتہائی معذوری ہے۔ خرابی کی وجوہات میں موروثی، انفکشن، رسولی اور حادثہ شامل ہیں۔ سمعی خرابی والے افراد کے لئے بنیادی مشکل سمعی موصول کرنے میں ہے۔ اس مسئلے کا ایک اور حل ایک ایسا نظام فراہم کرنا ہے جس سے استعمال کنندہ متبادل آلات سے رابطہ قائم کرسکے گا، جو کچھ کم شدید طور سے معذور افراد کے لئے مفید ہوں گے۔ جو لوگ پیدائش یا بہت شروع کی عمر سے ہی بہرے ہیں، وہ اکثر نہ بولنے والے ہوتے ہیں یا اس طرح بولتے ہیں جسے سمجھا نہیں جاسکتا ہے۔ چناں چہ زبانی رابطے کے لئے متبادل ان افراد کو سہولت بہم پہنچانے کے لئے ضروری ہیں۔

جسمانی معذوری کے اسباب میں پولیو، فالج، کمزوری، حادثات مثلاً ریڑھ کی ہڈی کی چوٹ، دماغی چوٹ، دماغی فالج، گٹھیا، ڈھانچے کی خرابی، عضلاتی ڈائسٹروفی وغیرہ شامل ہیں۔ جسمانی معذوری والے بچوں کو درپیش مسائل میں خراب عضلاتی کنٹرول، تھکان، چلنے، بات کرنے، دیکھنے، بولنے، محسوس کرنے یا پکڑنے میں دشواری، چیزوں تک پہنچنے اور پیچیدہ یا ملے جلے کام کرنے نیز مڑنے میں دشواری شام ہیں۔ یہ افراد عام طور پر امدادی آلات پر انحصار کرتے ہیں۔ عام طور سے استعمال کئے جانے اور امدادی آلات میں حرکت پذیری کے آلات (مثلاً بیساکھیاں، پہیوں والی کرسیاں)، جوڑ توڑ کرنے والے آلات (مثلاً پروستھیٹکس، اورتھوٹکس)، ترسیلی آلات (مثلاً ترسیلی بورڈ) شامل ہیں۔

بچوں میں دانشی معذوری کی قسم، شدید معذوری سے لے کر مخصوص دانشی فرائض، سب سے زیادہ خاص طور سے زبان کی معذوری تک مختلف ہوسکتی ہے۔ اقسام اور اسباب ہلکی، معتدل اور شدید تاخیر، نچلا سنڈروم، اوٹزم،

دماغی پالزی، قبل از وقت پیدائش، پیدائشی چوٹ، زبان اور سیکھنے کی معذوری، پکڑنے کی خرابی، ذہنی بیماری وغیرہ ہیں۔ عملی معذوریوں کی اقسام کو یادداشت، ادراک، مسئلہ حل کرنے اور تصوری معذوری کے طور پر زمرہ بند کیا جاسکتا ہے۔ یادداشت کے مسائل میں حسی معلومات حاصل کرنے، ان پر توجہ دینے اور ان میں فرق کرنے میں دشواری پیش آنا شامل ہیں۔ مسئلہ حل کرنے کے سلسلے میں

دشواریوں میں مسئلے کو سمجھنا، اس کی نشاندہی کرنا، حل کا انتخاب کرنا اور اس پر عمل درآمد کرنا شامل ہیں۔ تصوری دشواریوں میں سبب کا سلسلہ ملانے، اسے عام کرنے اور اسے سمجھنے کے مسائل نیز اثر کا تعلق، تصورات اور ہنرمندی کا فروغ شامل ہیں۔ زبان کی معذوری کی وجہ سے لکھی گئی یا بولی گئی زبان کی تفہیم یا اس کے اظہار کے سلسلے میں دشواری پیش آسکتی ہے۔

تعلیم کے سلسلے میں سماجی مساوات اور شمولیت کے لئے خاکہ سازی

اس بات کو سمجھا جانا چاہئے کہ شمولیت پر مبنی تعلیمی ماحول نہ تو خصوصی ہے اور نہ ہی باقاعدہ ماحول میں تبدیلی ہے۔ یہ مختلف ہے اور تمام معذور یا غیر معذور بچوں کے لئے مفید ہے۔ اس کے علاوہ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہر ایک بچے کو زبردستی ایک ہی ماحول میں سما دیا جائے۔ اس کی بجائے یہ انفرادی کردہ تعلیمی نظریے پر مبنی ہے جس میں انفرادی طاقتوں اور کمزوریوں پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ استاد ہر ایک کے لئے انفرادی کردہ نشانے تیار کرتا ہے اور واحد ماحول میں ایک ساتھ انہیں پڑھاتا ہے۔

اس مضمون میں ہندوستان میں شمولیت پر مبنی تعلیمی ماحول کے لئے کچھ سفارشات پیش کی گئی ہیں جو سادہ اقتصادی اور بین ثقافتی ہیں۔ یہ سفارشات امریکہ کے ڈیپارٹمنٹ آف اسٹیٹ، تعلیمی اور ثقافتی امور کے بیورو کے ذریعہ اسپانسر کردہ فل برائٹ پروگرام کے دوران امریکہ میں 17 شمولیت پر مبنی تعلیمی ڈھانچوں کے ایک عملی سروے اور ایک ادبی مطالعے کے بعد تیار کی گئی ہیں۔ اس کے بعد آرکیٹکٹ اور ڈیزائن ساز ان کی تخلیقی صلاحیت پر سخت رہنما خطوط تھوپے بغیر معذور بچوں کے لئے شمولیت مبنی ماحول وضع کرسکتے ہیں۔

☆انفرادی بچے کی ضروریات پر انحصار کرتے ہوئے مدد کی ایک مناسب سطح تعلیم دیتے ہوئے تعلیمی ماحول میں فراہم کی جانی چاہئے۔ اس سے وہ زیادہ کامیاب ہوگا اور اس بات کا امکان ہے کہ اگر بچہ زیادہ کامیاب ہوتا ہے تو اسے تعلیم حاصل کرنے کے لئے زیادہ ترغیب ملے گی۔

☆آرکیٹکٹ اور اساتذہ دونوں کو مالا مال کردینے والا ماحول وضع کرنا چاہئے۔ جس میں بچے کے تمام حواس، بصری، سمعی لمسی اور حسی عوامل کا استعمال کیا گیا ہو۔ اس طرح کا ماحول تجربات کے ایک سلسلے کی پیش کش کرسکتا ہے جس میں بصارت، آواز، سونگھنا اور لمس شامل ہیں جو کہ معذور بچوں کے لئے اہمیت کے حامل ہیں۔ حسی اور تصوری ہنرمندیوں کے فروغ پر کثیر حسی جگہوں میں زور دیا جاتا ہے۔ اس سے بچوں کو بہتر طور سے سمجھنے کے لئے ان حواس کو مربوط کرنے میں مدد ملتی ہے۔

☆ماحولیاتی خصوصیات جن سے بصری معذوری والے بچوں کو مدد ملتی ہے، رہنما بلاک، متنبہ کرنے والے بلاک، مختلف ساختوں کا استعمال، بڑے اور ابھرے ہوئے خطوط، بریل کا استعمال، فرق کرنے والے رنگ، جہتی اشارے، زیادہ روشنی، چلنے کی واضح جگہ نیز قابل سماعت اطلاعات نیز مخل ہونے والی چیزوں کو ہٹانا ہے۔

☆سمعی معذوری والے بچوں کو ان ماحولیاتی خصوصیات سے مستفید کیا جاتا ہے جو سمعی آلات کے استعمال، علامتی زبان، ہونٹ پڑھنے، بہروں کے لئے ٹیلی مواصلاتی آلات، رنگ کے اشاروں والی اطلاعات، روشن کردہ علامت، ترتیبی خاکوں اور بصری شکل میں سمعی معلومات پیش کرنے میں مدد کرتی ہیں۔

☆جسمانی معذوری والے بچوں کو پہیوں والی کرسی اور بیساکھیوں، رسائی کے مناسب سلسلے، پہیوں والی کرسی سے منتقل ہونے کے لئے جگہ، ڈھال، دستی باڑوں، مدد کے لئے جگہ، نہ پھسلنے والے فرش، آسان گرفت اور جوڑ توڑ نیز مواصلاتی آلات استعمال کرنے کے امکان کی ضرورت ہوتی ہے۔

☆ماحولیاتی خصوصیات جن سے دانشی معذوری والے بچوں کو مدد ملتی ہے، سیدھی سادی نمائشیں، کم لسانی لوڈنگ، طریقوں کا استعمال، سادہ، ظاہری سلسلے اور اشاراتی سلسلے ہیں۔

☆متوازن تدریسی اجلاس، تدریس کی گونا گوں ہنرمندیوں کے لئے ڈیزائن میں لچک داری فراہم کی جانی چاہئے جس کے لئے کثیر حسی مواصلات کا استعمال کرنا چاہئے، نئے نظریات شامل کئے جانے چاہئیں نیز

قوت گویائی کے ماہر علاج، پیشہ ورانہ ماہر علاج جیسے باقاعدہ اساتذہ کے ساتھ ساتھ مختلف ماہرین کے ساتھ کرنا چاہئے۔

☆اگر عمارتوں کی منصوبہ بندی سادہ واضح انداز میں کی جاتی ہے تو عمارت کو سمجھنے، اس کا استعمال کرنے اور اس سے لطف اندوز ہونے کے سلسلے میں کم کوشش کرنے کی ضرورت ہوگی۔ ایک واضح خاکے، جگہوں کے انتظام، واضح علاقہ بندی، سادہ اشکال اور کوئی بھی بصری پریشانی نہ ہونے سے معذور بچوں کو بتائے گئے ماحول کو آسانی سے سمجھنے اور محسوس کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اچھی قدرتی روشنی، کثیر طوری علامت، نشانات، ان کے طرز، رنگ، سائز، بو وغیرہ کے لحاظ سے علاقوں کے درمیان قابل نشاندہی فرق سے ایک جگہ کی بصری مفاہمت میں مدد ملتی ہے۔

☆معذور بچوں کو ہر لحاظ سے صحیح بچوں کے ساتھ بات چیت کرنے کے سلسلے میں تعلیمی ماحول میں مواقع فراہم کئے جانے چاہئیں۔ کھیلنے کے لئے محفوظ، قابل رسائی اور صحیح بنائے گئے علاقوں اور آسانی سے نگرانی کی جانے والی عام جگہوں سے بچوں کو اپنے ساتھیوں سے تفاعل کرنے میں مدد ملتی ہے۔ نشو ونما کی شدید معذوریوں والے بچوں تک کو بھی ہر لحاظ سے صحیح بچوں کے ساتھ بات چیت اور تال میل کرنے کے مواقع فراہم کئے جانے چاہئیں۔

☆ایک تعلیمی ماحول سے اپنی مدد آپ کرنے والی ہنرمندیوں، گھریلو ہنرمندیوں اور پیشہ ورانہ ہنرمندی کی تربیت کو فروغ دینے میں مدد ملتی ہے۔ ایسے ماحول سے معذور بچوں کو غیر منحصر ہونے اور مستقبل میں وقار کے ساتھ رہنے میں مدد ملتی ہے۔ اپنی مدد آپ کرنے والی ہنرمندیوں میں بیت الخلا کی تربیت، کھانے، پینے، کپڑے پہننے، برش کرنے، نہانے، شیو کرنے وغیرہ جیسی ہنرمندیاں شامل ہیں۔ پیشہ ورانہ تربیت، چھانٹنے، پیک کرنے، کپڑا بننے، بڑھئی کا کام، یکجا کرنے وغیرہ جیسے مستقبل میں روزگار کے لئے ہنرمندیوں کا فروغ شامل ہے۔ گھریلو ہنرمندی کی تربیت بھی بچوں کو دی جانی چاہئے تاکہ وہ اپنے کنبوں کی مدد کرسکیں اور مستقبل میں اپنی مدد کرسکیں۔ اس طرح کی تربیت میں کھانا پکانا، کپڑے دھونا، بستر لگانا، برتن دھونا، دھول گرد صاف کرنا وغیرہ شامل ہے۔

☆بچوں کو تعلیم دینے کے سلسلے میں والدین کی باقاعدہ شرکت طویل مدتی کامیابی کے لئے بہت اہم ہے۔ انفرادی کردہ تعلیمی منصوبے میں نشانے کے انتخاب

نیز والدین اور اساتذہ کی میٹنگوں کے لئے شرکت لازمی ہے۔ والدین اپنے بچے کی کسی مخصوص دشواری کے سلسلے میں عملے کے ساتھ کام کرنے کے لئے اسکول بھی جاسکتے ہیں۔ اگر سماجی مقاصد، چھوٹی میٹنگوں نیز بچے، والدین، استاد یا ماہر علاج کے ساتھ کبھی کبھی کام کرنے کے لئے جگہ فراہم کی جاتی ہے تو مذکورہ تجویز کی حوصلہ افزائی کی جاسکتی ہے۔

☆بہت سے معذور بچوں کے لئے تعلیمی نصاب تعلیم میں خریداری کرنے، سڑک پار کرنے یا پبلک ٹرانسپورٹ کا استعمال کرنے جیسی روزمرہ کی سرگرمیاں بھی شامل ہوتی ہیں۔ اس طرح کمیونٹی سرگرمیوں کے قریب جگہ تعلیمی جگہوں کے لئے ایک فائدہ ہے۔ اسکولوں کو اس طرح کی ہنرمندیاں سکھانے کے سلسلے میں مدد کرنے والا ماحول بھی پیدا کرنا چاہئے۔ اس سے خود بخود کمیونٹی میں ہم آہنگی پیدا ہوگی نیز معذور بچوں کے لئے تربیت اور روزگار کے مواقع پیدا ہوں گے۔

☆معذور بچوں کو ماحول میں خطروں کا زیادہ سامنا ہوتا ہے۔ مستقل نگرانی کرنا مشکل ہے۔ لہٰذا خطرات کے سلسلے میں خود ماحول کا بہت احتیاط سے جائزہ لیا جانا چاہئے اور اس کا انتظام کیا جانا چاہئے۔ تعلیمی ماحول میں تحفظ کے سلسلے میں بچنے یا فرار ہونے، ریلنگس، اونچائیوں، تیز کناروں اور باڑھوں، نہ پھسلنے والی سطحوں، بجلی کی دکانوں، ٹوٹنے والی اشیاء غیر زہریلی چیزوں وغیرہ کے لئے تشویشات ہوسکتی ہیں۔

☆تعلیمی ضروریات کے علاوہ معذور بچوں کے بہت سے رویہ جاتی مسائل بھی ہیں جو ان کے تعلیم حاصل کرنے پر اثرانداز ہورہے ہیں۔ ایک محفوظ ماحول، پرسکون کمروں، نگرانی کے لئے جگہوں مضبوط اور پائیدار ساز وسامان سے اساتذہ کو اس طرح کے مسائل سے نمٹنے میں مدد ملتی ہے۔

☆معذور بچوں کے بارے میں اندازہ ان کے انفرادی کردہ تعلیمی منصوبے کے مطابق لگایا جانا چاہئے۔ ان کے ردعمل کو ریکارڈ کیا جانا چاہئے اور تدریس کی اثر پذیری کا اندازہ لگانے کے لئے باقاعدگی سے اساتذہ کے ذریعہ اس کا جائزہ لیا جانا چاہئے۔ ایسی جگہیں فراہم

کی جانی چاہئیں جن سے تعلیمی کارکردگی کی دستاویز بندی کرنے کے لئے مختلف ذرائع اور اعداد وشمار کے گوشواروں

کا استعمال کرنے کے سلسلے میں استاد کو مدد ملے۔

تبادلہ خیالات

اس کے وسیع تر معنی میں تعلیم کا مطلب طلبا کو ایسا ماحول اور مواقع فراہم کرنا ہے جن سے تعلیم اور ہنرمندیاں حاصل کرسکیں نیز سماج میں ایک پیداواری اور بغیر انحصار کرنے والی زندگی گزارنے کے لئے ان ہنرمندیوں کا استعمال کرسکیں۔ یہی نشانے معذور اور غیر معذور دونوں افراد کے لئے قابل اطلاق ہیں لیکن وہ ماحول جو بچوں کو الگ الگ کرتا ہے، علاحدگی کی تعلیم دیتا ہے جب کہ شمولیت پر مبنی تعلیمی ماحول شمولیت کی تعلیم دیتا ہے۔ تمام بچے پہلے طالب علم ہیں اور بعد میں معذور ہیں نیز شمولیت پر مبنی ماحول میں ان کی تعلیم اس بات پر مبنی ہونی چاہئے کہ وہ کیا کرسکتے ہیں اور اس بات پر نہیں کہ وہ کیا نہیں کرسکتے ہیں تا کہ اسے ایک کامیاب تجربہ بنایا جاسکے۔ ہر ایک بچے کے تجربے کی مالا مالی میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کرنے کے لئے تمام بلڈنگ ان ڈورس اور آؤٹ ڈورس پر غور کیا جانا چاہئے۔ نیز انہیں ایک تدریسی ذریعے کے طور پر استعمال کیا جانا چاہئے۔ جس کے اندر چھوٹے تدریسی ذرائع اور اساتذہ ہیں جو ایسے تجربات کرتے ہیں جن سے بچے میں دلچسپی پیدا ہوتی ہے نیز جو سیکھنے اور غیر منحصر بننے میں اس کی رہنمائی کرتے ہیں۔ فرش، دیواریں، چھتیں، سیکھنے کی جگہیں، راہداریاں اور بیت الخلا سب تدریسی ذریعے کے لازمی اور قابل استعمال جزو ہیں۔

تعلیمی جگہیں شمولیت پر مبنی ڈیزائن کو فروغ دینے کے لئے بہترین ہیں۔ معلمین کو معذور افراد کی شمولیت کے لئے مضبوط محرک بننا چاہئے نیز نہ صرف ہیئتی ماحول کے لئے بلکہ ساز وسامان، نصاب تعلیم اور ہدایت کے لئے بھی شمولیت پر مبنی نظریہ استعمال کرنا چاہئے۔ بہت سے اسکولوں اور یونیورسٹیوں نے جہاں شمولیت پر مبنی ڈیزائن سے کامیاب تعلیمی ماحول پیدا ہوا ہے۔ یہ بات پائی ہے کہ نتیجتاً شمولیت سے دیگر شعبوں مثلاً کثیر ثقافت اور امتیاز نہ کرنے کو بڑھاوا دینے میں مدد ملتی ہے۔ طلبا کو اپنے تشکیلی برسوں میں شمولیت پر مبنی تعلیم کا تجربہ کر کے شمولیت پر مبنی ماحول کے فوائد کا علم ہوتا ہے اور اس کا بالآخر نتیجہ شمولیت پر مبنی سماج کی صورت میں برآمد ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہم ہندوستان میں شمولیت پر مبنی تعلیم کے ساتھ آگے بڑھ رہے ہیں ہمیں اس بات کو یقینی بنانا چاہئے کہ تعلیمی ماحول ایک ایسے سماج کے تصور کی ترغیب دیتا ہے جس میں انفرادی عدم مطابقت کا احترام کیا جاتا ہو اور ان کو سراہا جاتا ہو۔

☆☆☆

درج فہرست ذات کے تفویض اختیارات میں تیزی، متعدد اقدامات کا آغاز

☆ حکومت نے درج فہرست ذات/ درج فہرست قبائل انٹر پرینیور کے لیے موجودہ مالی سال کو اقتصادی تفویض اختیارات کے سال کے طور پر منانے کا فیصلہ کیا ہے۔ درج فہرست ذات/ درج فہرست قبائل اور خواتین کے درمیان انٹر پرینیور شپ کو فروغ دینے کے لیے اسٹینڈ اپ انڈیا اسکیم کے تحت بجٹ میں 500 کروڑ روپے مختص کیے گئے ہیں۔ یہ وزیر اعظم کی اس کال کے عین موافق ہے جس میں انہوں نے درج فہرست ذات/ درج فہرست قبائل میں انٹر پرینیور شپ کو فروغ دینے کی بات کی ہے تا کہ انہیں روزگار فراہم کرنے والا نہ کہ روزگار تلاش کرنے والا بنایا جا سکے۔ اس اسکیم کے تحت فی بینک شاخ دو پروجیکٹوں کی راہ ہموار ہوگی۔ انٹر پرینیور کے ہر زمرے کے لیے ایک پروجیکٹ ہوگا۔

حکومت نے دلت کے درمیان انٹر پرینیور شپ ایکو سسٹم قائم کرنے کے لیے صنعتی اداروں کی شراکت سے ایم ایس ایم ای سیکٹر میں نیشنل درج فہرست اور درج فہرست قبائل مرکز تشکیل دینے کی بھی تجویز پیش کی ہے۔ یہ مرکز درج فہرست ذات اور درج فہرست قبائل کے انٹر پرینیور کو حصول سے متعلق مرکزی حکومت کی پالیسی کے تحت پیشہ ورانہ مدد فراہم کرے گی۔ ساتھ ہی بہترین عالمی طریقہ کار کو بھی اپنایا جائے گا اور اسٹینڈ اپ اقدام میں مدد بہم پہنچائی جائے گی۔

☆☆☆

ارچنا سنگھ

معذوری بمقابلہ اہلیت

معذوری کی تصدیق کے عمل اور معیار بندی کے مسائل کے بارے میں مضمون

پیش کردہ: معذور افراد کے لئے ہنرمندی سے متعلق کونسل، اپریل 2016

معذور افراد کی شمولیت کے سلسلے میں گوناگوں کوششوں کے جوش وخروش میں ہندوستان نے راجدھانی کے سب سے زیادہ مرغوب مقامات میں سے ایک مقام وگیان بھون میں اس سال 'قابل رسائی ہندوستان کی مہم' شروع کی ہے۔ ان سب کی واحد اور سب سے زیادہ نیٹ ستم ظریفی یہ تھی کہ جس جگہ سے اس کی شروعات کی گئی تھی، وہ قابل رسائی نہیں تھا۔ کتنی برعکس بات ہے، لیکن اسے مختلف طور سے دیکھئے۔ یہ خود اس کام کے حجم اور اہمیت کا ایک درک دیتی ہے جو اس وقت سامنے ہے۔

اس طرح کی صورت حال کی فہرست لامتناہی ہے۔ اقوام متحدہ کے مطابق ایک ارب سے زیادہ لوگ یعنی دنیا کی 15 فی صد آبادی، کسی نہ کسی شکل میں معذور ہے۔ ہندوستان میں 2011 کی مردم شماری کے اعداد وشمار کے مطابق ملک میں 26 ملین معذور لوگ ہیں جو آسٹریلیا کی کل آبادی سے بھی زیادہ ہیں۔۔

ہندوستان ان بہت سی پسندیدہ ترقیات کے ساتھ ایک تیزی سے ترقی پذیر معیشت ہے جو واقع ہوئی ہیں اور اب بھی ایک تیز رفتار واقع ہو رہی ہے۔ اس کے باوجود جو ترقیات ہم کر رہے ہیں، وہ اب بھی قدرے موزوں ہیں۔ ان کے پیش نظر ایک ''معذور شخص'' کے طور پر معذور کے بارے میں تحقیق کرنے کا چیلنج ہے۔ جیسا کہ یہ بات کافی نہیں تھی کہ سماج میں لوگ اکثر و بیشتر ایک معذور شخص کو اس کی بھدی جسمانی وضع قطع ہونے کی وجہ سے گھورتے ہیں، ہندوستان میں ایک شخص کو ایک قانونی دستاویز کی بھی ضرورت ہوتی ہے، جس میں یہ بتایا جاتا ہے کہ وہ ایک معذور شخص ہے۔ ایک شخص مذکورہ دستاویز جاری کرنے والی ایک مقررہ اتھارٹی سے یہ دستاویز حاصل کرنی ہوتی ہے۔

ایک معذور شخص کون ہوتا ہے؟

ہندوستان میں حکومت کے ذریعہ تشکیل کردہ طبی پیشہ ور افراد کا ایک بورڈ، جانچ کرنے پر یہ فیصلہ کرتا ہے کہ آیا آپ ایک معذور شخص ہیں یا نہیں۔ وہ اس بات کا تعین بھی کرتے ہیں کہ کیا آپ کی معذوری 40 فی صد اور اس سے زیادہ ہے تاکہ آپ کو 'معذوری کی ایک سند' (ڈی سی) جاری کی جا سکے۔ مزید برآں اس طرح کی معذوریوں کو اہمیت صرف اس صورت میں دی جاتی ہے جن کی توضیح معذوریوں کے طور پر قانون کے ذریعے کی جاتی ہے۔ ایک شخص تب ہی ان فوائد کا حق دار ہوتا ہے جو مملکت معذور افراد کو فراہم کرتی ہے، جب اس کے پاس یہ سند ہوتی ہے۔ یہ سند حاصل کرنے کا عمل کافی وقت طلب ہو سکتا ہے اور آسان نہیں ہو سکتا لیکن اسے اس طرح وضع

کیا گیا ہے کہ کسی بھی ممکنہ غلط استعمال کی روک تھام کی جا سکے۔ اکیسویں صدی میں جس میں ہم 'ڈیجیٹل ہندوستان کی بات کرتے ہیں اور ٹکنالوجی چاروں طرف نیا کاروباری لفظ ہے' معذوری کی سند حاصل کرنے کے طریقے میں ایک خوش آئند تبدیلی کی جا سکتی ہے۔

''معذوری کی سند'' کا سفر

پہلا قدم معذوری کی سند کے اجرا کے لئے درخواست دینا ہے۔ ''معذور افراد کے لئے ترمیم شدہ قواعد وضوابط'' کا نوٹی فیکیشن 2009 میں شائع کیا گیا تھا۔ اس نوٹی فیکیشن کے مطابق اس معذور شخص کو اپنے لئے ایک سند حاصل کرنے کا خواہاں ہے، ایک مقررہ فارم میں (سماجی انصاف اور بااختیار بنانے کی وزارت کی ویب سائٹ پر دستیاب) درخواست دینی ہوتی ہے اور درخواست کے ساتھ رہائش کا ثبوت اور پاسپورٹ سائز کے دو حالیہ فوٹو منسلک کرنے ہوتے ہیں۔ اس کے بعد یہ درخواست ایک طبی اتھارٹی کے پاس جمع ہوتی ہے جو درخواست دہندہ کی اس رہائش گاہ کے ضلع میں اس طرح کی سند جاری کرنے کے لئے مجاز ہے۔ جو درخواست کے ساتھ اس نے رہائش کے ثبوت کے طور پر دکھائی ہے، یا پھر یہ درخواست اس سرکاری اسپتال میں متعلقہ طبی اتھارٹی

مصنفہ اسٹینڈرڈ اینڈ اشورینس، ریسرچ اینڈ پبلی کیشنز، اسکل کونسل فار پرسنس وِدھ ڈس ایبلیٹی کی ہیڈ ہیں۔
archana.singh@scpwd.in

کے پاس جمع کی جاتی ہے جہاں معذوری کے سلسلے میں اس شخص کا علاج کیا جاسکتا ہے یا کیا گیا ہے؛ بشرطیکہ اس معاملے میں جہاں معذور فرد نابالغ ہے یا ذہنی معذوری یا کسی دیگر معذوری سے متاثر ہے؛ جس کی وجہ سے وہ خود سے اس طرح کی درخواست دینے سے قاصر ہے؛ اس کے قانونی سرپرست کے ذریعے اس کی طرف سے درخواست دی جاسکتی ہے۔

دوسرا قدم معذوری کی سند کا اجرا ہے۔ درخواست

موصول ہونے پر متعلقہ طبی اتھارٹی؛ اس بات سے خود مطمئن ہونے کے بعد کہ درخواست دہندہ معذور شخص ہے؛ جیسا کہ معذور افراد (مساوی مواقع؛ حقوق کا تحفظ اور بھرپور شرکت) سے متعلق قانون 1995 میں توضیح کی گئی ہے؛ جہاں تک ممکن ہے؛ طبی اتھارٹی کے ذریعے درخواست موصول ہونے کی تاریخ سے ایک مہینے سے زیادہ نہیں؛ یہ سند جاری کرتی ہے۔

طبی اتھارٹی؛ مناسب جانچ کے بعد؛ ان معاملات میں مستقل معذوری کی سند دیتی ہے؛ جہاں آگے چل کر معذوری میں کسی قسم کی تبدیلی کا کوئی امکان نہیں ہے۔ وہ سند میں اس صورت میں مدت کا ذکر بھی کرسکتی ہے؛ جہاں اس کی رائے میں آگے چل کر معذوری میں کسی بھی قسم کی تبدیلی آنے کا امکان ہے۔

اگر ایک درخواست دہندہ معذوری کی سند کے اجرا کے لئے غیر مستحق پایا جاتا ہے تو طبی اتھارٹی اس بات کے لئے پابند ہے کہ وہ درخواست دہندہ کو اس کی درخواست مسترد کرنے کی وجوہات بتائے۔ مذکورہ اتھارٹی درخواست دہندہ کو تحریری طور سے وجوہات بتانے کی پابند ہے۔

ان معاملات میں جہاں ایک درخواست دہندہ کی درخواست مسترد کردی گئی ہے؛ تیسرا قدم معذوری کی سند کے اجرا یا یہ سند جاری کرنے سے انکار کرنے کے سلسلے میں فیصلے پر نظر ثانی کرنا ہے۔ اس طرح کے معاملات میں معذوری کی سند کے لئے کوئی بھی درخواست دہندہ جو اسے جاری کردہ سند کی نوعیت یا اس کو اس طرح کی سند جاری کرنے سے انکار کرنے کی وجہ سے جو بھی معاملہ ہوسکتا ہے؛ تکلیف دہ ہے؛ طبی اتھارٹی ؛ اس طرح کے فیصلے کے خلاف درخواست دے سکتا ہے۔ ایسا کرنے کا عمل اس اضافی اہتمام کے ساتھ وضع کیا گیا ہے کہ جہاں معذور افراد نابالغ ہے، یا ذہنی معذوری یا کسی دیگر معذوری سے متاثر ہے؛ جس کی وجہ سے وہ خود درخواست دینے سے قاصر ہے؛ اس کے قانونی سرپرست کے ذریعے اس کی جانب سے درخواست دی جاسکتی ہے۔

اس بات کا فیصلہ کون کرتا ہے کہ میں ایک 'معذور شخص' ہوں؟

ریاستی یا ضلعی سطح پر تشکیل کردہ متعلقہ طبی بورڈ معذوری کی سند جاری کرنے کے سلسلے میں تصدیق کرنے والی اتھارٹی ہیں۔ یہ بورڈ ضلع میں چیف میڈیکل آفیسر/سب ڈویژنل میڈیکل آفیسر نیز مخصوص شعبے میں ایک اور ماہر پر مشتمل ہوتا ہے۔ ان کی مثالیں یہ ہیں: بصری معذوری کے معاملے آنکھوں کا ایک سرجن؛ بولنے اور سننے کی معذوری کے معاملے میں ایک ای این ٹی سرجن یا سماعت سے متعلق ایک ماہر ڈاکٹر؛ جسمانی معذوری کے معاملے میں جسمانی نقائص کے علاج سے متعلق ایک سرجن یا جسمانی علاج اور بحالی کا ایک خصوصی ماہر اور ذہنی معذوری کے معاملے میں کلینیکل ماہر نفسیات یا خصوصی تعلیم کا ایک استاد۔

چیلنج

ہر سماج کو اس انداز میں اپنے اراکین کی معذوریوں پر توجہ دینے کی کوشش کرنی چاہئے کہ جس میں ایک معذور شخص کی خود مختاری اور انسانی حقوق کا احترام کیا جائے نیز وہ ایک قابل اطمینان معیاری زندگی گزار سکے۔ ہر ایک ملک کو بھی اپنی قوت یا صلاحیت کے مطابق اپنے باشندوں کی معذوریوں پر توجہ دینی چاہئے۔ درحقیقت وہ حالات جن کی وجہ سے ایک سماج میں لوگ معذور ہو رہے ہیں؛ ایک دوسرے سماج میں ایسے ہی نہیں ہوسکتے ہیں یا اسی سطح کے نہیں ہوسکتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی ثقافتی اور مقامی تغیر پذیریاں ہیں۔ (مثلاً ایک شہری علاقے میں جسمانی معذوریاں وسائل کی وجہ سے اتنی محدود کرنے والی ہیں؛ ہوسکتی ہیں جتنی کہ ایک دیہی علاقے میں)۔ مزید برآں مختلف سماجوں میں معذوری کی تلافی کرنے کے سلسلے میں افراد کی مدد کرنے کے لئے دستیاب وسائل کی مختلف سطحیں ہوسکتی ہیں۔

بہر حال معذوری کی سند کے سلسلے میں جو چیز امتیازی اور بڑی حد تک قابل گریز ہے؛ وہ معذوری کی سند حاصل کرنے کے بعد پوشیدگی میں مداخلت ہے۔ اس وقت مختلف قسم کی ریاستی سندیں یا فوائد حاصل کرنے کے لئے سرکاری یا نجی دفتروں میں معذوری کی سند پیش کئے جانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ نتیجتاً فوائد حاصل کرنے کے لئے مختلف غیر صحتی پیشہ ور افراد کو یہ رعایتی سند پیش

کئے جانے کی ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر ایک رعایتی ٹکٹ یا ایک ماہانہ پاس حاصل کرنے کے لئے کسی بھی ہندوستانی ریلوے اسٹیشن پر ٹکٹ کلرک کو یہ رعایتی سند پیش کئے جانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ شخص کی معذوری کی نوعیت کو ہر ایک مرحلے پر دستاویزی شہادت سے ثابت کیا جاتا ہے نیز اسے وہ لوگ بھی دیکھ سکتے ہیں جو اس شخص کی صحتی معلوماتی رازداری رکھنے کے لئے کسی بھی اخلاقی ضابطے کے ذریعے پابند نہیں ہیں۔ یہ بات معذور شخص کے لئے باعث ذہنی تکلیف ہوسکتی ہے۔

رکاوٹوں اور مشکلات کی طویل فہرست میں سے کچھ مشکلات اور رکاوٹوں کا ذکر ذیل میں کیا گیا ہے:

☆صحتی پوشیدگی پر اثر

☆نفسی تشخیص

☆40 فی صد کے نشان کا ابہام

☆لمبا کھینچا گیا عمل

☆کوئی معیار بندی نہیں

☆رویہ جاتی رکاوٹیں

☆لیبل لگانا

☆مساوی مواقع کے حقوق کی خلاف ورزی

فوائد

ہر سکے کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ دونوں ہی پہلو اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ جب کہ کچھ لوگ ''معذوری کی سند'' کے اس بات کو پسند نہیں کرسکتے ہیں، ایسے بہت سے لوگ ہیں، جو اس کے ہونے کی وجہ سے ترقی کررہے ہیں۔ معذوری کی سند معذور شخص کے لئے محض ایک سند نہیں ہے بلکہ اس کی معذوری کا ایک ثبوت نیز مختلف مناسب قوانین کے تحت مرکزی اور ریاستی حکومت سے وہ فوائد/سہولیات/حقوق حاصل کرنے کا اہم ذریعہ بھی ہیں، جن کا وہ مستحق ہے۔

☆سرکاری اور نجی شعبے میں خصوصی اہتمام

☆ریلوے میں 75 فی صد تک رعایت

☆ہوائی سفر کے لئے 50 فی صد تک رعایت

☆پانچ فی صد تک سواری بھتہ

☆آمدنی ٹیکس میں 40,000 روپے تک کی رعایت۔

☆سرکاری شعبے کے بینکوں کے ذریعے اقتصادی امداد۔

☆ساٹھ سال سے زیادہ کی عمر کے لوگوں کے لئے مالی امداد۔

☆کم آمدنی والے کنبوں کیلئے مالی امداد۔

☆ان کنبوں کے لئے کنبہ جاتی فوائد، جن کا روزی روٹی کمانے والا بڑا فرد فوت ہوگیا ہے۔

☆کوڑھ کے مریضوں کے لئے مالی امداد

☆دہلی میں رہنے والے لوگوں کے لئے مالی امداد

☆سرکاری اسکیموں کا فائدہ اٹھانا۔

تبدیلی کے نتیجے میں

ملک بالآخر معذور افراد کے بارے میں غور کررہا ہے اور انہیں اہمیت دے رہا ہے۔ معذور افراد سے متعلق قانون 1995 کے نفاذ کے دو دہے بعد بالآخر پالیسیاں وضع کی جارہی ہیں۔ ان کا مقصد معذور افراد کے لئے ایک سازگار ماحول فراہم کرنا ہے تاکہ اپنی بھرپور صلاحیت حاصل کرسکیں نیز سماج میں دیگر لوگوں کے ساتھ بھرپور طور سے اور مساوی طور سے شرکت کرسکیں۔ یہ حقیقت کہ یہ مضمون اطلاعات ونشریات کی وزارت کی سرپرستی والے ایک رسالے میں شائع ہورہا ہے، اس تبدیلی کا خود ایک ثبوت ہے جسے اب بڑھاوا دیا گیا ہے۔ ترغیب دینے والی متعدد روایات سے یہ بات بار بار ثابت ہوئی ہے کہ ''معذوری'' کچھ نہیں ہے بلکہ ذہن کی ایک حالت ہے۔ یہ راہ کی رکاوٹیں ہیں جو وہ ''غیر معذور'' کمیونٹی پیدا کرتی ہے۔ جو کہ اس کی معذوری کی بجائے، ایک معذور شخص میں معذوری کا سبب بنتی ہے۔

شمولیت پر مبنی اور قابل رسائی ہندوستان کی صبح اب نمودار ہوگئی ہے۔

☆☆☆

مشترکہ وسائل کے ذریعہ مقابلوں کا سامنا

☆11 ساتویں پبلک سیکٹر ڈے کے موقع پر صدر جمہوریہ ہند جناب پرنب مکھرجی نے نئی دہلی میں اسٹینڈنگ کانفرنس آف پبلک انٹر پرائز ایکسیلینس ایوارڈز تقسیم کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مربوط عالمی معیشت کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہمارا پبلک سیکٹر انٹر پرائزز (سی پی ایس ای) کو مشترکہ طور پر اپنے وسائل کو سامنے لاکر مقابلہ جاتی بنائے۔ ہمارے سی پی ایس ای کے اقتصادی، تکنیکی وسائل کے اختیارات کو بہتر اور متوازن حل کی ضرورت ہے تاکہ صارفین پر مبنی بازاروں میں اضافہ کیا جاسکے۔ سی پی ایس ای کے ساتھ ترقی وفروغ مناسب حکمت عملی کے ساتھ جو گھریلو اور بین الاقوامی بازار دونوں کے لئے ترقی، کاروبار میں بہتری لانے اور توسیع کرنے کے مقصد سے عمل آوری میں روکاوٹ بن سکتی ہیں۔ جناب صدر نے مزید کہا کہ سی پی ایس ای کے لئے فوری اقدامات کرنے کی اشد ضرورت ہے تاکہ بند اور سرپلس مقام کی شناخت کی جاسکے۔ اس سے یہ ہوگا کہ پبلک سیکٹر میں سرمایہ کاری کرنے سے ملک کی معیشت میں نہ صرف اضافہ ہوگا بلکہ ملازمتوں کے بھی مواقع پیدا ہوں گے۔ جناب مکھرجی نے سی پی ایس ای کی ستائش کرتے ہوئے کہا کہ وہ حکومتِ ہند کے ذریعہ چلائے جارہے مختلف پروگرام مثلاً ''میک ان انڈیا''، ''اسکل انڈیا''، ''ڈیجیٹل انڈیا'' اور ''سووچھ بھارت'' میں بھرپور تعاون کررہا ہے۔ جناب صدر نے اور سووچھ بھارت ابھیان کے تئیں اس کی انتظامیہ کی بھی ستائش کی۔

امت سنگھ

بصارت کی صلاحیت

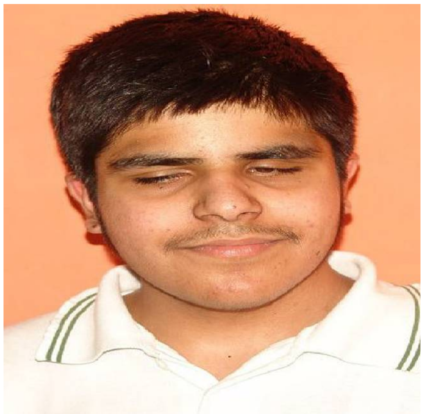

سنٹر فار ڈیزیز کنٹرول (سی ڈی سی) نے معذوری کی تعریف اس طرح کی ہے، ''جسم یا دماغ کی ایسی کوئی حالت جس سے فرد کو بعض سرگرمیاں انجام دینے میں اور اپنے اردگرد کی دنیا سے رابطہ قائم کرنے میں زیادہ دشواریاں پیش آتی ہوں۔''

معذوری کی ایسی بہت سی قسمیں ہیں جو کسی شخص کی بصارت، حرکت، سوچ، یادداشت، سیکھنے کی صلاحیت، کمیونیکیشن، سماعت، دماغی صحت، سماجی تعلقات کو متاثر کرتی ہیں۔ معذوری مختلف افراد کو مختلف انداز میں متاثر کرتی ہے اور اس سلسلے میں کوئی عمومی بات کہنا درست نہیں ہوگا اور معذوری کا دوچار پوری آبادی کو ایک نظر سے دیکھنا مشکل ہے۔ اس کے علاوہ معذوری بعض اوقات کسی فرد کو زندگی کے کسی بھی مرحلے میں متاثر کرسکتی ہے۔ ایسا نہیں کہ یہ ہمیشہ پیدائشی ہوتی ہے بلکہ بعض اوقات حادثات وغیرہ کی وجہ سے بھی ہوسکتی ہے۔

ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کے مطابق معذوری کے تین پہلو ہیں:

1۔ کسی فرد کے جسمانی ڈھانچے یا کام کرنے کی صلاحیت یا دماغی معذوری۔ اس میں اعضاء کا نقصان، بصارت یا یادداشت کا نقصان شامل ہے۔

2۔ سرگرمیوں کا محدود ہوجانا۔ مثال کے طور پر دیکھنے، سننے، چلنے یا مسائل کو حل کرنے میں دشواری۔

3۔ روزمرہ کی معمول کی سرگرمیوں میں محدود شرکت۔ مثال کے طور پر کام کاج، سماجی اور تفریحی سرگرمیوں اور ہیلتھ کیئر کا حصول اور تدارک کی خدمات وغیرہ۔

معذوری پیدائشی ہوسکتی ہے اور بعد میں زندگی میں کام کاج پر اثر انداز ہوسکتی ہے۔ پیدائشی معذوری یادداشت، چلنے پھرنے، دیکھنے، سننے، رویہ اور دیگر شعبوں میں بھی ہوسکتی ہے۔ یہ حالات جینیاتی بھی ہوسکتے ہیں اور جسمانی اعضاء کے کام کاج کو متاثر کرسکتے ہیں۔

صحت کے بعض حالات (مثلاً ذیابیطس، بلڈ پریشر وغیرہ) بھی معذوری کا سبب بن سکتے ہیں مثلاً قوت بصارت میں کمی آسکتی ہے، اعصاب یا اعضاء کا نقصان ہوسکتا ہے۔ معذوری کی شدت میں مسلسل اضافہ بھی ہوسکتا ہے (مثلاً الزاہمر کی بیماری)، یہ ساکن بھی رہ سکتی ہے (مثلاً اعضاء کا نقصان ہوجانا) یا وقفے وقفے سے ہوسکتی ہے (مثلاً ملٹی پل سلیروسس کی بعض صورتوں میں)۔

ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن نے 2001 میں انٹرنیشنل کلاسیفکیشن آف فنکشننگ، ڈس ایبلیٹی اینڈ ہیلتھ (آئی سی ایف) شائع کی تھی۔ آئی سی ایف جسم اور اعضاء کے اہم کام، سرگرمیوں، شراکت کی سطح اور صحت کو متاثر کرنے والے عام حالات کی زمرہ بندی کا پیمانہ ہے۔ آئی سی ایف میں 'سرگرمی' کی تشریح کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ 'کسی فرد کے ذریعہ کسی کام کا کیا جانا' اور 'شراکت' کی تشریح کرتے ہوئے کہا گیا ہے 'کسی فرد کا زندگی کے حالات میں شامل ہونا'

ٹکنالوجی ایک زبردست معاون ہے اور معذور افراد کو بھی کام کاج کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ مخصوص نوعیت کی ٹکنالوجی معذور افراد کی مخصوص معذوریوں میں معاون ثابت ہوتی ہے۔ ٹکنالوجی اس خلیج کو پاٹنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے جو بعض حالات کی بنا پر پیدا ہوجاتے ہیں، جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ ٹکنالوجی دو طرح سے مدد کرسکتی ہے۔ کسی معذور افراد کے لئے آلہ کے طور پر جس کی مدد سے وہ روزمرہ کے کام کاج انجام دے سکے اور جسم میں نصب جسم کے ایک حصہ کے طور پر، جس سے اسے کام کرنے میں مدد مل سکے۔

یہاں ہم ٹکنالوجی کے رول کا عمومی اور بصری معذوری کی صورت میں انفارمیشن اور کمیونیکیشن کا خصوصی طور پر ذکر کریں گے۔ بصری معذوری کو دور کرنے میں آئی سی ٹی کے استعمال کو سمجھنے سے پہلے یہ سمجھنا اہم ہے کہ آئی سی ٹی ایک جامع اصطلاح ہے جس کا مطلب ہے انفارمیشن اور کمیونیکیشن ٹکنالوجی۔ آئی سی ٹی کا مطلب ایسی ٹکنالوجیز سے ہے جو ٹیلی کمیونیکیشن کے ذریعہ اطلاعات تک رسائی فراہم کرتی ہیں۔ آئی سی ٹی میں کمپیوٹر، انٹرنیٹ، وائرلیس، نیٹ ورک، سیل فون اور دیگر کمیونیکیشن ذرائع اور آلات شامل ہیں۔

آئی سی ٹی میں کافی تیزی سے توسیع ہورہی ہے اور یہ کمیونیکیشن کی نئی صلاحیتوں سے لیس ہورہی ہے۔ ایک

مضمون نگار دہلی یونیورسٹی میں ریسرچ اسکالر ہیں۔
amitsingnewel@gmail.com

دوسرے کو جوڑنے والے آلات کی ضرورت کم سے کم ہونے کے ساتھ انفارمیشن ٹکنالوجی کا دائرہ وسیع سے وسیع تر (انٹرنیٹ آف تھنگس) ہوتا جارہا ہے۔

یہاں بصری معذوری کا معاملہ اس لئے بھی لیا گیا ہے کیوں کہ نیشنل سیمپل سروے آرگنائزیشن (این ایس ایس او) اور 2001 کی مردم شماری کی رپورٹ کے مطابق ہندوستان میں معذور افراد میں معذوری کی دوسری

سب سے بڑی وجہ بصری معذوری تھی، جب کہ لوکوموٹر پہلے نمبر پر ہے۔تاہم لوکوموٹر کے برخلاف بصری معذوری کی وجہ صرف ایک اعضاء کی خرابی ہے۔

بصری معذوری کا تعلق ایسی معذوری یا بصارت کے نقصان سے ہے جسے اسٹینڈرڈ چشمہ، کانٹیکٹ لینس، دوائیں یا سرجری کے ذریعہ ٹھیک نہیں کیا جاسکے۔ا س کی وجہ سے ایک شخص کے روزمرہ کے کام کاج میں مشکلات پیش آتی ہوں۔اس کا تعلق آنکھ سے ہے لیکن یہ صرف آنکھ تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق نیورون اور دماغ کے آپٹیکل لوب سے بھی ہوتا ہے۔

بصری معذوری جزوی یا مکمل ہوسکتی ہے یہ پیدائشی ہوسکتی ہے یا زندگی کے کسی دور میں ہوسکتی ہے۔بصری معذوری کسی بیماری، صدمہ یا پیدائشی یا صحت میں خرابی کے سبب بھی ہوسکتی ہے۔ایک اندازہ کے مطابق نابینا پن کے نصف سے زیادہ معاملات کو روکا جاسکتا ہے۔چونکہ آنکھوں کی بینائی کو ختم کرنے والی بیشتر بڑی بیماریوں کی علامتیں ابتدا میں ظاہر نہیں ہوتی ہیں جہاں انہیں فوراً علاج کرکے روکا جاسکتا ہے۔آنکھوں کی بینائی ختم ہونے سے روکنے یا قوت بصارت ختم کردینے والی بیماریوں کی اسکریننگ اور ابتدائی علاج دستیاب ہے اور وہ بھی بہت معمولی قیمت پر۔لیکن یہ صرف بینائی کمزور ہونے کا معاملہ نہیں جس کے نتیجے میں مکمل قوت بصارت چلی جاتی ہے بلکہ اس کے علاوہ بھی بہت سے دیگر اسباب ہیں۔

جن کے لئے جزوی بصارت، کم بصارت، لیگلی بلائنڈ اور مکمل نابینا جیسی اصطلاحیں استعمال ہوتی ہیں۔

آئی سی ٹی بطور آلہ

کوئی بھی ایسا آلہ یا خدمت جو کسی معذور طالب علم کی شراکت، حصولیابی یا آزادی میں اضافہ کرے، اسے مددگار ٹکنالوجی (اے ٹی) سمجھا جاتا ہے۔معاون ٹکنالوجی ان افراد کی بھی مدد کرتی ہے جو بصری لحاظ سے معذور ہوتے ہیں۔یہ عمومی نصاب تک ان کی رسائی میں اضافہ کرتی ہے اوران کی تعلیمی کارکردگی کو بہتر بناتی ہے۔

بصری معذوری والے بیشتر افراد بصری بازآبادکاری، ماحولیاتی موڈیفکیشن اور معاونتی آلات سے مستفید ہوسکتے ہیں جوان کے دیکھنے کی باقی ماندہ صلاحیت کو زیادہ سے زیادہ بڑھاسکے اورایک آزاد، تعمیری زندگی برقرار رکھنے میں مدد کرسکے۔آئی سی ٹی ایسے تمام متاثرہ افراد کی مدد کرسکتی ہے جو کسی بھی حالات سے متاثر ہوئے ہوں۔

چھڑی: آئی سی ٹی آلات سے لیس معمول چھڑی ان تمام لوگوں کی بھی مدد کرسکتی ہے جن کی بینائی پوری طرح جاچکی ہے۔یہ چھڑی ایسے لوگوں کو رکاوٹوں سے بچنے اور گرنے سے بچنے میں مدد کرتی ہے۔نئی ٹکنالوجی مثلاً بیٹ ایکولوکیشن سگنل، الٹراسونک ٹکنالوجی کی مدد سے یہ چھڑی مختلف سطحوں پر خودبخود رکاوٹوں کا پتہ لگالیتی ہے۔چھڑی کو استعمال کرنے والا وائبریشن سگنل، ہیپٹک سگنل یا ساونڈ الارم کی مدد سے پیشگی الرٹ ہوسکتا ہے۔

نیوی گیشن آلات: کمپیوٹر سے لیس نیوی گیشن آلات کا نیکیچو ول انفارمیشن کو پڑھ اور تجزیہ کرسکتے ہیں۔مثال کے طور پر مقام اور ذاتی ترجیح کی تفصیلات اگر کمپیوٹر میں فیڈ کردی جائے تو اس کی مدد سے بصری طور پر معذور افراد بھی طویل مسافت کا سفر طے کرسکتے ہیں۔یہ استعمال کرنے والے کو اردگرد کی چیزوں سے باخبر رکھتا ہے۔جب اسے گلوبل پوزیشننگ سسٹم (جی پی ایس) سے جوڑ دیا جاتا ہے تو اس کی صلاحیت میں کئی گنا اضافہ ہوجاتا ہے اور اگر اس کے ساتھ ڈاٹا سے لیس موبائل فنکشن کو بھی اس میں شامل کردیا جائے تو یہ استعمال کرنے والے کو ہر وقت انٹرنیٹ سے مربوط رکھتا ہے اور موبائل ٹاوروں کا استعمال کرکے بہتر لوکیشن ڈاٹا فراہم کرتا رہتا ہے۔

وائرلیس سسٹم مثلاً وائی فائی، این ایف سی (نیئر فیلڈ کمیونیکیشن)، انفراریڈ ٹکنالوجی اور بلوٹوتھ کے علاوہ اس طرح کی دیگر ٹکنالوجی بصارت سے معذور افراد کی انفرادی ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے بہتر معاونت کرسکتی ہے۔خواہ انہیں انفرادی آلات سے منسلک کردیا جائے یا انہیں موبائل ٹیلی فون ٹکنالوجی سے جوڑ دیا جائے۔

مطالعہ روزمرہ کی زندگی کا ایک اہم جز ہے اور یہ مختلف پہلوؤں سے کافی اہم ہے۔خواہ بلوں کو الگ الگ کرنا ہو، کسی نصابی کتاب کا مطالعہ کرنا ہو یا اخبارات کا مطالعہ، بصارت سے معذور افراد کے لئے مطالعہ تک رسائی اس لئے بھی ضروری ہے کہ وہ پرنٹیڈ صفحات کو آسانی سے نہیں پڑھ سکتے۔معاونتی ٹکنالوجی نے ان ضروریات کی تکمیل کے لئے کام کیا ہے اور رسائی کی خلیج کو کم کرنے میں مدد کی ہے۔آپٹیکل کیریکٹر ریڈر (او سی آر) اس ضمن میں اہم ٹکنالوجی ہے۔ڈیجیٹل ٹاکنگ بکس کیلئے انٹرنیشنل اسٹینڈرڈ، DAISY اسٹینڈرڈ اس طرح کے ڈسپلے ٹکنالوجی کے لئے معیار ہے۔

ویڈیو میگنیفائر البینزم سے متاثرہ افراد کے کام، اسکول اوران کی ذاتی زندگی سے متعلق سرگرمیوں کو انجام دینے میں مدد دیتا ہے۔ویڈیو میگنیفائر پر کانٹراسٹ کو ایڈجسٹ کرکے استعمال کنندہ کسی چیز کی اصل سے کئی گنا زیادہ بڑی تصویر دیکھ سکتا ہے۔موتیابند کے بیشتر امراض

کیٹاریکٹ سرجری سے قابل علاج ہیں۔ اگر کیٹاریکٹ سرجی سے بات نہیں بنتی ہے تو متن اور چیزوں کو بڑا کرکے دیکھنے کے لئے ڈسپلے ٹکنالوجی کا استعمال کیا جاتا ہے تاکہ وہ اتنے بڑے دکھائی دینے لگیں کہ متاثرہ شخص انہیں آسانی سے دیکھ سکے۔ اوسی آر کے ساتھ اسکرین ریڈنگ سافٹ ویر سود مند ثابت ہوسکتا ہے۔ یہ Diabetic Retinopathy میں بھی سودمند ثابت ہوتا ہے۔ کیوں کہ ذیابیطس کے بہت سے مریض اپنی انگلیوں میں حساسیت کم محسوس کرتے ہیں۔ وہ یا تو بریل استعمال نہیں کرتے یا بالعموم نہیں کرپاتے ہیں۔ Pigmentosa Retinitis میں اعلی کانٹراسٹ ڈسپلے ٹکنالوجی استعمال کنندہ کو متن پڑھنے میں مدد کرتی ہے۔

آئی سی ٹی صرف یہیں تک محدود نہیں ہے۔ مختلف سائز کے پروگرام کئے جاسکنے والے امپلانٹس کو الگ الگ لوگوں کے لحاظ سے تیار کیا جاسکتا ہے اور عمر، کسی خرابی، حالات، بیماری یا نقصان کی وجہ سے کمزور یا خراب ہوجانے والے Ocular muscles کی مدد کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ انہیں 'فطری' طور پر بصارت کو کنٹرول کرنے میں مدد کرنے کے لئے پروگرام کیا جاسکتا ہے۔ Optic nervs کے خراب ہوجانے کی صورت میں اعصاب یا دماغ میں براہ راست سگنل بھیجنے کے لئے الیکٹراڈس اور امپلانٹس کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔ الیکٹراڈس کو نصب بھی کیا جاسکتا ہے اور باہری طور پر جوڑا بھی جاسکتا ہے تاکہ سگنل اور درست تصویر حاصل ہوسکے۔

ہاتھوں میں رکھے جانے والے آلات اور پرسنل کمپیوٹروں کو اس طرح پروگرام کیا گیا ہے کہ ان سے استعمال کرنے والے افراد کو مناسب سہولت مل سکے۔ اسکرین، کی بورڈ، ماؤس، وغیرہ کو استعمال کنندہ کی ضرورت کے مطابق ایڈجسٹ کیا جاسکتا ہے۔

بصری معذوری والے بیشتر افراد بصری بازآبادکاری، ماحولیاتی موڈیفیکیشن اور معاونتی آلات سے مستفید ہوسکتے ہیں جو ان کے دیکھنے کی باقی ماندہ صلاحیت کو زیادہ سے زیادہ بڑھاسکے اور ایک آزاد، تعمیری زندگی برقرار رکھنے میں مدد کرسکے۔ آئی سی ٹی ایسے تمام متاثرہ افراد کی مدد کرسکتی ہے جو کسی بھی حالات سے متاثر ہوئے ہوں۔

آئی سی ٹی آلات ایک دوسرے سے مربوط کئے جاسکتے ہیں اور نئے آلات بنانے کے لئے یا نئے کام کے لئے ایک دوسرے سے جوڑے بھی جاسکتے ہیں۔ نہ صرف آرٹیفیشل انٹلی جنس (اے آئی) کا استعمال کرکے بلکہ ان آلات کو مخصوص انداز میں پروگرام کرکے استعمال کنندہ کی ضرورتوں کے مطابق بنایا جاسکتا ہے۔ اس کی ایک مثال مائیکروسافٹ کا ایک پروجیکٹ Cities Unlocked ہے جس میں ایڈوانسڈ جی پی ایس اور اسمارٹ فون ٹکنالوجی کا استعمال کیا گیا ہے تاکہ بصری معذور افراد خود سے شہروں کی سڑکوں پر راستہ تلاش کرلیں۔ یہ ایک ہیڈ فون یا گوگلس اور ایکسیلیر ومیٹر، گائیرومیٹر، قطب نما اور ہیڈفون میں مختلف سمتوں میں نصب اسپیکروں پر مشتمل ہوتا ہے، جس سے استعمال کرنے والے کو یہ تاثر ملتا ہے کہ اسے مختلف سمتوں سے اشارے مل رہے ہیں۔ بلیو ٹوتھ ریموٹ پر صرف ایک بٹن Orientate پر کلک کرنے سے حقیقی لوکیشن اور اطراف کی تفصیلات کا پتہ چل جاتا ہے۔ اس میں ایک کیمرہ بھی لگا ہوتا ہے جو افراد اور اشیاء کی شناخت کرسکتا ہے اور استعمال کنندہ کو ان کے سلسلے میں آگاہ کرسکتا ہے۔

ایڈوانسڈ بریل بھی ڈیولپ کیا جارہا ہے، جس سے نہ صرف تیز رفتار خواندگی ممکن ہوجائے گی بلکہ مہنگے بریل پرنٹرس خریدنے کی ضرورت بھی باقی نہیں رہے گی۔ جدید ٹکنالوجی سے آراستہ یہ پروگرام کسی بھی کتاب یا خواندگی کے لائق مواد کو براہ راست بریل میں تبدیل کردے گا اور استعمال کرنے والا اسے چھوکر پڑھ سکے گا۔

پرنسل اناونسمنٹ اور سسٹم اور متن کو اسپیچ کنورٹر میں تبدیل کرنے والے آلات بھی معذور افراد کی زندگی کو سہل بنانے میں سودمند ہیں۔

خلاصہ

آئی سی ٹی ترقی کی جانب گامزن ہے اور نئی ٹکنالوجی کے ڈیولپمنٹ کے ساتھ یہ معذور افراد کے لئے عمومی طور پر اور بصارت سے معذور افراد کے لئے خصوصی طور پر نہایت سودمند ثابت ہوگا اور ان کی زندگیوں میں نئی تبدیلیوں کا موجب بنے گا۔ چونکہ بصارت سے معذور ہر شخص کے مسائل منفرد ہوتے ہیں اس لئے اس کا حل بھی اسی لحاظ سے تیار کیا جانا چاہئے۔ ہر مرض کے لئے ایک ہی علاج کا فارمولہ درست ثابت نہیں ہوسکتا۔ آئی سی ٹی استعمال کنندہ کی ضرورت کے مطابق آلات کی تیاری میں مددگار ثابت ہوگا اور اس سے معذور افراد کی زندگی کو مزید سہل بنانے میں مدد ملے گی۔

☆☆☆

معذوری کے لحاظ سے تفصیلات (لاکھ میں)

معذوری	این ایس ایس او (لاکھ میں / فیصد)	مردم شماری (لاکھ میں / فیصد)
لوکوموٹر	106.34(51.19%)	61.05 (27.86%)
بصارت	28.26 (13.60%)	106.3 (48.54%)
سماعت	30.62 (14.74%)	12.62 (5.76%)
گویائی	21.55 (10.37%)	16.41 (7.49%)
دماغی	20.96 (10.09%)	22.64 (10.33%)
مجموعی	207.73 (1.8%)	219.02 (2.1%)

ارونیماڈے

جسمانی معذوری:

ایک پروفیشنل کے تاثرات

حکومت نے مختلف قسم کے معذوروں کی فلاح کے لئے متعدد اسکیمیں وضع کی ہیں۔ان کی حوصلہ افزائی کے لئے ہر شعبہ میں ان کے لئے ریزرو اسامیاں کی گئی ہیں۔ ٹرینوں میں ان کے لئے الگ سے نشستیں مخصوص ہیں۔ بسوں اور میٹرو میں بھی ان کے لئے تخصیصات ہیں۔نابینا افراد کے لئے تو کئی اسکول اور کالج کھولے گئے ہیں جہاں وہ کامیابی کے ساتھ تعلیم حاصل کررہے ہیں۔

صحت ہمارے سماج کی ترقی کا ایک اہم اشاریہ ہے جہاں جسمانی معذوری اہم رول ادا کرتی ہے۔ جسمانی معذوری فرد واحد کی زندگی میں اکثر ایک بندش تصور کی جاتی ہے جس کے نتیجہ میں اسے الگ تھلگ ہونے کا احساس ہوتا ہے اور کئی طرح سے اس کی زندگی محدود ہوجاتی ہے۔ اکثر و بیشتر یہ دیکھا گیا ہے کہ صحت کے تعلق سے سماجی اعداد وشمار اور وبائی امراض پر زیادہ زور دیا جاتا ہے جب کہ جسمانی معذوری جو کہ حفظان صحت کا یک اہم حصہ ہے' کی طرف اکثر توجہ نہیں دی جاتی۔

جسمانی معذوری کے معنی وسیع ہیں

جسمانی بگاڑ' جسمانی معذوری اور بندش یا رکاوٹ تقریباً ایک جیسی اصطلاحات ہیں اور ان کے خصوصی معنی ہیں' پھر بھی کسی حد تک یہ ایک دوسرے کی نفی کرتی ہیں۔ عالمی صحت تنظیم (ڈبلیو ایچ او) کے ہدایت نامہ کے مطابق اصولی طور پر جسمانی بگاڑ اعضا کی سطح پر کسی خلل کو ظاہر کرتا ہے اور جسمانی معذوری فرد واحد کی عملی کارکردگی اور سرگرمی کے لحاظ سے بگاڑ کے نتائج کی عکاسی کرتی ہے۔اس طرح سے جسمانی معذوری کسی شخص کی سطح پر خلل کو ظاہر کرتی ہے۔ دوسری طرف بندش یا رکاوٹ فرد واحد کے ذریعے محسوس کی جانے والی محرومی کو ظاہر کرتی ہے جو کہ جسمانی بگاڑ یا جسمانی معذوری کی وجہ سے ہوتی ہے' اس طرح سے جسمانی بندش یا رکاوٹ فرد واحد کا آس پاس کے ماحول کے ساتھ باہمی تعامل اور اسے اپنے مطابق ڈھالنے کی عکاسی کرتی ہے۔ (عالمی صحت تنظیم 1980)

موجودہ مسائل

مندرجہ ذیل جدول رہائش کے مقامات کے تعلق سے 2001 اور 2011 کی مردم شماری سے ڈاٹا کے دو سیٹ پیش کرتا ہے جس میں جسمانی طور پر معذور دونوں صنفوں کی آبادی شامل ہے۔ اس سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ گزشتہ دہائی کے دوران (2001-2011) ہندوستان کے دیہی اور شہری دونوں علاقوں میں جسمانی طور پر معذور افراد کے فی صد میں اضافہ ہوا ہے۔ پھر بھی ایک حصہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ دیہی علاقوں میں جسمانی طور پر معذور آبادی شہروں سے زیادہ ہے جب کہ دہائی کے اعتبار سے شہری علاقوں میں یہ اضافہ اچھا خاصا رہا ہے۔ جدول سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ گزشتہ دہائی کے دوران دونوں صنفوں میں جسمانی طور پر معذور افراد کی تعداد میں معمولی اضافہ ہوا ہے۔ جسمانی طور پر معذور مردوں کی آبادی کا تناسب زیادہ ہے اور دہائی کے لحاظ سے تناسب میں اضافہ مردوں کے مقابلے خواتین میں زیادہ ہے۔

کلچر اور جسمانی معذوری

جسمانی معذوری کی تشریح کا ایک طریقہ یہ ہے کہ

مضمون نگار اسسٹنٹ پروفیسر ہیں۔
arunimadey2002@gmail.com

ہم اس مسئلہ سے دوچار لوگوں کو کسی طرح سے دیکھتے ہیں، انہیں کس طرح سے پکارتے یا پیش کرتے ہیں۔ جسمانی معذوری کو ایک چیلنج تصور کیا جاتا ہے چاہے وہ شخص کہیں بھی پیدا ہوا ہو۔ اگر اس شخص کا تعلق ہندوستان جیسے ترقی پذیر ملک سے ہو تو یہ چیلنج مزید بڑھ جاتا ہے۔ جن افراد کو خدمات پیش کی جاتی ہے اور جو شخص ان افراد کو خدمات پیش کرے گا، دونوں کے لئے تہذیبی پس منظر کو سمجھنا اور تہذیبی اعتبار سے موثر ماڈل کو اختیار کرنا بہت اہم ہے۔ یکساں اقدار کو اختیار کرنے سے دونوں حصوں کے لئے کام آسان ہوجاتا ہے کیوں کہ ادراک اکثر تہذیب سے متاثر ہوتا ہے۔ مزید برآں سماج کے تئیں لوگ جس طرح کا نظریہ اختیار کرتے ہیں، اس کا تعین زبان کرتی ہے۔ یہ کمیونٹی کے رویہ کو متاثر کرتی ہے اور سماج میں فرد واحد کی زندگی پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اس لئے جسمانی معذوری کے مسئلہ سے نمٹنے کے لئے خصوصی توجہ دینا ضروری ہے کیوں کہ کمیونٹی جس نظریہ سے انہیں دیکھتی ہے یا وہ خود کو جس نظریے سے دیکھتے ہیں، اس کا کافی اثر پڑسکتا ہے۔ کچھ الفاظ کے استعمال سے معذور افراد کا وقار مجروح ہوسکتا ہے اور ایک غلط روایت قائم ہوسکتی ہے۔ اس لئے جسمانی طور پر معذور افراد کے قانون 1995 میں انسانی وقار کو یقینی بنانے کے لئے اس طرح کے افراد کو پکارنے کے لئے مختلف طرح کی اصطلاحات وضع کی گئی ہیں۔

پیشہ ورانہ مداخلت کی ضرورت

یہ بات قابل ذکر ہے کہ جب تہذیب کے انوکھے نظریہ کا مختلف زاویوں سے تجزیہ کیا جاتا ہے تو جسمانی معذوری کا وسیع مطلب واضح ہوتا ہے۔ جسمانی معذوری کو جائز اور بامعنی طریقے سے سمجھنا خدمات فراہم کرنے والوں کے لئے مددگار ثابت ہوسکتا ہے۔ مزید برآں اس طرح کے لوگوں کو سماج مختلف حالات میں مختلف طرح کا نام دیتا ہے۔ اس لئے معذوری سے جڑے ہوئے بدنامی کے داغ کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ کسی خاندان میں معذور فرد کے ہونے سے خاندان کے کام کاج پر کافی منفی اثر پڑتا ہے۔ اس سے خاندان کے اندر رشتے متاثر ہوتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں جذباتی اذیت پہنچتی ہے۔ مایوسی پیدا ہوتی ہے اور والدین و فرد واحد یا خاندان کے دیگر افراد کے ساتھ رشتے خراب ہوجاتے ہیں۔ اگر اس صورت حال پر توجہ نہیں دی گئی تو خاندان دائمی بحران میں مبتلا ہوجاتا ہے اور بالآخر خاندان کا نظام درہم برہم ہوجاتا ہے اور گھر کے ماحول پر منفی اثر پڑتا ہے۔ خاندان کی مالی اور سماجی حیثیت کم ہوجاتی ہے کیوں کہ خاندان کے معذور افراد سے توقعات بھی کم ہوجاتی ہیں۔ والدین کی تعلیمی سطح اور معذوری کے تعلق سے ان کا سابقہ تجربہ بھی صورت حال کو ایک مثال کے طور پر پیش کرنے میں اہم رول ادا کرتا ہے۔ خاندان کے دیگر افراد، دوستوں اور پڑوسیوں اور دیگر افراد کی طرف سے فرد واحد کی معذوری کے تئیں رویہ سماجی نظام کی خصوصیات ظاہر کرتا ہے اور فرد کے سماجی رویہ کو منضبط کرتا ہے۔ ان حالات سے پیدا ہونے والی مختلف صورت حال پیشہ ورانہ مداخلت کا تقاضا کرتی ہے اور آبادی کے اس حصے کے کام کرنے والے سماجی کارکنوں کے رول کو جائز ٹھہراتی ہے۔

معذوری اور دیکھ بھال کرنے والے: امکانات اور چیلنجز

جسمانی معذوری سے نمٹنا بذات خود ایک چیلنجنگ کام ہے۔ یہاں دیکھ بھال کرنے والوں کو دو حصوں میں

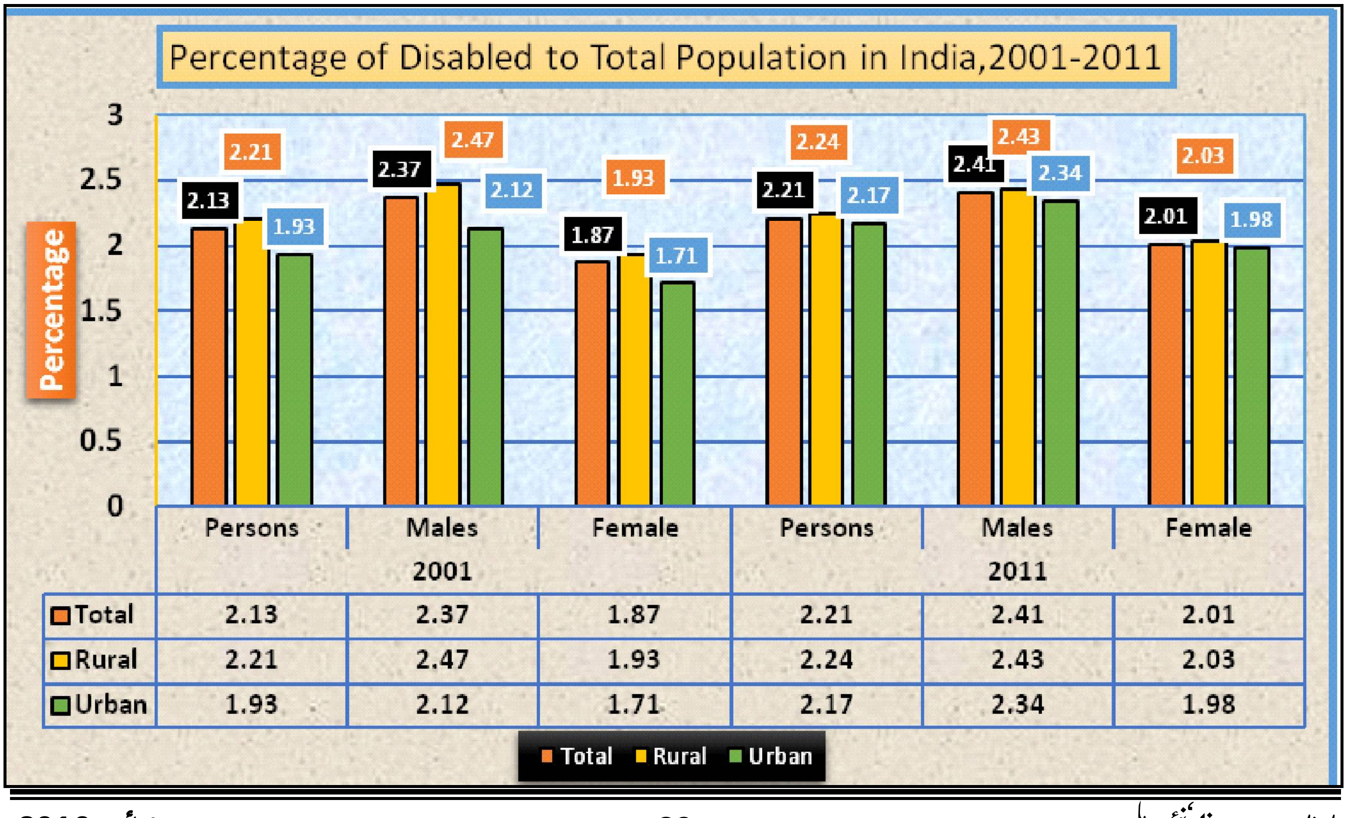

	Persons	Males	Female	Persons	Males	Female
	2001			2011		
Total	2.13	2.37	1.87	2.21	2.41	2.01
Rural	2.21	2.47	1.93	2.24	2.43	2.03
Urban	1.93	2.12	1.71	2.17	2.34	1.98

تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ بنیادی یا غیر روایتی طور پر دیکھ بھال کرنے والوں کی ہے جن میں ڈاکٹر' نرس یا کوئی دیگر پیشہ ور جو معذور فرد کی مدد کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں کلچر پروکرنگ' ماڈل سود مند ثابت ہوسکتا ہے۔ یہ اصطلاح خاص طور سے حفظان صحت سے متعلق تحقیق کار یہ بتانے کے لے استعمال کرتے ہیں کہ مریضوں کی کمیونٹی سے تعلق رکھنے والے حفظان صحت کے پیشہ ور کس طرح سے اکثر و بیشتر مریض کو یہ بتانے میں مدد کرتے ہیں کہ صحت کی خدمات کس طرح کام کرتی ہیں اور کس طرح سے خدمات حاصل کی جاسکتی ہیں۔ دیکھ بھال کرنے والا جو معذوری کے علاج کے نظام کے تحت کام کرتا ہے' بہترین طریقے کے نظام کو بھی فروغ دیتا ہے اور تہذیبی اقدار کو شامل کرنے کے لئے دیکھ بھال کرنے والوں کے کلچر بروکرنگ ماڈل کو بروئے کار بھی لاتا ہے۔ سماج کے تہذیبی پہلوؤں کو ذہن میں رکھتے ہوئے یہ ماڈل دیکھ بھال کرنے والوں میں علاج کی تغیر پذیری کو ظاہر کرتا ہے۔ مثال کے طور پر مذہبی وابستگی' تعلیم' ماس میڈیا' پیشہ' آمدنی اہم عوامل ہیں جو جسمانی معذوری کے تئیں لوگوں کے رویہ' نظریہ اور فہم کو متاثر کرتے ہیں۔ اس سے دیکھ بھال کرنے والوں کو مختلف کمیونٹیز اور مرکزی دھارے کی خدمات کے درمیان ایک تہذیبی پل کے طور پر کام کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اس طرح سے اس ماڈل کو ایک نظریاتی خاکہ کے طور پر دیکھا جاسکتا ہے جو مسائل کا تجزیہ کرنے اور تہذیبی اعتبار سے مناسب حل نکالنے میں کلچر بروکرنگ کے خیالات کو ترتیب دے سکتا ہے۔ اس طرح سے یہ ماڈل ہمیں نہ صرف انفرادی سطح پر بلکہ دیگر سطحوں پر مختلف عوامل پر غور کرنے کی اجازت دیتا ہے جو ایک شخص کو خاندان' کمیونٹی اور وسیع تر خدمات کے نظام سے جوڑتا ہے۔ کلچرل بروکرنگ' ماڈل کے مطابق انٹروینشن اسٹریٹیجز میں اعتماد اور ساکھ قائم کرنا اور روابط کو برقرار رکھنا بھی ہے۔ سوتنک اور جیز وسکی نے ان کلچرل بروکرنگ اسٹریٹجز کے خصوصی عناصر کو واضح کیا ہے۔ ان میں حمایت کرنا' ثالثی کرنا' نیٹ ورکنگ' کسی امر کو بات چیت سے طے کرنا' اختراع کرنا' مداخلت کرنا اور حساس بنانا شامل ہیں۔ جسمانی طور پر معذور افراد کو خدمات فراہم کرنے والوں کو ان درمیانی صورت حال کو یکجا کرنا پڑے گا کیوں کہ وہ کلچر بروکرنگ کے تین مرحلوں سے گزرتے ہیں' خاص طور سے مسائل کی نشاندہی' انٹروینگ اسٹریٹجیز اور نتائج کے تجزیہ کے مرحلے شامل ہیں۔ اس لئے ایک کلچرل بروکر کو خطرہ مول لینے کے لئے تیار ہونا ہوگا' مبہم رول کو برداشت کرنے کی صلاحیت پیدا کرنی ہوگی۔ اس کمیونٹی پر اعتماد اور احترام کرنا ہوگا' مختلف نظام کے ذیلی کام کاج (افراد کا تہذیبی نظام اور خدمات رسانی کا نظام) کے لئے خود کو ڈھالنا ہوگا اور اس سے بڑھ کر اپنی بات کو اچھی طرح پہنچانے کا ہنر ہونا چاہئے۔ جسمانی طور پر معذور افرا پر توجہ مرکوز کرنے والے پیشہ ور افراد کو ایک کلچرل بروکر ہونا چاہئے جو کہ

☆ تبدیلی کے لئے ایک عنصر کے طور پر کام کرسکے۔

☆ معذوری کے مسئلہ سے دوچار خاندانوں کے لئے مختلف طرح کی معاون خدمات فراہم ہوسکے۔

☆ معذور فرد کے ساتھ کام کرنے والے خاندان اور کمیونٹی کی حوصلہ افزائی کرسکے۔

☆ مختلف غیر ضروری حالات سے نمٹنے میں فرد واحد نیز خاندان کی مدد کرسکے۔

☆ انٹر کلچرل کمیونی کیشن میں شفافیت کی حوصلہ افزائی کرسکے۔

☆ دونوں فریقوں کی مدد کرسکے۔

☆ امدادی وسائل کے ساتھ خاندان کو مربوط کرنے میں مدد کرسکے۔ جیسے نفسیاتی طور پر سہارا دینا اور اگر ضروری ہو Cognitive behavioural therapy (CBT) اور Psychiatric Intervention کی مدد لینا۔ مختلف طریقے سے والدین کی معلومات میں اضافہ کرنا جیسے بریفنگ' ٹیچنگ' ورکشاپ' سیمینار وغیرہ' کھلونے اور لائبیریری' بحالی کے ساز وسامان' طویل اور مختصر مدتی آرام کی نگرانی' سماجی مدد' معلومات' صلاح ومشورہ' رہنمائی کی خدمات' ٹرانسپورٹ اور اسی طرح کے مسائل سے دوچار خاندانوں کے لئے باہمی امدادی گروپ تشکیل دینا۔

☆ کلچر کے اعتبار سے مناسب ماحول پیدا کرنے میں مدد کرسکے۔ ☆ معذور افراد کی شراکت داری پر مبنی ترقی میں مددگار ہوسکے۔

پیشہ ور افراد کے دیگر کام کاج میں فرد واحد کی ضرورت کے مطابق ابتدائی' مختلف طرح کی' مسلسل اور پیچیدہ تھیراپی کرنا' فرد واحد کی ترقی اور پیش رفت کی نگرانی کے ذریعہ مسلسل جائزہ لینا اور اس کے مطابق تھیرپی پروگرام میں تبدیلی لانا' نفسیاتی مدد کرنا اور والدین کی معلومات میں اضافہ کرنا۔ ہندوستانی منظر نامہ کو دیکھیں تو یہاں لوگ اپنے رول اور ذمہ داریوں کو اپنی مرضی کے مطابق منتخب کرلیتے ہیں اور فروغ پر روک تھام کو ترجیح دیتے ہیں۔

معذور افرا کو ملنے والی پروفیشنل مدد میں خاندانوں کو ملنے والی ہر طرح کی امداد شامل ہے اور معذور افراد کی مندرجہ ذیل خدمات اور وسائل تک رسائی کو یقینی بنانا ہوگا۔ ☆ حفظان صحت' تعلیم' سماجی فوائد اور ہاؤسنگ

☆ خصوصی امداد اور بحالی کے ساز وسامان

☆ ان لوگوں کے لئے جو کام نہیں کرسکتے' سماجی بحالی اور روزمرہ کی سرگرمیاں۔

☆ پیشہ ورانہ بحالی اور ٹریننگ' روزگار اور ملازمت میں مدد۔ ☆ حمایت' ذاتی امداد اور قانونی تحفظ

☆ کمیونٹی میں خالی اوقات میں بامعنی سرگرمیوں سے متعلق سروسز' کلچر' کھیلوں اور تفریحی مشغلوں میں شرکت۔

☆ اس لئے اس مسئلہ پر کام کرنے والے کارکن کے لئے ضروری ہے کہ اس کے پاس نیٹ ورک کی

صلاحیت ہو مسئلہ کو حل کرنے کے لئے موثر ہنر اور لچیلا پن ہو نیز سیکھنے کی چاہت ہو اور وہ کلچر برومنگ کے رول میں بیشتر صحیح کام کر سکے۔

ماحصل

جسمانی طور پر معذور افراد کو بااختیار بنانے پر خاص توجہ ہونی چاہئے اور مختلف طرح کے بندوبست سے متعلق حکمت عملی وضع کرنا ہمارے سماج کے اس حصے کے لئے موثر طریقے سے کام کرنے کے لئے سنگ بنیاد ثابت ہوسکتا ہے۔لیکن تہذیبی اعتبار سے مطابقت رکھنے والے ماڈل کی ضرورت ایک لازمی جزو ہے اور عملی اعتبار سے اسے ایک بہترین طریقے کے طور پر دیکھا جانا چاہئے۔ اس سے یقیناً آبادی کے اس حصہ کے مسائل سے نمٹنے میں مثبت تبدیلی آئے گی۔مزید برآں معذوری کے مسئلہ سے نمٹنے کے لئے عام طور پر کوئی طے شدہ یا اس سے بہتر پیشہ ورانہ طریقہ نہیں ہے اور نہ ہی دیکھ بھال کرنے والوں کے لئے کوئی طے شدہ کام ہے تاہم یہ سفارش کی جاتی ہے کہ جو صورت حال پیدا ہوا سے سمجھنا اور فرد واحد کی ضروریات اور حالات کی بنیاد پر ایک مربوط طریقہ کار استعمال کرنا وقت کا تقاضا ہونا چاہئے۔

☆☆☆

'انڈیا واٹر ویک کی اختتامی تقریب سے صدر جمہوریہ کا خطاب

☆صدر جمہوریہ ہند جناب پرنب مکھرجی نے نئی دہلی میں ''انڈیا واٹر ویک، 2016'' کی اختتامی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا: میں آبی وسائل، دریاؤں کے فروغ اور گنگا کی بحالی کی وزارت کو'انڈیا واٹر ویک، 2016' کے انعقاد کے لئے مبارکباد دیتا ہوں۔اس کا موضوع ''سب کے لئے پانی: سب کی جدوجہد'' کا تعلق آج پوری دنیا سے ہے اور ہم سب کے لئے دلچسپی کا موضوع ہے۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ اس سالانہ تقریب میں آبی وسائل کو انتظام کے ملکی اور غیر ملکی ماہرین نے شرکت کی ہے۔ بڑے پالیسی سازوں اور نفاذی ایجنسیوں نے اس سوچ پر اپنے اہم تجربات اور بہترین رائج مشقوں کا ایک دوسرے کے ساتھ تبادلہ کیا ہے۔میں اس سال کے ہمارے شریک ملک اسرائیل اور اس کی حکومت کو، سائنس دانوں، تکنیکی ماہرین اور وہاں کو عوام کو پانی کو سمجھداری سے استعمال کرنے اور ایک ایک بوند، جو وہ بچا سکتے ہیں، کے لئے قابل عمل اختراعی تکنیکوں کے استعمال کے لئے مبارکباد دیتا ہوں۔انہوں نے کہا: عزیز دوستو، ہمیں اس بات کو سمجھ لینا چاہئے کہ ہندوستان میں اس قیمتی وسیلے کی بہت کمی ہے۔ ہندوستان کی آبادی دنیا کی آبادی کا 17 فی صد ہے، جب کہ ہمارے پاس قابل تجدید آبی وسائل صرف 4 فی صد ہی ہیں۔ جیسے جیسے اس سمت میں ہم سوچیں گے اور ہمارے اندر بیداری آئے گی، ویسے ہی فی کس پانی کی ضرورت دن بہ دن کم ہوتی جائے گی۔

اس موقع پر صدر جمہوریہ نے اپنے خطاب میں مزید کہا کہ انہوں نے از خود انڈیا واٹر ویک کو پانی سے متعلق بحران اور مسائل کے بر وقت حل کے لئے بہترین رائج مشقوں اور خیالات کے تبادلے کے لئے ایک کلیدی پہل کے طور پر دیکھا ہے۔انہوں نے کہا کہ یہ خوشی کی بات ہے کہ پانی کے بہتر اور باصلاحیت استعمال کے لئے تکنیکوں اور حل کے لئے حال ہی میں منعقد کی گئی نمائش کو بہت اچھے تاثرات حاصل ہوئے ہیں۔انہوں نے آبی وسائل، دریا کے فروغ اور گنگا کی بحالی کی وزارت کو اس تقریب کے منعقد کرنے کے لئے شکریہ ادا کیا اور اس میں شریک مرکزی اور ریاستی حکومتوں کی وزارتوں کے تعاون کی ستائش کی۔

جناب پرنب مکھرجی نے کہا کہ وہ پانی کے کثیر ڈسپلنری طریقہ کار پر زیادہ زور نہیں دے سکتے ہیں۔ہمیں لچکدار نرم ماحولیاتی نظام، جدید ڈیٹا مینجمنٹ نظام اور ٹیکنالوجی میں اختراع پر زیادہ توجہ دینی چاہئے۔ ہمارے قوانین میں پانی کے لئے ایک مشترکہ میراث کے اصول پر ہونا چاہئے اور اس کی ہمیں عزت کرنی چاہئے۔ہمیں اس کا استعمال سمجھداری سے کرنے کی ضرورت ہے اور اگر ہم اس کی مقدار میں اضافہ نہیں کر سکتے تو ہمیں اگلی پیڑھی کے لئے بچا کر رکھنا چاہئے۔اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے حکومت کی کرشی سینچائی یوجنا، نرمل بھارت ابھیان اور مربوط فاصل آب انتظامی پروگرام جیسے اہم پروگرام ہیں۔

اس تقریب میں دیگر کے علاوہ ریلوے کے مرکزی وزیر جناب سریش پربھو، آبی وسائل، دریا کے فروغ اور گنگا کی بحالی کی وزیر محترمہ اوما بھارتی، دیہی ترقی، پینے کے پانی اور صاف صفائی پنچایتی راج کے وزیر جناب بریندر سنگھ، راجستھان کی وزیر اعلیٰ محترمہ وسندھرا راجے اور آبی وسائل، دریا کے فروغ اور گنگا کی بحالی کے وزیر مملکت جناب سنور لال جاٹ نے شرکت کی۔اپنے خطاب کے اختتام پر صدر جمہوریہ نے آبی وسائل، دریا کے فروغ اور گنگا کی بحالی کی وزارت، مرکزی اور ریاستی حکومتوں کو اس تقریب کے انعقاد میں تعاون اور کوششوں کے لئے ستائش کی اور ان کا شکریہ ادا کیا۔آخر میں صدر جمہوریہ جناب پرنب مکھرجی نے کہا کہ ''میں اس تقریب میں شریک ہونے والے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور انہیں اپنی نیک خواہشات پیش کرتا ہوں۔آپ کی کوششوں کو عظیم کامیابی حاصل ہو اور یہ ہندوستان کے عوام، ہمارے خطے اور دنیا کے لئے فائدے مند ثابت ہوں۔

☆☆☆

ڈاکٹر گورو رہیجا

دسترس:

ترقی یافتہ ہندوستان کے لئے مستقبل کی راہ

ماحول معلوماتی نظام اور بنیادی ڈھانچے کو ان کی ضرورت کے مطابق بنایا جانا چاہئے۔ اسی صورت میں ہم صرف معذور افراد پر توجہ مرکوز کرنے کی بجائے دسترس کی دستیابی پر توجہ مرکوز کرا سکیں۔ ان کوششوں سے شمولیت کا بھرپور فائدہ حاصل ہوگا۔ ہمیں مستقبل کے لئے ایسے ہندوستان کی ضرورت ہوگی جس میں دسترس کا حصول شامل ہو۔

مصنف شعبہ آرکیٹکٹ و پلاننگ اور سینٹر فار ایکسی لینس ان ٹرانسپورٹ سسٹم (CTRANS)، آئی آئی ٹی کانپور میں ایسوسی ایٹ پروفیسر ہیں۔
gr.iitroorkee@gmail.com

پس منظر

کسی ملک کی ترقی اس بات میں مضمر ہے کہ وہ اپنی غیر محفوظ آبادی جس میں معذور افراد (پی ڈبلیو اے) بھی شامل ہیں، کی کس طرح دیکھ بھال اور مدد کرتا ہے۔ ہندوستان میں دنیا میں معذوروں کی کل آبادی کا ایک تہائی حصہ آباد ہے جب کہ نابینا افراد کی تعداد دنیا بھر کے مقابلے آدھی ہے۔ (بالا رام 2011)۔ معذوروں کے تئیں مثبت اقدامات کی ضرورت ہے جس سے ان کو خیراتی رویہ سے چھٹکارا مل سکے اور ان کی بہبود کے لئے کوئی مناسب سماجی نظام قائم ہو سکے۔ ہندوستان کو جو ایک ترقی یافتہ ملک کی تگ و دو میں شامل ہے، بنیادی ڈھانچے اور معلومات میں دسترس کو یقینی بنا کر بنی نوع انسان کے لئے مساوی مواقع فراہم کر سکتا ہے۔ یہ ہندوستان کی ترقی کی سمت میں ایک اہم قدم ثابت ہوگا۔

ہندوستان میں دسترس سے متعلق بحث شروع تو ہوتی ہے لیکن عمومی طور پر وہ معذور افراد تک محدود ہو کر رہ جاتی ہے۔ بجائے اس کے کہ اس کو انسانی تنوع کی ثقافتی، معاشی اور سماجی پہلوؤں تک توسیع دی جائے۔ معذور افراد کو زندگی کے ہر شعبہ میں شامل کرنے کے لئے ان کو دسترس فراہم کرانے میں ہمدردی اور ترس کا چلن بھی ایک اہم رکاوٹ ہے۔ تعلیم، ذرائع ابلاغ اور باہمی رابطوں کے دیگر طریقوں میں جدت پیدا کر کے لوگوں میں معذوری کے تئیں بیداری پیدا کرنے کی ضرورت ہے تاکہ عوام اس مسئلہ کو اچھی طرح سمجھ سکیں۔ معذوری کا مطلب انسانی طرز زندگی میں پائے جانے والے فرق کو اجاگر کرنا نہیں ہے بلکہ انسانی زندگی کو مختلف رنگوں میں قبول کرنا ہے جس کے لئے ہمیں اپنے ماحول کو اس کے مطابق ڈھالنا ہوگا اور بنا کسی تفریق کے احساس کے مناسب انتظامات کرنے ہوں گے۔ گرو دیو رابندر ناتھ ٹیگور کے الفاظ میں ''مسئلہ یہ نہیں ہے کہ تمام اختلافات کو کس طرح ختم کیا جائے بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ تمام اختلافات کے ساتھ خود کو کس طرح جوڑا جائے کہ تفریق کا احساس نہ ہو''۔

دسترس وہ معقول اور مضبوط طریقہ ہے جس سے مذکورہ بالا جذبے کو حقیقت کی شکل دی جا سکتی ہے۔ اس میں وہ اہلیت ہے جس سے کسی کی صلاحیت کو چیلنج کر کے نہیں بلکہ ہر شخص میں موجود مختلف صلاحیتوں کی مدد کر کے مختلف النوع صلاحیتوں کو یکجا کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لئے تحقیق پر مبنی نفاذ اور مسلسل نگرانی کی ضرورت ہوگی تاکہ دسترس سے رونما ہونے والے اثرات کو دیہی و شہری زندگی کے ماحول میں محسوس کیا جا سکے۔ اس ضمن میں دہلی میٹرو نے ایک شاندار مثال قائم کی ہے۔ اس نے ملک کے موجودہ نقل و حمل کے موجودہ نظام میں دسترس کا معقول انتظام کیا ہے جس میں دسترس کو نہ صرف تیاری کردہ بنیادی ڈھانچے کا حصہ بنا دیا گیا ہے بلکہ مطلوبہ معلومات اور خدمات کی فراہمی میں بھی مطابقت پیدا کر کے معاشی، ثقافتی اور سماجی تفریق کو ختم کر کے انسانی

تنوع کو ایک لڑی میں پرودیا ہے۔البتہ ابھی بھی بہتری اور توسیع کی ضرورت ہے۔

دسترس کی تفہیم واہمیت

دسترس کو سمجھنے کے لئے خارجی عوامی کی نہیں بلکہ ہمیں اپنے سوچنے کے انداز اور سماجی طور طریقوں کو اور اپنے طریقہ فکر کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ دسترس صرف خارجی عوامی پر نہیں بلکہ ادراکی' سماجی اور ادارہ جاتی ماحول پر بھی محیط ہے۔آسان الفاظ میں ایک ایسا تجربہ ہے جس میں ایک شخص بنا کسی انسانی یا کم از کم انسانی مدد کے گھوم پھر سکتا ہے۔ رابطہ قائم کرسکتا ہے' کام کرسکتا ہے اور روزمرہ کے کام کرسکتا ہے نیز جس میں اس کا وقار بھی قائم رہتا ہے۔اس کو اس سوال سے بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ آیا کیا ہم اپنے موجودہ ماحول میں انصاف اور وقار کے ساتھ گھوم پھر سکتے ہیں' رابطہ قائم کرسکتے ہیں اور کام کرسکتے ہیں۔اگر ہاں تو ہمیں زندگی میں دسترس حاصل ہے اور اگر نہیں تو ہمیں ان عوامی کا تجزیہ کرنا ہوگا جو اس دسترس کے حصول میں رکاوٹ بن رہے ہیں۔اس کے بعد ہی ہم یہ احساس کرسکیں گے کہ دسترس پیچیدہ باہمی روابط اور تعلقات کا نتیجہ ہے جو انسانی زندگی اور مقام کے مابین قائم ہیں۔اگر کوئی مقام انسانی کارکردگی میں معاون ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ مکمل طور پر قابل دسترس ہے اور اگر چہ انسانی کارکردگی کا کچھ تحفظ کے ساتھ معاون ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ مکمل طور پر قابل دسترس ہے اور اگر چہ انسانی کارکردگی کا کچھ تحفظ کے ساتھ معاون تو اس کو جزوی طور پر قابل دسترس کہیں گے اور اگر یہ اہم انسانی کارکردگیوں یا کاموں کے لئے معاون نہیے ں ہے تو اس کو خارج از دسترس کہہ سکتے ہیں۔

ہمارے رہنے سہنے کا ماحول ہمارے سماجی' سیاسی' معاشی اور بنیادی ڈھانچے کی عدم دستیابی ہی نہیں ہوتی بلکہ ایسی تہذیب کی نشاندہی کرتا ہے جن میں دسترس کو غلط ڈھنگ سے پیش کیا گیا ہے۔دسترس صرف معذوروں تک محدود ایک ایسا تصور ہے جو ابھی بھی قائم ہے۔جب کہ حقیقت یہ ہے کہ دسترس وہ معقول تجربہ ہے جس سے

تمام 1995 نفاذ کے لئے ایک اہم پلیٹ فارم فراہم کرنے کے علاوہ اس بات کو بھی یقینی بناتا ہے کہ معقول سرکاریں اور بلدیاتی حکام اپنی اپنی معاشی' اور ترقیاتی صلاحیتوں کے مطابق ریمپ وغیرہ کی سہولیات فراہم کریں۔

چاہئے کہ وہ کام کرلیا گیا ہے۔اب وقت آ گیا ہے کہ ہم مہیا کرائی جارہی دسترس کا اندازہ کریں اور اپنے بنیادی ڈھانچوں (عوام سے متعلق عمارتیں' سڑکیں' ادارے' ٹرانسپورٹ ٹرمینلس اور فراہم کردہ دیگر سہولیات) کی اقدار کا تعین کریں تا کہ ماحول کے وقفہ وار جائزے کے

اصول و ضوابط کے ذریعہ جو معذوروں کے متعلق قانون کے تحت وضع کئے گئے ھیں۔ دسترس کی اھمیت کو اور تقویت ملتی ھے جس کے تحت تعلیم اور روزگار کے شعبوں میں معذوروں کے لئے 3فی صد ریزرویشن عطا کیا گیا ھے ۔ کوئی شخص تعلیم کس طرح حاصل کرسکتا ھے جب تک که تعلیمی بنیادی ڈھانچے اور طریقه کار مکمل طور پر دسترس نه ھو؟ کوئی شخص منصفانه اور مساوی طو پر کس طرح کام کرسکتا ھے جب که ان مقامات پر قابل دسترس بنیادی ڈھانچه اور طریقه مهیا نه ھو؟

اصول و ضوابط کے ذریعہ جو معذوروں کے معذوروں کے متعلق قانون کے تحت وضع کئے گئے ہیں۔ دسترس کی اہمیت کو اور تقویت ملتی ہے جس کے تحت تعلیم اور روزگار کے شعبوں میں معذوروں کے لئے 3فی صد ریزرویشن عطا کیا گیا ہے ۔کوئی شخص تعلیم کس طرح حاصل کرسکتا ہے جب تک کہ تعلیمی بنیادی ڈھانچے اور طریقہ کار مکمل طور پر دسترس نہ ہو؟ کوئی شخص منصفانہ اور مساوی طو پر کس طرح کام کرسکتا ہے جب کہ ان مقامات پر قابل دسترس بنیادی ڈھانچہ اور طریقہ مہیا نہ ہو؟

معذور افراد سے متعلق قانون 1995 نافذ ہوئے بیس سال سے زیادہ کا عرصہ ہوگیا ہے لیکن ہمیں ابھی بھی یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ ہم نے مستقبل میں اس کو داخلیت عطا کرنے کی سمت میں کتنی کامیابی حاصل کی ہے۔دسترس انڈیکس کی تشکیل سے ہمیں موجودہ نوعیت کا تعین کرنے اور اس کو ناپنے میں مدد ملے گی۔ایک عام مقولہ ہے What gets Measured gets done یعنی جس چیز کا بخوبی اندازہ کرلیا جائے تو سمجھ لینا

لئے معقول اور واضح طریقہ کار کا تعین کیا جاسکے۔البتہ اس کے لئے ترقی کے مطابق مسلسل تحقیق درکار ہے۔

تصویر1 میں دکھایا گیا ماڈل اس بات کو اچھی طرح سمجھا سکتا ہے کہ مجوزہ ڈیزائن بنیادی ڈھانچہ یا نظام میں آبادی کے کتنے حصے کو شامل کیا گیا ہے۔اشیاء' بنیادی ڈھانچہ' مقام یا نظام کا آبادی پر کیا اور کتنا اثر ہوتا ہے' اس کا جائزہ لینا باعث دلچسپی ہے۔منصوبہ بندی کے اوپر سے نیچے یا نیچے سے اوپر جانے والے طریقوں سے اس بات کا بہ آسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کس کو شامل اور کس کو خارج کیا جارہا ہے۔

قابل حصول دسترس کو جس کو اب تک جینرک تصور کیا جاتا ہے' ارتقا اور ترقی کی ضرورت ہے۔این آئی این آئی ٹی ماڈل میں وہ طریقہ دکھایا گیا ہے جس سے دسترس کو ناپا جاسکتا ہے یا اس کا تعین کیا جاسکتا ہے۔ یہ ہندوستان میں تعمیر کئے جانے والے مجوزہ اسمارٹ سیٹیز سے مشابہ ہے۔ ہمارے موجودہ شہری ماحول میں آفاقی دسترس سے بہتری آئے گی اور ہمارے رہنے سہنے کا ماحول

سماجی اعتبار سے زیادہ پائیدار ثابت ہوگا۔اس بارے میں ایک سوال پوچھا جاسکتا ہے کہ ''اسمارٹ سٹیز کی ترقی سے آبادی کے کس حصہ کو فائدہ ہوگا۔کون مستفید ہوگا اور کیسے؟اوران میں سے معذورافراد کو کیسے شامل کیا جائے گا اوران کے لئے کیا فراہم کیا جائے گا؟ نئے ترقیاتی شہری نظام میں جغرافیائی شمولیت کے لئے تیار کیا گیا۔ ماسٹر پلان نہایت ضروری ہدف ہے۔

تصویر 1-ڈبلیو آئی این آئی ٹی ماڈل (ذریعہ کیٹس ایس وکلارکسن جے 2004)

2050 کے لئے تیار کئے گئے آبادیاتی تخمینے کے مطابق معمر افراد، عارضی معذوری، قلبی و تنفسی و دیگر طبی عارضوں کے ساتھ ساتھ عرصہ حیات میں اضافہ متوقع ہے۔اس سے متعلق ایک اہم سوال سامنے آتا ہے، کیا ہم منصوبہ بندی' ڈیزائننگ' بنیادی ڈھانچے کی تعمیر اوراس کو نافذ العمل بناتے وقت ان کو سب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہیں؟ اگر نہیں تو ہمیں ان کی عدم شمولیت اور عدم دسترس کے لئے ادا کی جانے قیمت کا جائزہ لینا چاہئے۔ عام خیال ہے کہ کسی ملک یا سماج کو اخراج کی قیمت بڑھتے ہوئے انحصار، رسوائی اور معاشی عدم مساوات کی شکل میں ادا کرنی پڑتی ہے۔ دسترس سے جہاں اس میں کمی واقع ہوتی ہے، وہیں خود میں اضافہ ہوتا ہے۔

مستقبل کی راہ

ممکنہ حل کے لئے دسترس پر متعلقین کی توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے جس میں اس مسئلہ پر لوگوں کی بیداری ضروری ہے۔عوامی اجتماعی مقامات' آس پڑوس' سرکاری عمارتوں' ٹرانسپورٹ اور تعلیم کے شعبے میں سرکاری مدد کے ساتھ ساتھ شراکت دار منصوبہ بند اور انفرادی کوشش بھی ضروری ہیں تاکہ ان کو قابل دسترس بنایا جاسکے۔ یہ بات قابل تشویش ہے کہ دسترس معیارات کے کم از کم نفاذ تک محدود نہیں ہے بلکہ اس کی حدود بیسٹ پیکٹسز کی تخلیق سے ملتی ہے۔اس کے علاوہ ترقیاتی و بلدیاتی ایڈیٹروں تک دسترس کے لئے طویل مدتی حکمت عملی درکار ہے تاکہ دسترس کے عنصر کو ڈیزائن' منصوبہ بندی اور ارتقائی طریقہ کار کا لازمی جز بنایا جاسکے۔ وزیر اعظم کی طرف سے دسمبر 2015 میں شروع کی گئی اسپیسیبل انڈیا مہم سے نہ صرف معذوروں کے لئے بلکہ سب کے لئے قابل دسترس ہندوستان بنانے میں امید کی کرن نظر آتی ہے۔

ہندوستان کو ترقی یافتہ مستقبل کا انتظار ہے اوراس کے لئے انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں معذوروں سمیت پر ایک کے لئے مساوی مواقع فراہم کرانے ہوں گے جس کے دسترس بنیادی ضرورت ہے۔اسی لئے قابل دسترس ماحول بنانے کے لئے آفاقی ڈیزائنوں کو ترجیح دینی ہوگی اور ہندوستان کو مستقبل میں درپیش آبادیاتی چیلنجوں سے نبرد ہونے کے لئے دسترس کے ماحول کو ترجیح دینی ہوگی۔

جہاں تک ہندوستان کے شہری علاقوں کا تعلق ہے، جہاں دسترس کی ترقی کو قابل یقین بنایا جاسکتا ہے۔ بعد میں اس کو نیم شہری اور دیہی علاقوں تک توسیع دی جاسکتی ہے جہاں ہندوستان کی زیادہ تر آبادی رہتی ہے۔بجائے اس کہ کہ مختلف نوعیت کے معذور افراد کو ان کے موافق سہولیات فراہم کی جائیں۔ماحول معلوماتی نظام اور بنیادی ڈھانچے کو ان کی ضرورت کے مطابق بنایا جانا چاہئے۔اسی صورت میں ہم صرف معذور افراد پر توجہ مرکوز کرنے کی بجائے دسترس کی دستیابی پر توجہ مرکوز کراسکیں۔ ان کوششوں سے شمولیت کا بھرپور فائدہ حاصل ہوگا۔ہمیں مستقبل کے لئے ایسے ہندوستان کی ضرورت ہوگی جس میں دسترس کا حصول شامل ہو۔

☆☆☆

غالب پر ہماری اہم مطبوعات

خزینۂ غالب	مرتب: ڈاکٹر ابرار رحمانی	130/=
سفینۂ غالب	ادارہ	95/=
آئینۂ غالب (طبع دوم)	ادارہ	75/=
گنجینۂ غالب (طبع دوم)	ادارہ	60/=
غالب بہ صد انداز	تشکیل: برجندر سیال	1000/=

غالب بصد انداز میں غالب کے منتخب اشعار کا ہندی اور انگریزی ترجمہ کے ساتھ غالب کے اشعار کو پتھروں کے مرقعوں میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ اپنے آپ میں ایک انوکھی پیشکش ہے جسے باذوق حضرات اپنی لائبریری اوراپنے ڈرائنگ روم میں رکھنا پسند کریں گے۔

نوٹ : کتابیں منگوانے کے لئے رقم بشکل ڈرافٹ بنام ڈی جی پبلی کیشنز ڈویژن پیشگی ارسال کریں۔

کتابیں کسی بھی صورت میں وی پی سے نہیں بھیجی جائیں گی۔

ملنے کا پتہ : بزنس منیجر، پبلی کیشنز ڈویژن، سوچنا بھون، سی جی او کمپلیکس، نئی دہلی۔ 3

کیا آپ جانتے ہیں؟

انچیون حکمت عملی سے مراد وہ منصوبہ عمل ہے جو ایشیا بحرالکاہل خطے اور دنیا بھر میں معذور افراد کو سماج میں درپیش تمام رکاوٹوں کو دور کرتا ہے اور ان کے حقوق کا تحفظ کرتا ہے۔اس حکمت عملی میں معذوری کو شریک کرتے ہوئے ترقیاتی اہداف مقرر کیے گئے ہیں جن پر علاقائی سطح پر پہلی بار منظوری ظاہر کی گئی ہے۔ یہ حکمت عملی اقوام متحدہ کے اقتصادی وسماجی کمیشن برائے ایشیا بحرالکاہل (ای ایس سی اے پی) کے رکن ممالک نے کوریائی راجدھانی انچیون میں 29 اکتوبر تا 2 نومبر تک متعدد ہونے والی میٹنگ میں وضع کی ہے۔

انچیون حکومت عملی دس سال کے منصوبہ عمل کو اس مقام سے منسلک کرتی ہے جہاں یہ وضع کی گئی تھی۔ ان اہداز کا مقصد ایسیا اور بحرالکاہل خطے یک 650 ملین معذور افراد سے متعلق تمام اعداد وشمار اکٹھا کرنے ہوتے ہیں تا کہ یہ معلوم کیا جاسکے کہ ان کے لئے مزید کیا کیا جاسکتا ہے۔

انچیون حکمت عملی کا اصل مقصد ہے کہ معذور افرا کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جائے۔ ان کو اپنے بارے میں انتخاب کرنے کا اختیار ہونا چاہئے۔ ان کے خلاف کسی قسم کا بھید بھاؤ نہیں کیا جانا چاہئے اور ان کو سماج میں شراکت کرنے کا وہ اختیار ہونا چاہئے جو دوسرے لوگوں کو ہے۔

حکمت عملی کے 10 اہداف میں شامل ہیں (1) غربت کا سدباب اور روزگار کے مواقع کا فروغ (2) سیاسی اور فیصلہ سازی میں شرکت (3) اردگرد کے ماحول مثلاً عوامی ٹرانسپورٹ، علم، معلومات اور مواصلات میں جسمانی طور پر رسائی اور دسترس کا فروغ (4) سماجی تحفظ کا استحکام (5) معذور بچوں کی مدد اور تعلیم میں عجلت (6) جنسی مساوات اور خواتین کو اختیارات کی تفویض (7) معذوروں سے مطابق آفات سے نمٹنے اور ان کے انتظامات کے طریقے (8) معذوروں سے متعلق بہتر قابل اعتماد اور تقابلی اعداد وشمار (9) معذور افراد کے حقوق سے متعلق کنونشن کی تصدیق اور ان کے نفاذ کو ممیز کرنا اور قومی قوانین کو کنونشن کے مطابق بنانا (10) ضمنی علاقوں، علاقائی اور بین علاقائی تعاون کو فروغ کرنا۔

(مرتبہ: واٹیکا چندر، سب ایڈیٹر یوجنا انگریزی)

جموں و کشمیر ڈائری

جموں وکشمیر کے لئے خصوصی صنعتی پیش قدمی (SII J&K) کی اسکیم اڑان میں جس کی شروعاتی مدت 2015-16 تک تھی، اب 2019-20 تک توسیع کردی گئی ہے۔ اڑان ایک قومی یکجہتی اسکیم ہے جس کا مقصد جموں وکشمیر کے نوجوانوں کو ملک کے دیگر حصوں میں رہ رہے نوجوانوں کے ساتھ عام دھارے میں شامل کرنا ہے۔ یہ اسکیم نہ صرف ہنرمند بنانے کا ذریعہ ہے بلکہ اس سے روزگار فراہم کرانے کے مواقع میں بھی اضافہ ہوتا ہے اور نوجوانوں کے ذہن تبدیل کرنے کے عمل کا سدباب کرنے اور جموں وکشمیر کے نوجوانوں کو عسکریت پسندی سے بھی باز رکھنے میں مدد ملتی ہے۔

اڑان جموں وکشمیر کے نوجوانوں کو ہندوستان کے بہترین کارپوریٹ گھرانوں سے اور کارپوریٹ انڈیا کو اس ریاست میں موجود بہتر صلاحیتوں سے متعارف کرانے میں کارگر ثابت ہوئی ہے۔ اب تک اڑان کے تحت 67 ممتاز کارپوریٹس نے نیشنل اسکل ڈیولپمنٹ کارپوریشن (این ایس ڈی سی) کی شراکت میں ریاست کے نوجوانوں کو منظم خردہ بازار، بینکنگ، مالی خدمات، آئی ٹی، ٹی ای ایس، بنیادی ڈھانچہ، میزبانی وغیرہ کے شعبہ میں تربیت دینے کا عہد کیا ہے۔ 19000 سے زیادہ امیدواروں کو منتخب کیا گیا اور 15000 سے زائد افراد زیر تربیت ہیں۔ ان میں سے 8700 امیدوار تربیت حاصل کرچکے ہیں اور 6838 لوگوں کو روزگار مہیا کرادیا گیا ہے۔ اس اسکیم کا ہدف گریجویٹ، پوسٹ گریجویٹ اور تین سالہ انجینئرنگ ڈپلومہ والے 40,000 افراد میں روزگار میں روزگار کے حصول کی صلاحیت کو فروغ دینا ہے۔

یہ ہدف 2019-20 تک حاصل کرنے کی توقع ہے۔ اس کے نفاذ میں تیزی لانے کی غرض سے بڑی روزگاری مہم چلائی جارہی ہے جس کی وجہ سے منتخب امیدواروں کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔ اب تک ریاست کے تمام اضلاع میں 67 بڑی روزگار فراہمی مہمات منعقد کی گئی ہیں۔

☆☆☆

ڈاکٹر محمد اکبر

ہندوستان میں

معذور بچوں کی صورت حال اور مسائل

معذور بچوں کی اصلاح اور ترقی کے لیے سب سے پہلے ان کے خاندان کے افراد کی کونسلنگ کی جائے۔ ان میں اس بات کا احساس پیدا کیا جائے کہ بروقت معذور بچوں کی ضروریات کی تکمیل سے وہ خود اختیار اور بہ شعور بنتے ہیں نہ کہ ان کے لیے بوجھ بنتے ہیں۔

بچے جس کو سماج کا سب سے معصوم اور نادان طبقہ کہا جاتا ہے' یہ سماج کی بنیاد ہیں اس کے باوجود بھی ہر ملک میں بچوں کا طبقہ کئی مسائل سے دوچار ہے لیکن وہ بچے جو قدرتی اور دنیاوی اعتبار سے معذور ہوتے ہیں' وہ دوہرے استحصال کا شکار ہوتے ہیں۔ ایک تو انہیں معصوم نادان سمجھ کر پیچھے رکھا جاتا ہے یا ان کے نجی معاملات میں رائے نہیں لی جاتی تو دوسری طرف معذور ہونے کی بنیاد پر ان کو سماج و خاندان سے دور رکھا جاتا ہے جو ایک غیر انسانی عمل ہے۔ خاص کر وہ بچے جو پیدائش سے ہی معذور ہوتے ہیں' ان کے حالات بالکل خستہ ہوتے ہیں کیوں کہ ان کو ابتدائی زندگی سے ہی نظر انداز کیا جاتا ہے اور بوجھ سمجھا جاتا ہے۔

جونیر لکچرر، ممتاز کالج، ملک پیٹ، حیدرآباد، تلنگانہ

معذور بچوں سے متعلق مزید تفصیلات سے پہلے معذور کون ہے؟ یہ جاننا بہت ضروری ہے۔ معذور دراصل ایسے افراد کو کہا جاتا ہے جو ایک کمزوری یا مجبوری کی وجہ سے عام لوگوں کی طرح زندگی گذر بسر نہیں کر پاتے۔ ایسے افراد زندہ ہوتے ہوئے بھی اپنی زندگی میں مرضی کے من مطابق عام انسانوں کی طرح لطف اندوز نہیں ہو پاتے کیوں کہ وہ کچھ جسمانی قوتوں یا حصوں سے محروم ہوتے ہیں اور یہ اپنی زندگی کے امور کی انجام دہی کے لیے دوسروں پر منحصر ہوتے ہیں۔ مزید یہ کہ World Health Organization (WHO) کے مطابق معذور وہ افراد ہیں جو جسمانی نقص کی وجہ سے کسی بھی کام کو انجام نہیں دے سکتے۔

معذور افراد عام اور معمولی سرگرمیوں کو بہ آسانی سے انجام نہیں دے سکتے۔ اس کا راست مطلب یہ ہے کہ ایسے افراد جو کسی کام کے دوران جسمانی نقص کی بدولت رکاوٹیں محسوس کرتے ہیں ،معذورین کہلاتے ہیں لیکن معذور افراد کسے کہتے ہیں' اس میں کئی اختلافات پائے جاتے ہیں لیکن اس کو سمجھنے کے لیے عام طور پر معذور افراد دراصل ایسے افراد کو کہتے ہیں جو جسمانی یا ذہنی طور پر عام افراد کی بہ نسبت عام زندگی نہیں گذار سکتے یعنی جسمانی طور پر معذور افراد یا تو جسم کے کسی حصہ سے محروم ہوتے ہیں یا پھر جسم کا کوئی حصہ ناکارہ ہوتا ہے۔ جب کہ ذہنی معذورین سے مراد ایسے افراد ہیں جن کے ذہن سوچنے اور سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں' ذہنی معذور کہلاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان میں بھی کئی اقسام کے معذورین شامل ہے جیسے ذہنی معذورین ،سماعتی معذورین، بصارتی معذورین ،جسمانی معذورین اور ذہنی طور پر بیمار معذورین وغیرہ۔

World Report on Disability کے مطابق دنیا میں ایک بلین معذور افراد ہیں جن میں سے ہر 10 معذورین میں ایک بچہ شامل ہے۔ اس کے علاوہ یونیسیف کی جانب سے شائع کردہ رپورٹ EFA Global Monitoring report کے مطابق ساری دنیا میں 93 ملین سے لے کر 150 ملین بچے معذور بن کر زندگی گزار رہے ہیں۔ ہندوستان میں معذورین کے لیے کچھ مثبت قدم اٹھائے گئے ہیں مگر یہ کہا جاسکتا کی یہ معذوروں کے لیے ناکافی ہے۔ 2001 کی مردم شماری میں صرف پانچ اقسام کے معذورین کا احاطہ کیا گیا تھا جبکہ 2011 کی مردم شماری میں جملہ 8 اقسام کے معذورین کا احاطہ کیا گیا جس میں بصارتی معذور، سماعتی معذور، گنگے معذور، جسمانی اعضا سے معذور، ذہنی معذور ،ذہنی بیمار معذور، دیگر معذور اور مشترکہ معذوروں کی کیفیت کا شکار افراد شامل ہے۔

2011 کی مردم شماری کے مطابق ہندوستان میں معذور افراد کی تعداد 26810557 ہے جو ہندوستان کی مجموعی آبادی کا 2.21 فی صد حصہ ہے جس میں 1.50 کروڑ مرد 1.80 کروڑ خواتین شامل ہیں۔ ان معذور افراد میں 0 تا 19 سال کی عمر کے بچوں کی تعداد 7862921 ہے یعنی معذور طبقہ میں سے تقریباً معذور بچوں کی تعداد 30 فی صد ہے جس میں

55.73 فی صد لڑکے اور 44.26 فی صد لڑکیاں معذور ہیں۔ 0 تا 19 سال کی عمر کے بچوں میں 0 تا 4 سال کی عمر کے بچے 16.42 فی صد 5 تا 10 سال کی عمر کے 24.87 بچے فی صد اور 10 تا 19 سال کی عمر کے بچوں کا فی صد 58.70 ہیں۔ یہ بات قابل غور ہے کہ 41 فی صد سے زیادہ معذور بچوں کی عمر صرف دس سال کی ہے جس سے معذور بچوں کی حالت زار کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اس طرح ہندوستان کے دیہی علاقوں میں معذور افراد 2.23 فی صد ہے جس میں خواتین کے مقابلے مرد کی تعداد زیادہ ہے۔

دیہی علاقوں میں رہائش پذیر معذور افراد میں 0 تا 19 سال کی عمر کے بچوں کی تعداد 5590467 ہے جو مجموعی طور پر دیہی معذور افراد کی آبادی کا 30 فی صد حصہ ہے جس میں دیہی معذور لڑکے 55.88 اور لڑکیاں 44.11 فی صد ہے۔ مزید یہ کہ ہندوستان کے شہری علاقوں میں معذور افراد 30.50 فی صد رہائش پذیر ہیں۔ ان علاقوں میں بھی خواتین کے مقابلے مرد کی تعداد زیادہ بتائی گئی ہے۔ شہری علاقوں میں رہنے والے جملہ معذورین میں سے 0 تا 19 سال کی عمر کے بچوں کی تعداد 2272454 ہے جو جملہ شہری معذور افراد کا 27.78 فی صد ہے جس میں شہری معذور لڑکے 55.35 فی صد اور لڑکیاں 44.64 فی صد شامل ہے۔

اس کے علاوہ معذورین کی اقسام کا جائزہ لیا جائے تو ہندوستان میں رہائش پذیر جملہ معذورین میں سے 18.77 فی صد افراد بصارتی معذور، 18.19 فی صد سماعتی معذور، گونگے معذورین 7.45 فی صد، جسمانی معذور 20.27 فی صد، ذہنی معذور 5.61 فی صد اور ذہنی بیمار معذور 2.6 فی صد ہیں۔ اس کے علاوہ ایک سے زائد معذور کی کیفیت رکھنے والے معذور افراد 7.89 فی صد ہے۔ اس طرح جملہ معذور بچوں میں سے بصارتی معذور بچوں کی تعداد 1410158 ہے جو معذور بچوں کی آبادی کا 17.93 فی صد ہے جس میں سے دیہی بصارتی معذور بچے 69.10 فی صد اور شہری بصارتی معذور بچے 30.89 فی صد ہے۔ سماعتی معذور بچوں کی تعداد 1594249 ہے جو معذور بچوں کی تعداد کا 20.27 فی صد ہے جس میں 68.53 فی صد سماعتی معذور بچے دیہی علاقوں میں اور 31.46 فی صد شہری علاقوں میں رہائش پذیر ہیں۔ گونگے معذور بچوں کی تعداد 683702 ہے جو جملہ معذور بچوں کی تعداد کا 8.69 فی صد ہے جس میں 71.06 فی صد گونگے معذور بچے دیہی علاقوں اور 28.93 فی صد بچے شہری علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایسے جسمانی معذور جو جسم کے کسی حصہ سے محروم ہوتے ہیں یا ان کے جسم کا کوئی حصہ کارکرد نہیں ہوتا ایسے بچوں کی تعداد 1045656 ہے جو جملہ معذور بچوں کی آبادی کا 13.29 فی صد ہے جس میں دیہی جسمانی معذور بچے 78.22 فی صد اور شہری علاقوں میں 21.77 فی صد ہے۔ جب کہ ذہنی معذور بچوں کی تعداد 595089 ہے جو جملہ معذور بچوں کی آبادی کا 7.96 فی صد حصہ ہے جس میں سے 70.85 فی صد ذہنی معذور بچے دیہی علاقوں میں اور 29.14 فی صد شہری علاقوں میں رہائش پذیر ہیں۔ ذہنی طور پر بیمار بچے 135781 ہے جو جملہ معذور بچوں کی آبادی کا 1.72 فی صد ہے جس میں 71.49 فی صد ذہنی بیمار بچے دیہی علاقوں میں اور 28.50 فی صد بچے شہری علاقوں میں رہتے ہیں۔ مزید یہ کہ ایک سے زائد معذور کیفیت کا شکار بچوں کی تعداد 678441 ہے جو جملہ معذور بچوں کی تعداد کا 8.63 فی صد ہے جس میں سے دیہی علاقوں میں رہنے والے بچے 73.85 فی صد اور شہری علاقوں میں 26.14 فی صد بچے زندگی گذار رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ایسے بچے جو دیگر معذورین میں شامل ہیں وہ تقریباً 21.87 فی صد ہیں۔

معذور بچوں سے متعلق اقدامات کا جائزہ لیا جائے تو بچوں کے حقوق سے متعلق عالمی کنونشن (UNCRC) کی دفعہ 23 کے تحت ممالک کو اس بات کا پابند بنایا گیا ہے کہ اپنے ملک میں شامل معذور بچوں کو تحفظ کا حق عطا کرے۔ ہندوستان نے بھی 1992 میں اس کنونشن پر دستخط کیا ہے۔ اس کے علاوہ معذورین کے حقوق سے متعلق عالمی کنونشن (UNCRPD) 2006 کی دفعہ 7 میں معذور بچوں کے تحفظ، ترقی اور مخصوص مراعات کی گنجائش رکھی گئی ہندوستان نے اس پر مارچ 2007 میں دستخط کئے۔ اس کے علاوہ ہندوستان کے دستور میں سماج کے تمام طبقوں کو مساوی حقوق و تحفظ فراہم کئے گئے بشمول معذورین کے۔

معذورین کے تحفظ اور ترقی کے لیے دفعہ 41 میں یہ گنجائش رکھی گئی ہے کہ مملکت اپنی معاشی گنجائش کے مطابق معذورین کی فلاح و بہبود کے لیے اقدامات انجام دیں۔ مابعد ذہنی معذورین سے متعلق عالمی سطح پر کنونشن اور کانفرنس کا انعقاد ہونے کی بدولت ہندوستان میں حکومت ہند نے ذہنی معذورین کی سماجی اور معاشی ترقی کے لیے قانون دماغی صحت 1987 میں منظور کیا۔ The Persons with Disabilities Act 1995 یہ قانون معذور افراد بشمول معذور بچوں کے مساوی مواقع، حقوق، تحفظ اور مکمل شراکت پر مشتمل تھا۔ یہ ایکٹ تقریباً تمام معذورین بشمول معذور بچوں کا سماجی، معاشی اور تعلیمی اقدامات کا مکمل احاطہ کرتا ہے جس میں نابینا، بینائی سے کمزور، قوت سماعت سے محروم، چلنے پھرنے سے معذور افراد اور دماغی طور پر کمزور یا بیمار لوگوں کو ہر طرح سے سماج سے جوڑنے کا جواز رکھا گیا ہے اس میں مرکزی و ریاستی کمیٹیوں کے تحت ان کے نظام کی بات کی گئی ہے جس میں سرکاری و غیر سرکاری ادارے شامل ہیں۔ اس ایکٹ کے دفعہ 28 یہ بتاتی ہے کہ حکومت ایسے آلات و تعلیمی اشیاء معذور بچوں کو فراہم کرتے ہوئے معذورین کی مدد کرے گی جس سے معذور افراد کو احساس کمتری یا احساس محرومی کا شکار نہ ہونا پڑے۔ دفعہ 29 میں معذور بچوں کی تربیت کے لیے اساتذہ کو تیار کرنا ان کو تربیت دینا ہے تاکہ معذور بچوں کو سمجھنے اور سمجھانے میں آسانی ہو سکے۔ مابعد معذورین سے متعلق قوانین کو عملی شکل دینے کے لیے 2006 میں معذورین سے متعلق قومی پالیسی کی تشکیل عمل میں آئی جس میں معذور بچوں کی فلاح و بہبود کی انجام دہی کے لیے مخصوص حکمت عملیاں شامل کی گئی۔ معذور بچوں کے لئے مربوط تعلیم کی اسکیم 1974 میں شروع کی گئی تھی تاکہ عام اسکولوں میں معذور بچوں کو تعلیمی مواقع فراہم کیے جاسکے اور انہیں تعلیمی نظام سے جوڑ سکے۔ اس اسکیم کے تحت معذور بچوں کی تعلیم کے لیے سو فی صد امداد فراہم کی جاتی ہے۔ یہ امداد ریاست

کے سرکاری وغیر سرکاری اداروں کو دی جاتی ہے جس میں کتابوں، یونیفارم، ٹرانسپورٹ الاؤنس، نابینا بچوں کے لیے ریڈرس، زیادہ معذور بچوں کے لیے محافظ الاؤنس، ہاسٹلس میں رہنے والے بچوں کے کھانے وغیرہ شامل ہیں۔اس کے علاوہ چند ایسے اہم قومی ادارے ہیں جو معذور بچوں کے لیے مخصوص مالی امداد، تعلیم، صحت عامہ کے خدمات، آلات اور تربیت فراہم کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ بچوں کے حقوق تحفظ اور ترقی سے متعلق اقدامات میں بھی معذور بچوں کو مدنظر رکھا گیا جیسے جوینائل جسٹس (بچوں کی نگہداشت اور تحفظ) ایکٹ 2000 میں معذور بچوں کو قانونی اقدامات کی رسائی کے لیے گنجائش رکھی گئی ہے اور ان کی نگہداشت اور تحفظ پر خاص توجہ مرکوز کی گئی۔2003 میں قومی چاٹر برائے اطفال تیار کیا گیا جس میں معذور بچوں کے تحفظ کے لیے ملک، سماج اور خاندان کے تئیں ذمہ داریوں کی وضاحت شامل ہیں۔ہندوستان میں بچوں کے تعلیم کے حق کو بنیادی حق دینے کے لیے قانون حق مفت اور لازمی تعلیم برائے اطفال 2009 بنایا گیا۔اس قانون میں معذور بچوں کی تعلیمی ضروریات کی تکمیل اور معیار تعلیم فراہم کرنے کے اقدامات کو شامل کیا جس کی بدولت 2009ء میں ہی Integrated Education Disabled Children پروگرام کو روبہ عمل لایا گیا۔ان قوانین کے علاوہ قومی پالیسی برائے اطفال 1974 میں بھی ایسے بچے جو جسمانی طور پر یا ذہنی طور پر معذور ہو ان کے لیے علاج، بازآبادکاری اور نگہداشت کی سہولتیں مہیا کرنے کی گنجائش رکھی گئی۔مزید یہ کہ بچوں سے متعلق اہم پروگرام جیسے بچوں کی ترقی پر مربوط اسکیم (ICDS) اور بچوں کے تحفظ پر مربوط اسکیم (ICPS) وغیرہ میں معذور بچوں کے تحفظ اور ترقی کے سرگرمیوں کو شامل کیا گیا۔

ہندوستان میں معذور بچوں کے مسائل

موجودہ دور میں عام انسان کی زندگی میں ہی کئی مسائل درپیش ہیں لیکن وہ افراد جو معذور ہو کر زندگی گذار رہے ہیں۔ان کے مسائل کا اندازہ لگانا ایک مشکل امر ہے چوں کہ ان کو اپنے کام کی انجام دہی کے لیے دوسروں پر انحصار کرنا پڑتا ہے یہ لوگ عام زندگی گذارنے سے قاصر ہوتے ہیں لیکن یہ مسئلہ اور بھی سنگین صورت حال اختیار کرلیتا ہے جب کوئی انسان بچہ ہونے کے ساتھ معذور بھی ہوتا ہے۔معذور بچے جو اپنی زندگی کے ابتدائی مرحلہ میں ہی ہوتے ہیں احساس کمتری، احسان مندی، مصیبت اور پریشانی جیسے خیالات ان کی سوچ میں اپنی جڑیں مضبوط کرنے لگتے ہیں۔سب سے پہلے ایک معذور بچہ اپنے خاندان کے افراد سے غیر ذمہ دارانہ رویہ کو محسوس کرتے ہوئے اپنی زندگی کو بوجھ سمجھنے لگتا ہے۔اکثر معذور بچوں کی پیدائش پر والدین و سرپرست سمجھتے ہیں کہ یہ بچے مستقبل میں راحت دینے کے بجائے خود پر بوجھ بن جائیں گے۔اس خوف کی بدولت سرپرست معذور بچوں کو نظر انداز کرتے ہیں اور ان کی شخصیت کے فروغ کے لیے درکار ضروریات سے غافل ہو کر ان کو خاندان کی سرگرمیوں سے علاحدہ کردیتے ہیں۔جبکہ یہی وہ زندگی کا اہم مرحلہ ہوتا ہے کہ ان معذور بچوں کی تکلیف کو سمجھے، ان کی شخصیت کو فروغ دینے والے عناصر کی نشاندہی کریں اور ان میں زندگی کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے زندگی سے محبت کرنا سکھائیں۔اس کے علاوہ ان معذور بچوں میں سماجی منفی سوچ کے اثرات بھی بہت مسائل کو پیدا کرتے ہیں۔اس کے بعد معذور بچوں کا سب سے بڑا مسئلہ تعلیم تک ان کی رسائی ہے اول تو یہ کہ معذور بچوں کے سرپرست ان کی تعلیم کی طرف زیادہ تر راغب نہیں ہوتے چونکہ ان بچوں کی صحت اور ضروریات کے اخراجات کو ہی برداشت کرنا مشکل ہوتا ہے اگر سرپرست تعلیم کی طرف راغب بھی ہوتے ہیں تو صرف بنیادی تعلیم ہی فراہم کر پاتے ہیں اس لیے ہندوستان میں صرف 3 فی صد معذور ہی اعلیٰ تعلیم تک پہنچ پاتے ہیں۔اس کے علاوہ اسکولوں میں معذور بچوں کو تربیت دینے والے استاذوں میں تربیت کی کمی ہونا، مخصوص آلات و سامان کی کمی اور خستہ حالت کی بدولت بھی معذور بچے تعلیم کی طرف راغب نہیں ہوتے۔

یونیسیف کی جانب سے 2011 میں شائع کردہ رپورٹ Global Initiativeon Out of School Children کے مطابق ترقی یافتہ ممالک میں 90 فی صد معذور بچے ایسے ہیں جو اسکول سے باہر ہے۔اس طرح اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ کے مطابق ہندوستان میں معذور بچوں کی جملہ تعداد میں سے تقریباً 39 فی صد معذور بچے اسکول سے باہر ہیں اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ تعلیمی قوانین، پالیسی اور پروگراموں میں معذور بچوں کے مسائل کا مکمل احاطہ نہیں کیا گیا۔

ہندوستان میں موجود معذور بچوں کی آبادی میں سے 71 فی صد معذور بچے دیہی علاقوں میں رہائش پذیر ہیں جس کی ایک وجہ یہ ہے کہ ان دیہی علاقوں میں طبی سہولتیں جیسے دواخانوں اور ادویات کی بروقت عدم دستیابی ہے۔اس کے علاوہ ہندوستان میں معذور بچوں کا معاشی استحصال اور جنسی استحصال بھی بڑے پیمانے پر کیا جاتا ہے جو تشویشناک ہے۔

اس طرح ہندوستان میں معذور بچوں سے متعلق شماریاتی اور عملی مسائل پر نظر ثانی کرنے کے بعد قابل غور بات یہ ہیکہ معذور بچوں کا دوہرا استحصال کیا جارہا ہے ایک بچہ ہونے کی بنیاد پر دوسرا معذور ہونے کی بنیاد پر جو ایک قابل غور فکر ہے۔معذورین سے متعلق سابق وزیراعظم اندرا پریادرشنی گاندھی نے معذوروں کے لیے ایک صحیح اور واضح جملہ کو ادا کیا جو یہ ہے ''معذور افراد ہمدردی کے نہیں بلکہ دوسروں کے برابر مساوات کے حقدار ہیں''۔

معذور بچوں کی اصلاح اور ترقی کے لیے سب سے پہلے ان کے خاندان کے افراد کی کونسلنگ کی جائے۔ان میں اس بات کا احساس پیدا کیا جائے کہ بروقت معذور بچوں کی ضروریات کی تکمیل سے وہ خود اختیار اور با شعور بنتے ہیں نہ کہ ان کے لیے بوجھ بنتے ہیں۔ہندوستان میں صحت عامہ کے فقدان کی بدولت بھی معذور بچوں کی تعداد میں اضافہ دیکھا جارہا ہے اور تعلیمی سرگرمیوں میں معذور بچوں کے مکمل تعلیمی مسائل کا احاطہ نہیں کیا جارہا ہے جس کی بدولت معذور بچے تعلیم سے دور ہوتے جارہے ہیں، اس لیے ہندوستان کی حکومت کو چاہیے کہ اپنی منصوبہ بند ترقی میں معذور بچوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے اور ان کو خود مختار بنانے کے لیے خصوصی مراعات شامل کیے جائے چوں کہ عام بچے ہو یا معذور بچے یہ ملک کے مستقبل ہوتے ہیں۔

☆☆☆

تائبہ تسکین

معذور افراد اور ہماری ذمہ داریاں

دنیا کی عظیم شخصیات جیسے اسحاق نیوٹن، چارلس ڈارون اور البرٹ آئن اسٹائن یہ سبھی لوگ معذور تھے، یہ لوگ آٹزم جیسے مرض کے شکار تھے۔ بیتھاون سماعت سے محروم تھے۔ملٹن جیسے عظیم شاعر بینائی سے معذور تھے، بائرن نے دنیا کو بہترین شعری تخلیقات عطا کیں۔ اسی طرح اسٹیفن ہاکنگ بھی ایک عظیم سائنس داں ہونے کے کے ساتھ ساتھ معذور ہیں۔ معذوری ان عظیم شخصیات پر کبھی حاوی نہ ہوسکیں۔ ان کے عزم وولولے نے جو کارہائے نمایاں انجام دینے میں مدد کی وہ دنیا کے سامنے اظہر من الشمس ہے۔لیکن ان تمام باتوں سے یہ تاثر ہرگز نہیں ابھرنا چاہئے کہ معذوری سماج کے لئے مسئلہ نہیں ہے۔

معذوری کئی طرح سے ہوسکتی ہے۔ معذوری صرف ٹانگ، ہاتھ یا پیر یا سماعت سے محروم ہی کا نام نہیں ہے بلکہ معذوری کا تعلق ذہن سے بھی ہے۔اس کے علاوہ معذوری کی نوعیت مختصر مدتی یا طویل مدتی ہوسکتی ہے۔ کچھ قسم کی معذوریوں کی نوعیت مستقبل ہوسکتی ہے۔

معذوری کی سب سے زیادہ قابل قبول اور عمدہ تعریف اقوام متحدہ کی قرارداد (یواین سی آر پی ڈی) میں دی گئی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ''معذور افراد وہ لوگ ہیں جو طویل مدتی جسمانی، ذہنی، دماغی یا حواسی خلل میں مبتلا ہیں۔ جس کی وجہ سے دوسرے لوگوں کے ساتھ مساوی بنیاد پر سماج میں ان کی بھرپور اور موثر شرکت میں روکاوٹ آسکتی ہے۔''

بیمار، معمر اور معذور افراد کی دیکھ بھال کرنا اور ان کی فکر کرنا ہمیشہ ہی ہندوستانی تہذیب اور روایت کا حصہ رہا ہے۔ تاہم پرانے زمانے میں ایک بڑے طبقے کے نزدیک معذوری کو اس سے پہلے کی زندگیوں میں کئے گئے بداعمالیوں کی ایک سزا سمجھا جاتا تھا۔لیکن اب یہ بات تسلیم کی جاتی ہے کہ معذوری کی ایک اہم وجہ اس ماحول کے انتظام میں کمیاں ہیں جس میں ہم رہتے ہیں۔ اگر ہم اس ماحول کی بہتری کے لئے کام کرتے ہیں تو معذوری میں کمی لائی جاسکتی ہے۔

ہندوستانی آئین میں تمام شہریوں کو مساوات کی ضمانت دی گئی ہے۔لیکن زمینی حقیقت اسکے برعکس ہے۔ معذور افراد سماجی، نفسیاتی اور تہذیبی وجوہات کی بنا پر تفریق، بے توجہی اور بدنامی کا سامنا کررہے ہیں، تفریق کی وجہ سے معذور افراد کی تکلیفوں میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے۔عام لوگوں کی سمجھ اور رجحانات کی وجہ سے معذور افراد کی صلاحیتوں اور قوتوں کا کم اندازہ لگایا جاتا ہے جس کی وجہ سے کم حصولیابی کا غلط سلسلہ چلتا ہے، جس کے نتیجے میں ان کے اندر احساس کمتری پیدا ہوتی ہے جوان کے نشوونما کو مزید نقصان پہنچاتا ہے۔معذوری کے بارے میں غلط مفروضات اور غلط تصورات سے لڑنے کی وجہ سے ہمیں معذور افراد کی تکلیفوں کو سمجھنے میں عرصہ لگا۔

معذوری کو اس سے پہلے ایک طبی مسئلہ سمجھا جاتا تھا اور یہ سمجھا جاتا تھا کہ اس سے صرف ڈاکٹر ہی نمٹ سکتے ہیں۔آج اس طبی ماڈل کی جگہ ترقیاتی اور سماجی ماڈل لایا جارہا ہے۔ ماضی میں تعلیم، روزگار، عمارتوں، ٹرانسپورٹوں اور اطلاعاتی نظاموں تک رسائی حاصل کرنا معذور افراد کے لئے مشکل اور دشوار گذار رہا ہے۔معذور افراد کے لئے یکساں مواقع، ان کے حقوق کے تحفظ اور ان کی بھرپور شرکت سے متعلق قانون 1995 نیز یواین سی آر پی ڈی معذور افراد کو یہ چیزیں دستیاب کرنے کی غرض سے وضع کئے گئے ہیں۔تاہم مختلف سرگرم افراد نے معذور کے مساوی حقوق کو یقینی بنانے کی غرض سے مختلف حقوق کی ضمانت دینے کے لئے حکومتوں اور سوسائٹیوں کو راہیں دکھائیں ہیں۔

ہندوستان میں معذور افراد کی تعداد دو کروڑ انیس لاکھ ہے جس میں دیکھنے، سننے، چلنے پھرنے سے متعلق معذور افراد شامل ہیں۔ مردم شماری کے اعداد وشمار سے پتہ چلتا ہے کہ 75 فی صد معذور افراد دیہی علاقوں میں رہتے ہیں۔ 49 فی صد معذور افراد ناخواندہ ہیں اور صرف 34 فی صد معذور افراد برسرروزگار ہیں۔نمونہ جاتی سروے سے متعلق نیشنل آرگنائزیشن (این ایس ایس او) کے ذریعہ 2002 میں جمع کردہ اعداد وشمار سے پتہ چلتا ہے کہ معذور لوگوں کی تعداد ایک کروڑ 85 لاکھ ہے۔

ایسا سماج جو معذور افراد کے مسائل سے متعلق

ایف۔181، II فلور، شاہین باغ، جامعہ نگر، نئی دہلی۔110025

بیدار ہوتا ہے اس سماج کو بہترین سماج تصور کیا جاتا ہے کیونکہ معذور افراد سے نہ صرف معذور فرد اور کنبے پر بلکہ سماج اور ملک پر بھی اثر پڑتا ہے۔ مطالعات سے پتہ چلتا ہے کہ ترقیاتی عمل میں معذور افراد کی عدم شمولیت کے متعدد مضمرات ہیں کیوں کہ معذوری کی وجہ سے ان کی دیکھ بھال کرنے والے لوگوں کی آمدنی پر اس کا اثر پڑتا ہے اور ان کے اخراجات بڑھ جاتے ہیں اور سماجی طور سے اس کا اثر یہ پڑتا ہے کہ جس سے متعلق یہ معذور افراد ہوتے ہیں ان کی سماجی حصہ داری محدود ہوجاتی ہے۔ دوسرے لوگوں سے ان کا ملنا جلنا کم ہوجاتا ہے، معذوروں کی وجہ سے ان کا کنبہ اکثر کافی الگ تھلگ ہوکر رہ جاتے ہیں۔ نیز انہیں غیر معذور لوگوں کے مقابلہ میں زیادہ غریبی اور محرومی سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ پائیدار ترقی کی متعلقہ حکمت عملیوں کے ایک لازمی جزو کے طور پر معذوری سے متعلق امور کو اصل دھارے میں لانے کی اہمیت پر زور دینے کے لئے ان کو تیزی سے بااختیار بنانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

ہمارے ملکی آئین میں کسی تفریق کے بغیر معذور لوگوں سمیت ملک کے تمام شہریوں کی مساوات اور آزادی، ان کے وقار اور ان کے ساتھ انصاف کی یقین دہانی کرائی گئی ہے۔ جس کا مفہوم تمام لوگوں کے لئے شمولیت پر مبنی ایک سماج ہے۔ ہندوستان کے آئین کی دفعہ 41 میں جس کا تعلق کام کرنے، تعلیم حاصل کرنے اور کچھ معاملات میں سرکاری امداد کے حق سے ہے، کہا گیا ہے کہ مملکت اپنی اقتصادی گنجائش اور ترقی کی حدود کے اندر بے روزگاری، بڑھاپے، بیماری اور معذوری کے معاملات میں نیز ناواجب حاجت کے دیگر معاملات میں سرکاری امداد کے حق کے حصول کے لئے موثر اہتمام کرے گی۔

معذوری زیادہ تر ایک ریاستی موضوع ہے۔ ''معذور اور ناقابل روزگار لوگوں کو راحت'' کا ذکر آئین کے ساتویں باب میں ہے۔ ''فہرست 11'' (ریاستی فہرست میں نمبر شمار۔ 9'' پر درج کیا گیا ہے۔'' معذوری کا ذکر اس انداز میں آئین کے گیارہویں اور بارہویں باب میں (پنچایتوں اور میونسپلٹیوں سے متعلق) میں بھی کیا گیا ہے۔ گیارہواں باب: اندراج نمبر 26: ''جسمانی اور ذہنی طور سے معذور لوگوں کی بہبود سمیت سماجی بہبود اور بارہواں باب: اندراج نمبر 9: ''جسمانی اور ذہنی طور سے معذور لوگوں سمیت سماج کے کمزور طبقوں کا تحفظ کرنا۔''

معذور افراد کو بااختیار بنانے کے سلسلے میں حکومت ہند کے پختہ عہد کے پیش نظر معذوری سے متعلق امور کا محکمہ سماجی انصاف اور بااختیار بنانے کی وزارت کے تحت مئی 2012 میں قائم کیا گیا ہے تاکہ ان کے متعلق پالیسی اور اس پر عمل درآمد پر زیادہ سے زیادہ توجہ مرکوز کی جائے۔

مرکزی حکومت اور ریاستی حکومتوں کے لئے سب سے بڑا چیلنج معذور افراد کے لئے رسائی، شمولیت اور انہیں بااختیار بنانا ایک ایسا ہدف ہے جس کے لئے نجی سیکٹروں کو بھی بڑھ چڑھ کر اپنی حصہ داری دینی ہوگی تب ہی یہ ملک اپنے مقاصد کو حاصل کرسکتا ہے۔ اگرچہ راستہ ناہموار ہے لیکن ہماری اجتماعی کوششیں ہوتی ہیں تو ہم اپنے مقصد کو جلد حاصل کرسکتے ہیں۔

معذور افراد سے متعلق قومی پالیسی 2006 میں اس حقیقت کو تسلیم کیا گیا ہے کہ وہ ملک کا ایک بیش قیمت انسانی وسیلہ ہیں۔ اس پالیسی کا مقصد ایک ایسا ماحول پیدا کرنا ہے جس سے انہیں مساوی مواقع، ان کے حقوق کا تحفظ اور سماج میں بھرپور شراکت داری ہو، یہ پالیسی تمام افراد کو مساوات اور آزادی، ان کے ساتھ انصاف اور ان کے وقار کی بنیادی اصولوں کے مطابق جو آئین میں شامل ہے۔ اس پالیسی میں یہ باتیں بھی تسلیم کی گئی ہے کہ اگر معذور افراد کو مساوی مواقع ملیں اور بازآبادکاری کے اقدامات تک ان کی موثر رسائی ہو تو ان کی اکثریت ایک بہتر زندگی گذار سکتی ہے۔ چونکہ یہ بات تسلیم کی جاتی ہے کہ بہتر ماحول پیدا کرنے سے معذور کے احساس کو کم کیا جاسکتا ہے، اس لئے مرکزی حکومت نے ایک منصوبہ بند انداز میں اس شعبے میں متعدد اقدامات شروع کئے ہیں جیسے:

(الف) دین دیال معذور افراد بازآبادکاری اسکیم (ڈی ڈی آر ایس)

(ب) امدادی سازوسامان اور آلات کی خریدار، فٹنگ کے لئے معذور افراد کو امداد دینے کی اسکیم (اے ڈی آئی پی اسکیم)

(ج) معذور افراد سے متعلق قانون پر عمل درآمد کے لئے اسکیم (ایس آئی پی ڈی اے)

(د) معذور افراد کو روزگار فراہم کرنے کے سلسلے میں نجی شعبے کے آجرین کو ترغیب دینے کی اسکیم

(ہ) قومی ٹرسٹ اور ٹرسٹ فنڈ کے تحت معذور طلبہ کے لئے وظیفہ کی قومی اسکیم

(و) راجیو گاندھی قومی فیلوشپ کے نام سے اسکیم یکم اپریل 2012 کو شروع کی گئی ہے کہ معذور طلبہ ایم فل/پی ایچ ڈی کورسیز کرسکیں۔

ہندوستان نے بھی معذور افراد کے حقوق کے بارے میں اقوام متحدہ کی قرارداد پر دستخط کئے ہیں۔

مرکزی حکومت اور ریاستی حکومتوں کے لئے سب سے بڑا چیلنج معذور افراد کے لئے رسائی، شمولیت اور انہیں بااختیار بنانا ایک ایسا ہدف ہے جس کے لئے نجی سیکٹروں کو بھی بڑھ چڑھ کر اپنی حصہ داری دینی ہوگی تب ہی یہ ملک اپنے مقاصد کو حاصل کرسکتا ہے۔ اگرچہ راستہ ناہموار ہے لیکن ہماری اجتماعی کوششیں ہوتی ہیں تو ہم اپنے مقصد کو جلد حاصل کرسکتے ہیں۔

☆☆☆

رسائل و جرائد

☆ممبئی سے شاداب رشید کی ادارت میں شائع ہونے والا سہ ماہی مجلّہ **نیا ورق** 46 افسانے، یادرفتگاں گوشہ یعقوب راہی، منظومات اور غزلوں وغیرہ سے آراستہ ہے۔ زیر نظر شمارہ انتظار حسین، عابد سہیل، ندا فاضلی، زبیر رضوی کو منسوب کیا گیا ہے۔ نیا ورق کی روایت رہی ہے کہ ہر شمارہ کسی نہ کسی شخصیت کے نام معنون ہوتا ہے۔ کتابوں کو تو کسی کے نام منسوب کرنے کی روایت رہی ہے لیکن بانی ایڈیٹر ساجد رشید نے اس کی توسیع کرتے ہوئے اپنے رسالہ میں بھی اس روایت کو اپنایا۔ عموماً انتسابی صفحات پر ایسی شخصیات کا انتخاب کیا جاتا ہے جنہوں نے کسی نہ کسی شعبہ میں کارہائے نمایاں انجام دیا ہو۔ اس سلسلے میں مدیر لکھتے ہیں: ''نیا ورق میں انتساب کا صفحہ بناتے وقت اکثر دل گرفتہ ہو جاتا ہے کہ کیسے ہمارے اکابرین ایک ایک کر کے اٹھتے جا رہے ہیں لیکن اس بار کیفیت دو چند ہوگئی جب ایک کے بعد ایک ہمارے چار اہم اور مقبول ادیب بہت مختصر مدت میں ہم سے جدا ہوگئے۔ ایک وقت تھا جب عابد سہیل اور انتظار حسین جیسے ادیبوں کے نام سے ہمارا سینہ پھول جاتا تھا کہ اردو زبان میں ایسے ادیب موجود ہیں مگر پچھلے مہینے دونوں کی اچانک موت نے پوری اردو دنیا کی آنکھوں کو نم کر دیا۔ ابھی ان دو افسانہ نگاروں کے غم میں بھیگی آنکھیں خشک بھی نہ ہوئی تھیں کہ ندا فاضلی اور زبیر رضوی بھی ہم سے بچھڑ گئے۔ اسی لئے اس بار انتساب کا صفحہ ترتیب دیتے وقت میرے لئے مشکل یہ پیدا ہوگئی کہ ایک ہی صفحہ پر ان چاروں محترم ہستیوں کو کیسے خراج عقیدت پیش کی جائے۔ یہ دو افسانہ نگار، دو شاعر ہمارے عہد کا معتبر نام تھے۔ ان کی خدمات کا اعتراف ناگزیر ہے۔ ان کے جانے سے اردو ادب میں ایسا خلا پیدا ہوگیا ہے جس کو پر کرنا ناممکن ہے۔ یہ سچ ہے کہ دنیا کا کاروبار کبھی رکا نہیں رہا مگر کسی کا متبادل بھی پیش نہیں کر سکا۔ یہ تمام ادیب اور ان جیسے وہ دوسرے ادباء جو آج ہمارے بیچ موجود نہیں ہیں، کسی نہ کسی طرح سے زبان و ادب کی خدمت کرتے آئے تھے۔ ان کے گزرنے کے بعد نہ صرف ادب کا نقصان ہوا ہے بلکہ ان کی خالی جگہ کو پر کرنے والے بھی نظر نہیں آتے۔ یہ بہت سنگین صورت حال ہے اور اس سے ہماری زبان کی بقا کا بھی سوال بھی اٹھ کھڑا ہوا ہے''۔ شاداب رشید نے اداریہ میں حالیہ دنوں میں فوت ہو جانے والی اردو کی ان عظیم شخصیات کا بڑے جذباتی انداز میں ذکر کیا ہے۔ یہ سچ ہے کہ ان شخصیات کے چلے جانے کے بعد اردو کا جو ناقابل تلافی خسارہ ہوا ہے، اس کو پر کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ یہ بتاتے چلیں کہ عابد سہیل 27 جنوری، انتظار حسین 2 فروری، ندا فاضلی 8 فروری اور زبیر رضوی 20 فروری کو اس جہان فانی سے کوچ کر گئے۔ بہرحال اب نظر ڈالتے ہیں رسالہ کے مشمولات پر۔ افسانوں کے کالم میں مظہر الحق کا افسانہ 'کم ذات' حنوط کی دیوار (اقبال مجید) خار مغیلاں پر قدم (ذکیہ مشہدی) بڑا بابو چھوٹا بابو (جاوید صدیقی) چربی (فاروق خالد) اور عادل فراز کا افسانہ رذیل پیش کیا گیا ہے۔ اسی طرح یاد رفتگاں کے کالم میں اکیسویں صدی میں ہمارا ادب (انتظار حسین) انتظار حسین کی ناول نگاری۔ ایک عمومی جائزہ (آصف فرخی) عابد سہیل: ایک منفرد افسانہ نگار (شارب ردولوی) اور جو یاد رہا کو میں نے پڑھا (صادقہ نواب سحر) کے تاثرات کو جگہ دی گئی ہے۔ گوشہ یعقوب راہی میں عبدالاحد ساز، الیاس شوقی، م۔ ناگ، اطہر عزیز، وقار قادری، عبدالغنی خان، ہردئیس مین یعقوب راہی کی شخصیت اور فن پر گفتگو کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ نیا ورق کے دیگر کالم بھی اچھے ہیں۔

☆**اردو بک ریویو** کا تازہ شمارہ (جنوری، فروری، مارچ 2016) حسب سابق مختلف کتابوں کے تبصروں اور نئی کتابوں کی معلومات کے ساتھ منظر عام پر آیا ہے۔ اس رسالہ کی خاص بات یہ ہے کہ کتابوں کا تعارف کراتے ہوئے اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ یوں ہی مصنف کی تعریف نہ کی جائے بلکہ حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے قاری کو کتاب کے مشمولات سے آگاہ کر دیا جائے۔ سیر حاصل تبصروں کا مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ تبصرہ نہیں بلکہ مضمون کی شکل اختیار کر گئے ہیں۔ یہ دقت طلب کام ہے لیکن ادارہ اس نہج کو اپنائے ہوئے ہے۔ اردو بک ریویو صرف اردو کتابوں پر ہی نہیں، بلکہ انگلش اور ہندی کتابوں کو بھی اس میں جگہ دیتا ہے۔ زیر نظر شمارہ کے ٹائیٹل پر نئی آنے والی کئی کتابوں مثلاً اردو کے فروغ میں غیر مسلم قلم کاروں کا کردار، کفایت شعاری و شکر گزاری، رسالہ حشر، ہندو بھائی کون ہیں؟ رہنمائے شباب اور اخوت اور محبت وغیرہ کی تصاویر دی گئی ہیں۔ رسالہ کے مدیر محمد عارف اقبال نے ادارہ میں 'یوم مادری زبان' کے عنوان سے لکھا ہے ''اردو سے رغبت کم ہونے یا معدوم ہونے کی ایک بڑی وجہ اردو کو تعلیمی اداروں سے بے دخل کر دینا ہے۔ اس ضمن میں شمالی ہندوستان کے اہل اردو نے گزشتہ ساٹھ برسوں میں ایسی مجرمانہ غفلت اور

کوتاہی کا ثبوت دیا جس کے کڑوے کسیلے پھل اب پیدا ہورہے ہیں۔شمالی ہندوستان کے اردو میڈیم سرکاری و نیم سرکاری اسکولوں کے بیشتر اساتذہ اردو ذریعہ تعلیم سے وابستہ طلبا کے کیریئر سے کھلواڑ کرتے رہے، جس کے سبب بعض طلبا نے تعلیم سے منہ موڑ لیا اور اکثر طلبا کے تعلیم یافتہ والدین نے اپنے بچوں کے تعلیمی کیریئر کو محفوظ کرنے کے لئے انہیں انگریزی میڈیم اسکولوں کے سپرد کردیا۔ایک زمانے میں تعلیم یافتہ اور مالی طور پر آسودہ گھرانوں کے بچے بھی سرکاری یا نیم سرکاری اردو میڈیم اسکولوں میں زیر تعلیم ہوا کرتے تھے۔رفتہ رفتہ اردو میڈیم اسکولوں کا معیار اس قدر پست ہوگیا کہ وہاں صرف پسماندہ طبقے کے بچے ہی رہ گئے۔ اس کے بعد اردو مخالف عناصر حکومت کی سطح پر اردو کے زوال کے مزید منصوبے بنانے لگے۔ یہ کام اتنی چالاکی اور جمہوری طریقے سے انجام دیا گیا کہ اہل اردو ہی اردو سے کترانے لگے۔عوام میں اردو کی تعریف و توصیف بھی ہوتی رہی اور اردو کی جڑوں کو کمزور بھی کیا جاتا رہا۔ایسا لگتا ہے کہ اس کام میں اردو سے دشمنی رکھنے والوں کے سب سے زیادہ معاون اردو کے بیشتر اساتذہ، ادبا اور شعراء رہے اور یہ کھیل آج بھی جاری ہے۔ایسی صورت میں نئی نسل کے طرز عمل اور اردو کے ساتھ اس کے کمزور تعلق پر تنقید کرتے رہنا تاریخی غلطی ہوگی۔ اردو سے محبت رکھنے والی نئی نسل تو قابل تعریف ہے کہ اردو ادب بھی اس کی مادری زبان ہے۔اس وقت اردو کے مٹھی بھر مخلص دانشوروں اور بیدار مغز ادیبوں کو دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے اردو زبان و ادب کے ارتقا اور اس کے عصری تقاضوں پر خاص توجہ مرکوز کرنی چاہئے''۔انہوں نے اردو کی ترویج کا مشورہ دیتے ہوئے لکھا کہ ''یہ وقت کا تقاضا ہے کہ انگریزی ادب کی طرح اردو ادب میں بھی کلاسیکی اور جدید ادب کے درمیان واضح خط امتیاز کھینچ دیا جائے۔نئی نسل کو اس تخلیقی ادب سے باضابطہ روشناس کرایا جائے جس میں جنگ عظیم دوم کے بعد نئے تجربے کئے گئے اور اہل اردو کی اکثریت نے اس کا تہہ سے دل سے استقبال کیا۔اس نے غیر اردو داں طبقے کو بھی اردو سیکھنے اور پڑھنے پر مجبور کیا۔ میری مراد اردو دنیا کے لاثانی ادیب ابن صفی کے تخلیقی ادب سے ہے۔ یہ تخلیقی ادب اپنے فن، عصری تقاضے، مکالماتی اسلوب اور ابلاغ و ترسیل کے اعتبار سے مثالی ادب کی حیثیت رکھتا ہے۔ابن صفی نے بیسویں صدی میں اکیسویں صدی کے لئے ایسا پرکشش ادب تخلیق کیا جس میں عصر حاضر کی تمام خصوصیات پائی جاتی ہے۔اس وقت یہ بھی ناگزیر ہے کہ اردو زبان و ادب کی ایک مکمل عصری لغت تیار کی جائے جس میں عصری تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے کم سے کم ہر دو سال کے وقفے سے اپ ڈیٹ کرنے کا بھی نظم کیا جائے۔اس عظیم کام کو قومی اردو کونسل برائے فروغ اردو زبان (این سی پی یو ایل) بجا طور سے انجام دے سکتی ہے۔ملک میں اردو کی حقیقی ترقی کے لئے قومی اردو کونسل اس کا استحقاق بھی رکھتی ہے۔قومی کونسل کا یہ کام اردو سے وابستہ نئی نسل پر عظیم احسان ہوگا''۔اردو بک ریویو اس لحاظ سے دلچسپ ہے کہ اس میں نئے پی ایچ ڈی اور ایم فل کرنے والوں کے بارے میں معلومات دی جاتی ہیں۔ وفیات کا کالم اچھا ہے۔ اس میں جدا ہونے والی اہم شخصیات کے بارے میں جانکاری ملتی ہے۔اس کے علاوہ دیگر کالم میں بھی لائق مطالعہ ہیں۔یہ مدیر محترم کی محنت شاقہ اور اردو کے تئیں جنون کا نتیجہ ہی ہے کہ خسارہ کے باوجود رسالہ کو وہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔اس کے لئے وہ یقیناً مبارکباد کے مستحق ہیں۔

☆**آجکل** کا تازہ شمارہ (اپریل 2016)

حسب سابق یادرفتگاں، مقالات، کہانیاں، غزلوں، نظموں اور تبصروں پر مشتمل ہے۔نشانت پٹیل کا تزئین کردہ سرورق انتہائی خوب صورت ہے۔ اداریہ میں مدیر ڈاکٹر ابرار رحمانی نے اردو ادب کی متعدد اہم ہستیوں کے گزر جانے پر رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''انتظار حسین ہوں، عابد سہیل ہوں یا ندا فاضلی اور زبیر رضوی یا یہ کہ محی الدین نواب۔ ان سبھی نے اپنی طبعی عمر کو پہنچ کر ہی آنکھیں بند کیں۔انہوں نے اپنی زندگی کو بھرپور جیا ہے۔ان کے جانے کا ہمیں غم تو ہے لیکن شاہد انور کے گزر جانے کا غم حد سے سوا ہے:

پھول تو دو دن بہار جاں فزا دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

میرا انتہائی پیارا دوست اور بھائی شاہد انور ایسا ہی ایک غنچہ تھا جس کے مرجھا جانے کا ہمیں غم رہے گا۔ہم دونوں ایک عرصہ سے ایک دوسرے کے دوست اور خیرخواہ رہے تھے۔ جب 1986 میں ہم اپنے پانچ دوستوں کے ساتھ مل کر اپنا ایک سہ ماہی رسالہ 'پیش رو' نکال رہے تھے اور ہمارے اس کام میں یونیورسٹی کے اندر ہمارے اساتذہ کے علاوہ ہمارے بہت سے احباب ہمارا ساتھ دے رہے تھے۔ دامے درمے، قدمے اور سخنے۔ جے این یو کے باہر سے ہماری مدد کرنے اور اپنے قیمتی مشوروں سے نوازنے میں شاہد انور پیش پیش رہے۔وہ نہ صرف اپنے مشوروں سے نوازتے تھے بلکہ ضرورت کے وقت اپنی جیب بھی ڈھیلی کرتے تھے اور یہ کام وہ بے قیل و قال انتہائی خوش دلی سے کرتے تھے۔اس معاملے میں وہ بے غرض اور بے لوث تھے۔ یہی نہیں وہ زندگی کے ہر شعبہ میں اپنی خدمات پیش کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔وہ مزید لکھتے ہیں: شاہد انور اردو کے ایک اچھے ادیب اور ڈرامہ نگار کے طور پر مشہور تھے۔وہ اکثر شام کو دفتر سے نکل کر سیدھا منڈی ہاؤس پہنچتے تھے۔میرا خیال ہے کہ منڈی ہاؤس میں نصیر الدین شاہ کے بعد شاہد انور ہی وہاں زیادہ طور پر نظر آتے تھے۔آخر میں وہ لکھتے ہیں: سنیما، ٹی وی اور انٹرنیٹ کے اس دور میں اسٹیج ڈرامہ یا نکڑ ناٹک سے دلچسپی یقیناً کسی مجنوں کا شوق اور گھاٹے کا سودا ہی کہا جاسکتا ہے۔ بے شک شاہد انور ایک ایسا ہی مجنوں تھا۔ہم انہیں سلام کرتے ہیں۔یقیناً شاہد انور جیسے ادیب اور ڈرامہ نگار کا یوں اچانک ہم سے جدا ہوجانا انتہائی باعث رنج و الم ہے۔حق مغفرت کرے بڑا آزاد بندہ تھا۔اب نظر ڈالتے ہیں رسالہ کے مشمولات پر۔ یادرفتگاں میں مظفر حسین، احمد جاوید، شاہد ماہلی، صدر عالم گوہر، محمد عارف اقبال، عبدالصمد اور اطہر صدیقی کے مضامین کو جگہ دی گئی ہے۔ مقالات میں خلیق الزماں، روبینہ تبسم اور ڈاکٹر معین الدین شاہین نے اپنے زور قلم کا مظاہرہ کیا ہے۔ڈاکٹر شائستہ فاخری، ایم مبین الدین، تنویر اختر رومانی کی کہانیاں اچھی ہیں۔مختصراً یہ کہ آجکل کے جملہ مشمولات اچھے ہیں۔امید کی جاتی ہے کہ آئندہ بھی انتخاب مضامین کا یہ سلسلہ یوں ہی برقرار رہے گا۔

-نسیم الدین

بڑھتے قدم

وزیراعظم نریندر مودی کا دورۂ سعودی عرب، متعدد معاہدوں پر دستخط

☆ دنیا کی دو مقدس ترین مساجد کے نگراں، واجب الاحترام شاہ سلمان بن عبدالعزیز السعود کی دعوت پر وزیراعظم ہند جناب نریندر مودی نے دو، تین اپریل 2016 کو مملکت سعودی عربیہ کا دو روزہ کیا۔ دونوں مقدس ترین مساجد کے نگراں عزت مآب شاہ سلمان بن عبدالعزیز نے تین اپریل 2016 کو قصر شاہی میں وزیر اعظم جناب نریندر مودی کا خیر مقدم کیا۔ اس موقع پر دونوں لیڈروں نے ہند اور سعودی عرب کو مضبوط دوستی کی ڈور سے باندھنے والے جذبے کے ساتھ تبادلہ خیال کیا۔ اپنے سعودی ہم منصب عزت مآب ولی عہد شہزادہ محمد بن نائف بن عبدالعزیز السعود، نائب وزیراعظم اور داخلی سلامتی کے سعودی وزیر اور شاہزادہ محمد بن سلمان بن عبدالعزیز السعود، نائب ولی عہد، نائب وزیراعظم اور وزارت دفاع سے تفصیلی ملاقاتیں کیں۔ اس کے ساتھ ہی وزیراعظم نے سعودی وزیر خارجہ، وزیر صحت اور سعودی عرب کے آرامکو کے ایگزیکٹو بورڈ کے چیئرمین سے بھی گفتگو کی۔ عزت مآب شاہ سلمان بن عبدالعزیز اور وزیر اعظم جناب نریندر مودی نے اپنے مذاکرات کے دوران باہمی مفاد کے متعدد باہمی اور علاقائی امور پر تبادلہ خیال کیا۔ اس موقع پر دونوں لیڈروں نے نمو پذیر معاشی شراکت داری، ہمہ جہت باہمی تعاون اور عوام سے عوام کے فعال رابطے کے ذریعہ قائم ہونے والے پائیدار باہمی تعلقات اور دونوں ملکوں کی مشترکہ تاریخ میں گہرائی کے ساتھ وابستہ مراسم کو مزید قریبی اور دوستانہ بنائے جانے پر زور دیا۔ دونوں محترم لیڈروں نے خیر سگالی کی فضا میں تعمیری تبادلہ خیال کیا جس سے ایک دوسرے کو درپیش خطرات کے تناظر کو محسوس کرنے اور باہمی افہام وتفہیم پر گفتگو کی اور خلیج کے خطے اور برصغیر ہند میں استحکام وسلامتی کے قیام کے قریبی باہمی رابطوں پر بھی گفتگو کی اور اس خطے کے ممالک کی ترقی کے لئے پرامن اور محفوظ فضا کو سازگار کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔

ان مذاکرات کے دوران دو مقدس مساجد کے نگراں واجب الاحترام شاہ سلمان بن عبدالعزیز نے ہندوستانی معیشت میں حالیہ نمو کی ستائش کی اور ہندوستان کے مستقبل کے لئے وزیر اعظم کے خوابوں کی کھل کر تعریف کی اور وزیراعظم کے 'اسٹارٹ اپ انڈیا'، 'میک ان انڈیا'، 'اسمارٹ سٹی'، ''کلین انڈیا' جیسے اہم اقدامات کی بھی ستائش کرتے ہوئے کہا کہ یہ تمام اقدامات ہندوستان کی معیشت کی نمو کے لئے مثبت طاقت کی حیثیت رکھتے ہیں۔

دونوں لیڈروں نے ہند۔سعودی عرب تعلقات کو مضبوط اور معنی خیز بنانے والے عوام سے عوام کے رابطے اور باہمی تبادلے، افرادی طاقت، دفاع، سلامتی، معاشی اور سیاسی تعلقات میں حال کے دنوں میں آنے والی کامیاب تبدیلیوں کی ستائش کی۔ اس کے ساتھ ہی دونوں لیڈروں نے دہلی اعلامیہ دورہ 2006 اور ریاض اعلامیہ 2010 کو انتہائی اہم قرار دیتے ہوئے دونوں ملکوں کے درمیان باقاعدگی کے ساتھ اعلیٰ سطحی کامیاب دوروں پر بھی اطمینان کا اظہار کیا کہ یہ دونوں ملکوں کے باہمی تعلقات کو حکمتی شراکت داری کی شکل دینے میں انتہائی اہم ثابت ہوئے ہیں۔ زیر نظر خطے اور دنیا بھر میں امن، استحکام اور سلامتی کے فروغ کے لئے اپنی اپنی ذمہ داریوں کا اعتراف کرتے ہوئے باہمی حکمتی شراکت داری کو مزید مضبوط کئے جانے کی اہمیت پر بھی زور دیا۔ ان امور میں سلامتی اور دفاعی تعاون جیسے اہم شعبے شامل ہیں جس سے دونوں ملکوں اور ان کے عوام کے مشترکہ مفادات کی تحصیل کی جاسکتی ہے۔ ان مذاکرات کے دوران وزیراعظم نریندر مودی نے فروری 2014 میں شاہ سلمان بن عبدالعزیز السعود کے سفر ہند کے موقع پر دستخط کئے جانے والے دفاعی تعاون کے مفاہمت نامے کی اہمیت کا اعتراف کرتے ہوئے، کہا کہ یہ مفاہمت نامہ ہند۔عرب حکمتی شراکتداری کو مستحکم بنانے کی سمت میں ایک اہم یادگار ثابت ہوا ہے۔ ان دنوں عزت مآب شاہ سلمان سعودی عرب کی نائب وزارت عظمٰی کے منصب پر فائز تھے۔ دونوں لیڈروں نے اپنی گفتگو کے دوران اس بات پر بھی اتفاق رائے کا اظہار کیا کہ دونوں ملکوں کے فوجی افسران، ماہرین کے باہمی دوروں اور مشترکہ فوجی مشقوں، مسافر بحری جہازوں اور طیاروں کے باہمی تبادلوں نیز اسلحہ اور گولہ بارود کی فراہمی کے ذریعہ دونوں ملکوں کے باہمی دفاعی تعاون کو مزید وسعت دی جائے۔ دونوں لیڈروں نے وزیر اعظم نریندر مودی کے سفر کے بعد ریاض میں دفاعی تعاون پر مشترکہ کمیٹی کے دوسرے اجلاس کے انعقاد کا بھی خیر مقدم کیا اور خلیج اور بحر ہند کے خطے میں بحری سلامتی کو مستحکم کرنے کے لئے باہمی تعاون میں اضافہ کئے جانے پر بھی اتفاق کیا کہ یہ امور ان دونوں ممالک کی سلامتی اور خوشحالی کے لئے وسیع تر اہمیت کے حامل ہیں۔ اس کے ساتھ ہی دونوں لیڈروں نے ناگہانی آفات اور جنگ کے دوران انسانی امداد اور لوگوں کو محفوظ مقامات تک پہنچانے سے متعلق امور میں باہمی شراکت داری کو مزید وسعت دئے جانے پر اتفاق کا اظہار کیا۔

جناب نریندر مودی اور شاہ سلمان بن عبدالعزیز نے اپنے ان اہم مذاکرات کے دوران ہر قسم کی دہشت گردی کی شدید مذمت کی اور کہا کہ دہشت گردی کا کسی بھی ملک کی سرپرستی سے کی جائے، ہمیشہ قابل مذمت رہے گی۔ دونوں لیڈروں نے دہشت گردی کے لئے سائبر اسپیس کے استعمال، انتہا پسندی اور سماجی ہم آہنگی کو درہم برہم کرنے والی حرکتوں پر قابو پانے کے لئے سائبر سلامتی کے شعبے میں باہمی تعادن کو مزید فروغ دئے جانے پر بھی اتفاق رائے کا اظہار کیا۔ اس کے ساتھ ہی دونوں لیڈروں نے اپنے اپنے ملکوں کی متعلقہ ایجنسیوں کو ہدایت کی کہ نفرت پھیلانے اور سیاسی مقاصد کے لئے مذہب کے نام پر دہشت گردی کو جائز قرار دینے والے گروہوں اور ملکوں اور انتہا پسندی کے مقابلے کے لئے باہمی طور سے تال میل قائم کیا جائے۔ انہوں نے دونوں ملکوں کے دانشوروں اور مذہبی محققین کے درمیان

مذاکرات اور تبادلہ خیال کا بھی خیر مقدم کیا اور امن، رواداری اور فلاح کی قدروں کو فروغ دئے جانے کی غرض سے کانفرنسوں اور سمیناروں کے اہتمام کا بھی خیر مقدم کیا۔دونوں ملکوں کے باہمی ذمہ داروں کے دوروں میں دونوں ملکوں کے وزیروں اور سینئر افسران کے دورے بھی شامل ہیں۔

اس موقع پر ہندوستانی فریق کی جانب سے حکومت ہند کے ذریعہ کئے گئے ان کلیدی اقدامات کی وضاحت کی گئی جن کا مقصد ملک اور بیرون ملک کاروبار کرنے میں آسانیاں اور موجودہ قواعد کو سہل اور منطقی بنانا اور ریلوے اور دفاع اور بیمہ جیسے کلیدی شعبوں میں راست غیر ملکی سرمایہ کاری کے اصولوں میں نرم کاری کرنا شامل ہے۔اس موقع پر سعودی عرب کو وزیراعظم مودی کی ترقی کی کہانی میں شامل ہونے کی دعوت دی گئی اور وزیراعظم مودی کی جانب سے سعودی آرامکو کی ستائش کی گئی۔اس کے ساتھ ہی ایس اے بی آئی سی اور دیگر سعودی کمپنیوں کو ہندوستان کی ڈھانچہ جاتی سہولیات کے شعبوں میں سرمایہ کاری کرنے اور صنعتی تیاری کے بڑے گلیاروں کی تعمیر کے بڑے منصوبوں میں شرکت کی دعوت دی گئی۔

ان مذاکرات کے دوران سعودی فریق کی جانب سے ہندوستان میں ڈھانچہ جاتی سہولیات کے فروغ کے شعبے میں سرمایہ کاری کرنے کی دلچسپی کا اظہار کیا گیا۔جبکہ سعودی فریق کی جانب سے مملکت میں ہندوستان کی جانب سے سرمایہ کاری کرنے کی ستائش کی گئی۔بالخصوص سعودی عرب کے معاشی اور صنعتی شہروں کی جانب سے مقابلہ جاتی بنیاد پر سرمایہ کاری کرنے کے مواقع کا فائدہ حاصل کرنے کی کوششوں کی ستائش کی۔

دونوں لیڈروں نے سعودی عرب کے جنرل انوسٹمنٹ اتھارٹی اور ہندوستانی ادارے انوسٹ انڈیا کے درمیان معاہدہ طے پانے کے نظام پر دستخط کئے جانے کا بھی خیر مقدم کیا،جس کا مقصد دونوں ملکوں میں پرائیویٹ شعبوں کے ذریعہ سرمایہ کاری کو فروغ دینا ہے۔توانائی کی سلامتی کی اہمیت کو حکمتی شراکتداری کے کلیدی ستون کی حیثیت سے تسلیم کرتے ہوئے دونوں لیڈروں نے ہند اور سعودی عرب کے درمیان توانائی کے شعبے میں ہونے والے باہمی کاروبار میں اضافے پر اطمینان کا اظہار کیا اور اس بات کو من وعن تسلیم کیا گیا اور اس کے ساتھ ہی اس بات ابھی اعتراف کیا گیا کہ سعودی عرب ہندوستان کو تیل فراہم کرنے والا سب سے بڑا ملک ہے۔

قومی ارضیاتی سائنس ایوارڈز 2014، صدر جمہوریہ ہند کا خطاب

☆صدر جمہوریہ ہند جناب پرنب مکھرجی نے راشٹرپتی بھون میں منعقدہ ایک تقریب میں قومی ارضیاتی سائنس ایوارڈس 2014 پیش کئے۔اس موقع پر اظہار خیال کرتے ہوئے صدر جمہوریہ نے کہا کہ سال 2014 کے لئے قومی ارضیاتی سائنس ایوارڈز پیش کرنے کے لئے آپ کے درمیان حاضر ہو کر میں بہت خوش ہوں۔یہ بنیادی اور عملی ارضیاتی سائنس، کانکنی اور متعلقہ شعبوں میں غیر معمولی حصولیابیوں اور تعاون کے لئے افراد اور سائنس دانوں کی ٹیموں کو نوازنے کا ایک موقع ہے۔میں آپ تمام لوگوں کو آپ کی کامیابی اور حصولیابیوں پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ماہرین علوم ارضیات کی حیثیت سے ملک اور ماحولیات کے لئے آپ کا تعاون عظیم ہے۔گزشتہ برسوں میں سماج نے متعدد شعبوں میں پیش رفت کی ہے۔ان میں زراعت، صنعت، بنیادی ڈھانچہ، الیکٹرانکس اور توانائی سے لیکر خلائی ٹکنالوجی تک کے شعبے شامل ہیں۔یہ پیش رفت ہمارے اپنے وطن کی مٹی میں موجود مادی وسائل کے اختراعاتی استعمال کے ذریعہ ہوئی ہے۔

کسی بھی ملک میں معدنیات کی دستیابی اور ان کا استعمال ایسے عوامل میں شامل رہے ہیں جن سے متعلقہ ملک کی خودکفالتی کا تعین ہوتا ہے۔قوم کی تعمیر کے کام میں استعمال کرنے کے لئے ان قدرتی وسائل کا پتہ لگانا ہوتا ہے۔انہیں نکالنا پڑتا ہے،ان کی صفائی کرنی پڑتی ہے اور ان کی پروسیسنگ کرنی ہوتی ہے۔یہ کام کرتے وقت ہمیں یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ انسانیت کی بقا کا انحصار صرف ماحولیاتی اعتبار سے پائیدار کانکنی کے طور طریقوں پر ہے۔ہمیں اپنے قدرتی وسائل کا استعمال کرنے کی کوششوں کے وقت ہمیں قدرتی اور انسان کے ذریعہ پیدا شدہ تباہ کاریوں کا علم رہنا چاہیے۔بحیثیت سائنس داں یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ تحفظ اور پائیداری کی اہمیت کے تعلق سے بیداری پیدا کریں۔انہوں نے کہا کہ انہیں یہ جان کر خوشی ہے کہ ملک کے ماہرین علوم ارضیات ان چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے سخت محنت کر رہے ہیں۔

آج جن افراد کو ایوارڈ سے نوازا گیا ہے ان کا الگ الگ شعبوں سے متعلق ہونا ہمارے ملک کی ارضیاتی سائنس کی ترقی کی شہادت ہے۔

یہ بات باعث مسرت ہے کہ کانکنی کی وزارت کی یہ پہل معاصر ماہرین علوم ارضیات کی حصولیابیوں کا اعتراف کرتی ہے بلکہ یہ ارضیاتی سائنس کے فروغ کے کام کے لئے خود کو وقف کردینے والے افراد کی تاعمر کوششوں کا بھی اعتراف کرتی ہے۔آج جن لوگوں کو ایوارڈز سے نوازا گیا ہے وہ جیوسائنٹی فک کمیونیٹی کے سبھی گوشوں کی نمائندگی کرتے ہیں، جن میں قومی تنظیمیں، تحقیقی ادارے اور تعلیمی ادارے شامل ہیں۔

ہندوستان کو 2020 میں 36 ویں بین الاقوامی ارضیاتی کانگریس (آئی جی سی) کی میزبانی کا فخر حاصل ہوگا۔برصغیر ہند میں 56 برسوں کے وقفے کے بعد آئی جی سی کی میزبانی ہوگی اور یہ عالمی جیو سائنس کمیونیٹی کے سامنے اپنی کارکردگی کو پیش کرنے کا آپ کے لئے یہ ایک شاندار موقع ہوگا۔مجھے امید ہے کہ ہندوستان کی جیو سائنٹی فک کمیونیٹی اس موقع پر نمایاں کارکردگی پیش کرے گی اور ہمیں اس گلوبل جیوسائنٹی فک اولمپیارڈ میں ان کا بہترین تعاون دیکھنے کو ملے گا۔صدر جمہوریہ نے کہا کہ ملک میں معدنیاتی وسائل کا پتہ لگانے کے لئے بڑے پیمانے پر کوششیں کرنے کے ساتھ ساتھ انتہائی احتیاط برتنے کی بھی ضرورت ہے۔چونکہ قریبی سطح پر موجود ذخائر کی تلاش تکمیل کی حد تک پہنچ چکی ہے لہذا ملک کے ماہرین ارضیات کو گہرائی میں موجود اور پوشیدہ معدنیاتی وسائل کا پتہ لگانے کا اہم چیلنج درپیش ہے۔اب ساحل سمندر سے دور معدنیاتی وسائل کا پتہ لگانے پر توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے جہاں سماج کی روز افزوں ضرورتوں کی تکمیل کے وسیع امکانات ہیں۔اسی طرح سے اسٹریٹیجک اور نایاب ارضی عناصر کا پتہ لگانا بھی اہم ہے تاکہ قوم کے خلا اور اطلاعاتی ٹکنالوجی سے متعلق مشن کو تعاون دیا جاسکے جس سے ملک ان شعبوں میں خودکفیل بن سکے۔تاہم ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ سبھی کام ماحولیاتی پائیداری سے متعلق خدشات کو ذہن میں رکھ کر کئے جائیں۔آج ملک کی کانکنی کی صنعت اصلاحات کی دور سے گزر رہی ہے۔کانکنی و معدنیات (ترقیاتی و انضباطی) ترمیمی ایکٹ 2015 نے معدنیاتی ٹھیکے دینے کے لئے شفاف اور مسابقتی نیلامی کے طریقہ کار کو متعارف کرایا ہے۔اس سے ریاستوں کو معدنیاتی وسائل کی قیمت کا زیادہ حصہ بھی مل سکے گا۔ملک میں معدنیاتی تلاش کی سرگرمیوں میں تیزی لانے کے لئے ایک قومی معدنیاتی تلاش ٹرسٹ (این ایم ای ٹی) قائم کیا گیا ہے۔

ایک بار پھر میں آپ کو آپ کی حصولیابیوں پر مبارکباد اور آپ کے مستقبل کی کوششوں کے لئے نیک خواہشات پیش کرتا ہوں۔ ☆

(2015 کی آبادی سے متعلق اعداد وشمار کے مطابق)۔

آج کی تاریخ میں 13 ریاستوں اور مرکز کے زیر کنٹرول علاقوں میں آدھار کا 90فی صد کا مکمل کام ہو چکا ہے جب کہ دیگر 13 ریاستوں اور مرکز کے زیر کنٹرول علاقوں میں یہ 75 تا 90فی صد مکمل ہوا ہے۔

آدھار سے متعلق چند اہم حقائق

☆100 کروڑ سے زائد افراد کے پاس آدھار ہے۔

☆ہندوستان کے 73.96 کروڑ (93فی صد) بالغ افراد کے پاس آدھار ہے۔

☆پانچ سے 18 سال کی عمر تک کے 22.25 کروڑ (67فی صد) بچوں کے پاس آدھار ہے۔

☆صفر سے پانچ برس کی عمر کے 2.30 کروڑ بچوں کے (20فی صد) کے پاس آدھار موجود ہے۔

☆پانچ سے سات لاکھ افراد روزانہ آدھار کے لئے اندراج کراتے ہیں۔

☆آدھار دنیا بھر میں سب سے بڑا آن لائن ڈیجیٹل شناختی پروگرام ہے۔

آدھار کے فائدے

ڈی بی ٹی ایل (پہل) کی تخمیناً بچت 14672 کروڑ روپے۔

☆پی ڈی ایس-چار ریاستوں آندھرا پردیش، تلنگانہ، پڈوچیری اور دہلی میں 2346 کروڑ روپے کی بچت

☆اسکالرشپ: آندھرا پردیش، تلنگانہ اور پنجاب میں تخمیناً 276 کروڑ روپے کی بچت۔

☆ پنشن (این ایس اے پی)۔جھارکھنڈ، چنڈی گڑھ اور پڈوچیری میں تخمیناً 66 کروڑ روپے کی بچت۔

آدھار کا استعمال

☆25.45 کروڑ بینک کھاتوں کو آدھار سے جوڑا گیا۔

☆12.28 کروڑ سے زائد (71فی صد) ایل پی جی کنکشنوں کو آدھار سے جوڑا گیا۔

☆11.39 کروڑ (45.4) سے زائد راشن کارڈوں کو آدھار سے جوڑا گیا۔

☆5.90 کروڑ (60فی صد) سے زائد منریگا کارڈوں کو آدھار سے جوڑا گیا۔

آدھار کا تصدیقی عمل

☆یوآئی ڈی اے آئی کے تحت 150.60 کروڑ سے زائد معاملات کی تصدیق کی گئی۔

☆یوآئی ڈی اے آئی کے تحت 8.4 کروڑ سے زائد ای کے وائی سی معاملات مکمل کیے گئے۔

☆یوآئی ڈی اے آئی کے ذریعہ روزانہ 40لاکھ سے زائد معاملات کی تصدیق کی جاتی ہے۔

آدھار پے منٹ برج (اے پی بی) کے تحت مفادات ردیگر رقوم براہ راست مستفید ہونے والے افراد کے کھاتے میں جمع کردی جاتی ہے جس میں اس کی بینک تفصیلات کی ضرورت نہیں ہوتی۔گزشتہ دو برسوں میں اے پی بی میں قابل قدر اضافہ ہوا ہے۔23 کروڑ سے زیادہ لوگوں نے آدھار پے منٹ برج کے تحت اپنے بینک کھاتے آدھار سے منسلک کردیئے ہیں۔اے پی بی کے تحت کل 94.71 کروڑ معاملے جن کی مالیت 28363 کروڑ روپے تھی، نپٹائے گئے جو 31 مئی 2014 میں 7.13 معاملوں جن کی لاگت 4474 کروڑ روپے بنتی ہے، کے مقابلے کہیں زیادہ ہیں۔

گزشتہ دو برسوں میں حاصل کی گئی کامیابیوں میں آدھار سے منسلک نظام (اے ای پی ایس) میں درج کیا گیا اضافہ ہے۔اے ای پی ایس کے تحت دور دراز گاؤں میں رہنے والا شخص بھی جس کے پاس بینک کی سہولت بھی دستیاب نہیں ہوتی، اپنے آدھار اور انگلیوں کے نشانات کے ذریعہ اپنے دروازے پر ہی مائیکرو اے ٹی ایم کے ذریعہ پیسہ جمع یا نکال سکتا ہے۔31 مارچ 2016 تک اے ای پی ایس کے تحت کیے گئے معاملات کی تعداد 10.76 کروڑ تک پہنچ گئی تھی جب کہ 31 مئی 2014 میں یہ تعداد صرف 46لاکھ تھی۔

حکومت ہند نے آدھار کو متعدد اسکیموں اور پروگراموں سے جوڑ کر یوآئی ڈی اے آئی کو مزید تقویت فراہم کی ہے۔ ان اسکیموں رپروگراموں میں پردھان منتری جن دھن یوجنا (پی ایم جے ڈی وائی) منریگا، پنشن، اسکالرشپ، ڈی بی ٹی ایل، یواے این (ای پی پی او)، پی ڈی ایس، پاسپورٹ اور سرکاری دفاتر میں حاضری نظام شامل ہیں۔

☆☆☆

YOJANA (URDU)
RNI NO.27032/81 | *May* 2016 | Price 22/=
Annual Subscription Rs 230/=
VOL. 36 NO. 2
No. Page 56

وزیراعظم نریندر مودی نے 3اپریل 2016 کو سعودی عرب کا کامیاب دورہ کیا۔اس دوران انہیں سعودی عرب کے سب سے بڑے شہری اعزاز شاہ عبدالعزیز ایوارڈسے نوازا گیا

ISSN 0971. 8338

Printed and Published by ***Dr. Sadhana Rout***, ADG & Head on behalf of Publications Division, Ministry of I&B, Govt. of India, printed at Akashdeep Printers 20 Ansari Road,Daryaganj, New Delhi
published at Publications Division,Soochna Bhavan,C.G.O.Complex, New Delhi-110003 *Editor:* ***Dr Abrar Rahmani***